(ناول)
گیارہ منٹ
پاؤلو کوئیلھو
ترجمہ: عدیل احمد

ختم نبوت ﷺ زندہ باد　　　　عظمت صحابہ زندہ باد

**السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:**

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈ من "**اردو بکس**" آپ سے مخاطب ہے۔

**آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:**

- گروپ میں صرف PDF کتب پوسٹ کی جاتی ہیں لہذا کتب کے متعلق اپنے کمنٹس / ریویوز ضرور دیں۔ گروپ میں بغیر ایڈ من کی اجازت کے کسی بھی قسم کی (اسلامی وغیر اسلامی، اخلاقی، تحریری) پوسٹ کرنا سختی سے منع ہے۔
- گروپ میں معزز، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے ممبرز موجود ہیں اخلاقیات کی پابندی کریں اور گروپ رولز کو فالو کریں بصورت دیگر معزز ممبرز کی بہتری کی خاطر ریموو کر دیا جائے گا۔
- کوئی بھی ممبر کسی بھی ممبر کو انباکس میں میسیج، مس کال، کال نہیں کرے گا۔ رپورٹ پر فوری ریموو کر کے کاروائی عمل میں لائے جائے گی۔
- ہمارے کسی بھی گروپ میں سیاسی و فرقہ واریت کی بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔
- اگر کسی کو بھی گروپ کے متعلق کسی قسم کی شکایت یا تجویز کی صورت میں ایڈ من سے رابطہ کیجئے۔
- سب سے اہم بات:

**گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخِ رسول، گستاخِ امہات المؤمنین، گستاخِ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، گستاخ اہلبیت یا ایسے غیر مسلم جو اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی وذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جوائن کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔**

- تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے **فری آف کاسٹ** وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صَرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔
- عمران سیریز کے شوقین کیلئے علیحدہ سے عمران سیریز گروپ موجود ہے۔
- **لیڈیز کے لئے الگ گروپ کی سہولت موجود ہے جس کے لئے ویریفکیشن ضروری ہے۔**
- اردو کتب / عمران سیریز یا سٹڈی گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے ایڈ من سے وٹس ایپ پر بذریعہ میسیج رابطہ کریں اور جواب کا انتظار فرمائیں۔ برائے مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہر گز نہ کریں۔ ورنہ گروپس سے تو ریموو کیا ہی جائے گا بلاک بھی کیا جائے گا۔

**نوٹ: ہمارے کسی گروپ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ سب فی سبیل اللہ ہے**


| 0306-7163117 | 0343-7008883 | 0333-8033313 |
| --- | --- | --- |
| محمد سلمان سلیم | پاکستان زندہ باد | راؤ ایاز |


پاکستان زندہ باد　　　　پاکستان پائندہ باد

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو

An Urdu Translation of
**"Eleven Minutes: A Novel"**
By: Paulo Coelho




| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | گیارہ منٹ۔۔۔(ناول) |
| مصنف | : | پاؤلو کوئیلہو |
| ترجمہ | : | عدیل احمد |
| اہتمام | : | ظہور احمد خاں |
| پبلشرز | : | فکشن ہاؤس لاہور |
| کمپوزنگ | : | فکشن کمپوزنگ اینڈ گرافکس، لاہور |
| پرنٹرز | : | سید محمد شاہ پرنٹرز، لاہور |
| سرورق | : | ریاض ظہور |
| اشاعت | : | 2017ء |
| قیمت | : | -/500روپے |

**تقسیم کنندہ:**

فکشن ہاؤس: بک سٹریٹ 39-مزنگ روڈ لاہور، فون: 042-37249218-37237430

فکشن ہاؤس: 52,53رابعہ سکوائر حیدر چوک حیدرآباد، فون: 022-2780608

فکشن ہاؤس: نوشین سنٹر، فرسٹ فلور دوکان نمبر 5 اردو بازار کراچی، فون: 021-32603056

فکشن ہاؤس

● لاہور ● حیدرآباد ● کراچی

e-mail: fictionhouse2004@hotmail.com

# ساچشت لبزانکی دیوان

## دیباچہ

29 مئی 2002ء کو اس کتاب کو حتمی شکل دینے سے محض چند گھنٹے قبل میں گرانو سے ملنے فرانس کے شہر لورڈلیز (Lourdis) گیا تا کہ میں جھرنے سے معجزاتی پانی کی چند بوتلیں بھر سکوں۔ کارنیول میں موجود ایک شخص جس کی عمر ستر برس کے لگ بھگ تھی، نے مجھ سے کہا: ''تمہیں معلوم ہے کہ تم بالکل پاؤلو کوئیلھو جیسے دکھائی دیتے ہو۔'' میں نے کہا میں پاؤلو کوئیلھو ہی ہوں۔ اس شخص نے مجھے گلے لگا لیا اور اپنی بیوی اور پوتی/نواسی سے میرا تعارف کروایا۔ اس نے اپنی زندگی میں میری کتابوں کی اہمیت کے بارے میں بتایا اور کہا: ''یہ مجھے خوابوں کی دنیا میں لے جاتی ہیں۔'' میں یہ الفاظ پہلے بھی کئی دفعہ سن چکا ہوں اور یہ میرے لئے مسرت کا باعث بنتے ہیں۔ اگرچہ اُس لمحے میں نہایت خوفزدہ ہو گیا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ میرا نیا ناول ''گیارہ منٹ'' ایک ایسے موضوع پر مبنی تھا جو ناقابلِ برداشت، کٹھن اور دہشت انگیز تھا۔ میں جھرنے پر گیا، اپنی بوتلیں بھریں، واپس آیا اور اس سے پوچھا کہ وہ کہاں رہتا تھا (شمالی فرانس میں، بیلجیئم کی سرحد کے قریب) اور اس کا نام اپنے پاس درج کرلیا۔

مارس گراؤلین، یہ کتاب میں تمہاری نذر کرتا ہوں۔ مجھ پر تمہاری، تمہاری بیوی اور پوتی/نواسی اور ان معاملات کی ذمہ داری ہے جن کا تعلق مجھ سے ہے، نہ کہ صرف ان باتوں کی جنہیں ہر کوئی سننا چاہتا ہے۔ کچھ کتابیں ہمیں خوابوں کی دنیا میں لے جاتی ہیں اور کچھ ہمیں حقیقت سے روشناس کراتی ہیں، لیکن ایک مصنف کے لئے سب سے اہم چیز ایمانداری ہے جس کی روشنی میں ایک کتاب لکھی جاتی ہے۔

تو دیکھو ایک بدچلن عورت جو اس شہر کی تھی، یہ جان کر کہ وہ اس فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا ہے، سنگِ مرمر کے عطردان میں عطر لائی۔

اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر اس کے پاؤں آنسوؤں سے بھگونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے انہیں پونچھا اور اس کے پاؤں چومے اور ان پر عطر ڈالا۔

اور اس کی دعوت کرنے والا فریسی یہ دیکھ کر خود سے کہنے لگا کہ اگر یہ شخص پیغمبر نہ ہوتا تو جانتا کہ جس نے اسے چھوا ہے وہ کون اور کس قسم کی عورت ہے، کیونکہ وہ بدچلن ہے۔

یسوع نے جواب میں اس سے کہا۔ "اے شمعون مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے۔" اس نے کہا کہو میرے آقا۔

کسی ساہوکار کے دو قرض دار تھے، ایک پانچ سو دینار کا دوسرا پچاس کا۔

جب ان کے پاس ادا کرنے کو کچھ نہ رہا تو اس نے دونوں کو بخش دیا۔ پس ان میں سے کون اس سے زیادہ محبت رکھے گا؟

شمعون نے جواب میں اس سے کہا، میری دانست میں وہ جسے اس نے زیادہ بخشا۔ یسوع نے اس سے کہا، تو نے ٹھیک فیصلہ کیا۔

اور اس عورت کی طرف پلٹ کر اس نے شمعون سے کہا: کیا تو اس عورت کو دیکھتا ہے؟ میں تیرے گھر آیا، تو نے میرے پاؤں دھونے کو پانی نہ دیا، مگر اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے بھگو دیئے اور اپنے بالوں سے انہیں پونچھا۔

تو نے مجھے بوسہ نہ دیا مگر اس نے جب سے میں آیا ہوں میرے پاؤں کو چومنا نہیں چھوڑا۔

تو نے میرے سر پر تیل نہ ڈالا مگر اس نے میرے پاؤں پر عطر ڈالا ہے۔

اس لئے میں تجھ سے کہتا ہوں کہ اس کے گناہ جو بہت زیادہ ہیں، معاف ہوئے، کیونکہ اس نے زیادہ محبت کی، مگر جس کے تھوڑے گناہ معاف ہوئے وہ تھوڑی محبت کرتا ہے۔

لوقا 7 : 37 تا 47

# ساچشت لبزانکی دیوان

○

چونکہ میں آغاز اور اختتام ہوں

میں قابل احترام اور حقیر ہوں

میں ایک بیسوا اور ایک ولی ہوں

میں ایک بیوی اور ایک کنواری ہوں

میں ایک ماں اور ایک بیٹی ہوں

میں اپنی ماں کا سہارا ہوں

میں ایک بانجھ ہوں اور میرے بہت سارے بچے بھی ہیں

میں ایک شادی شدہ عورت اور ایک کنواری ہوں

میں وہ عورت ہوں جو بچے جنتی ہے اور وہ جو کبھی بچے پیدا نہیں کر سکتی

میں پیدائش کے درد کی دوا ہوں

میں ایک بیوی اور ایک خاوند ہوں

اور میری تخلیق ایک مرد کے ذریعے ہوئی

میں اپنے باپ کی ماں ہوں

میں اپنے خاوند کی بہن ہوں

اور وہ میرا دھتکارا ہوا بیٹا ہے

ہمیشہ میرا احترام کرو

کیونکہ میں شرمناک اور عظیم الشان ہوں۔

ایسس کی تعریف میں لکھا گیا گیت،

تیسری یا چوتھی صدی قبل مسیح، ناگ حمادی،

مصر سے دریافت شدہ

# (1)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ماریا نامی ایک بیسوا رہا کرتی تھی۔ایک منٹ ٹھہریئے۔بچوں کی تمام کہانیاں ''ایک دفعہ کا ذکر ہے'' سے شروع ہوتی ہیں اور ''بیسوا'' جیسا لفظ بالغوں کے لئے ہے۔ میں اپنی کتاب کی شروعات اس ظاہری تضاد سے کیسے کرسکتا ہوں؟ لیکن چونکہ زندگی کے ہر لمحے میں ہمارا ایک پاؤں فرضی داستان اور دوسرا اتھاہ گہرائی میں ہوتا ہے،اس لئے ہم اسی طرح سے شروعات کریں گے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ماریا نامی ایک بیسوا رہا کرتی تھی۔

تمام بیسواؤں کی طرح وہ بھی معصوم اور کنواری پیدا ہوئی تھی اور سنِ بلوغت میں اپنے شریک حیات (امیر،خوبرو،عقلمند) سے ملنے،اس سے شادی کرنے (عروسی لباس مین) دو بچوں کو جنم دینے (جو بڑے ہو کر شہرت حاصل کریں گے) اور ایک خوبصورت گھر (جہاں سے سمندر کا نظارہ کیا جا سکے) میں رہنے خواب دیکھتی تھی۔اس کا باپ ایک ٹریول سیلز مین اور ماں درزن تھی، راس کا آبائی قصبہ جو کہ اندرون برازیل میں واقع تھا،وہاں محض ایک نائٹ کلب اور ایک بنک تھا،اور اسی وجہ سے ماریا کو ہمیشہ سے یہ اُمید تھی کہ ایک دن اس کا دلکش شہزادہ آئے گا اور اسے اپنے ساتھ لے جائے گا تا کہ وہ دونوں مل کر دنیا کو زیر کرسکیں۔

اپنے خوب رو شہزادے کا انتظار کرنے کے دوران وہ محض خواب ہی دیکھ سکتی تھی۔وہ گیارہ سال کی تھی جب وہ اپنے گھر سے سکول جاتے ہوئے پہلی مرتبہ کسی کی محبت میں مبتلا ہوئی تھی۔ پڑھائی کے دورانیے کے پہلے دن اس پر یہ انکشاف ہوا کہ سکول جاتے ہوئے وہ اکیلی نہیں تھی۔ اس کا ہم سفر ایک لڑکا تھا جو کہ اس کے پڑوس میں رہتا تھا اور اس کے اوقات کار بھی وہی تھے۔انہوں نے کبھی بھی ایک دوسرے سے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔لیکن رفتہ رفتہ ماریا کو اس

بات کا احساس ہو گیا تھا کہ دن کا بہترین حصہ سکول جانے کے دوران گزارے گئے لمحات تھے۔ دھول پیاس اور تھکاوٹ سے بھرپور لمحات، جب لڑکا تیز چلتا تھا اور وہ اپنی رفتار کو بدستور قائم رکھنے کی سخت کوشش کرتی تھی۔

یہ منظر کئی مہینوں تک دوہرایا گیا۔ ماریا جسے پڑھائی سے نفرت تھی اور جس کی دوسری واحد تفریح ٹیلی ویژن تھا، نے اب یہ خواہش کرنا شروع کر دی تھی یہ دن بہت جلد گزر جائیں گے۔ وہ سکول کے سفر کا بے چینی سے انتظار کرتی اور اپنی عمر کی دیگر لڑکیوں کے برعکس اسے چھٹی کا دن انتہائی بے کیف لگتا تھا۔ اس بات کے پیش نظر کہ بالغوں کی نسبت بچوں کے لئے وقت آہستگی سے گزرتا ہے، اسے سخت اذیت جھیلنا پڑی اور اسے دن محض اس وجہ سے انتہائی طویل لگتے تھے کہ اسے اپنے محبوب کے ساتھ وقت گزارنے کے لئے صرف دس منٹ ملتے تھے جبکہ وہ یہ تصور کرتے ہوئے گھنٹوں اس کے بارے میں سوچتی رہتی تھی کہ اگر وہ آپس میں بات کر سکیں تو کتنا اچھا ہو۔

پھر ایسا ہوا کہ:

ایک صبح وہ لڑکا سکول جاتے ہوئے اس کے پاس آیا اور ماریا سے پوچھا کہ کیا وہ اسے ایک پنسل ادھار دے سکتی تھی۔ ماریا نے کوئی جواب نہ دیا، درحقیقت وہ اُس کی اس غیر متوقع پیش قدمی پر برہم دکھائی دیتی تھی اور اس نے اور زیادہ تیزی سے قدم بڑھانے شروع کر دیئے۔ لڑکے کو اپنے قریب آتے دیکھ کر اس نے خود کو مفلوج محسوس کیا تھا اور وہ اس بات سے خوفزدہ تھی کہ وہ ممکنہ طور پر یہ محسوس کرے گا کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتی تھی، کتنی شدت سے اس کا انتظار کرتی تھی، اس کا ہاتھ تھامنے، سکول کے بیرونی دروازے سے سیدھا آگے گزر جانے اور سڑک کی آخری حد تک چلتے رہنے کے خواب دیکھتی تھی، جہاں، جیسا کہ لوگ کہا کرتے تھے، ایک بڑا شہر تھا، فلمی اور ٹیلی ویژن اداکار، موٹر کاریں، بے شمار سینما گھر اور لامحدود تفریحی سرگرمیاں تھیں۔

وہ اپنے غیر مناسب رویے پر ذہنی تکلیف میں مبتلا ہونے کی وجہ سے باقی سارا دن پڑھائی پر توجہ مرکوز نہ رکھ سکی۔ لیکن عین اسی وقت وہ مطمئن بھی تھی کہ اس لڑکے نے بھی اس میں دلچسپی کا اظہار کیا تھا اور پنسل تو محض گفتگو شروع کرنے کا ایک بہانہ تھا، کیونکہ جب وہ اس

کے پاس آیا تھا تو ماریا نے یہ غور کیا تھا کہ ایک قلم پہلے سے اس کی جیب میں موجود تھا۔ وہ اگلی ملاقات کا انتظار کرتی رہی اور اس رات اور اگلی کئی راتوں کے دوران وہ ان باتوں کی مشق کرتی رہی جو اس نے لڑکے سے کہنی تھیں اور بالآخر اس نے وہ داستان شروع کرنے کا طریقہ ڈھونڈ لیا جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔

مگر ایسا نہ ہو سکا، کیونکہ اگرچہ وہ باقاعدگی سے اکٹھے سکول جاتے رہے اور اس دوران ماریا اپنے دائیں ہاتھ میں مضبوطی سے پنسل تھامے بعض اوقات اس سے آگے ہوتی اور بعض اوقات پیچھے تاکہ وہ اسے غور سے دیکھ سکے، تاہم لڑکے نے کبھی بھی اس سے ایک لفظ نہ کہا اور ماریا کو سکول کے ایام کے اختتام تک خاموشی سے محبت کرنے اور اذیتیں برداشت کرنے پر ہی قناعت کرنا پڑی۔

سکول کی لامحدود چھٹیوں کے دوران جب ایک صبح وہ نیند سے بیدار ہوئی تو اس نے دیکھا کہ اس کی ٹانگوں پر خون لگا ہوا تھا اور اسے یقین ہوگیا کہ وہ مر جائے گی۔ اس نے لڑکے کے نام ایک خط چھوڑنے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ اسے یہ بتا سکے کہ وہ اس کی زندگی کی سب سے بڑی محبت تھی اور پھر وہ جھاڑیوں میں چلی جائے گی جہاں وہ یقینی طور پر ان دو بلاؤں میں سے ایک کے ہاتھوں مر جائے گی جنہوں نے گردونواح کے لوگوں کو خوفزدہ کیا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک بھیڑیا نما انسان تھا اور دوسرا سر کٹا خچر (جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ پادری کی بیوی تھی جسے خچر بنا دیا گیا تھا اور اسے رات کو اِدھر اُدھر بھٹکنے کی سزا دی گئی تھی)۔ ایسا کرنے سے اس کی موت کے بعد اس کے والدین کو زیادہ تکلیف نہیں ہوگی کیونکہ غریب لوگ اگرچہ ہمیشہ حادثات کا شکار رہتے ہیں تاہم وہ ہمیشہ پُرامید رہتے ہیں اور اس کے والدین خود کو قائل کرلیں گے کہ اسے کسی امیر اور بے اولاد جوڑے نے اغواء کرلیا ہے لیکن ایک دن وہ مشہور اور امیر ہو کر واپس لوٹ آئے گی، جبکہ اس کا موجودہ (اور ابدی) محبوب اسے کبھی بھلا نہیں سکے گا اور وہ اس سے دوبارہ بات نہ کرنے پر خود کو اذیت دیتا رہے گا۔

وہ یہ خط کبھی نہ لکھ سکی کیونکہ اس کی ماں کمرے میں آگئی اور وہ خون آلود چادر دیکھ کر مسکرائی اور بولی:

''اب تم جوان ہوگئی ہو۔''

ماریا حیرت میں پڑ گئی کہ ٹانگوں پر لگے ہوئے خون اور اس کے جوان ہونے کا آپس میں کیا تعلق تھا۔ لیکن اس کی ماں اسے کوئی تسلی بخش وضاحت نہ دے سکی۔ اس نے بس اتنا کہا کہ یہ عام بات تھی اور آج سے ہر مہینے کے چار یا پانچ دن تک اسے اپنی ٹانگوں کے بیچ گڑیا کے تکیے جیسی ایک چیز رکھنی پڑے گی۔

جب ماریا نے یہ پوچھا کہ کیا مرد بھی اپنے پاجامے کو خون سے بچانے کے لئے اس قسم کی کوئی چیز استعمال کرتے ہیں تو اسے بتایا گیا کہ ایسا صرف خواتین کے ساتھ ہوتا ہے۔

ماریا نے خدا سے اس کی شکایت کی لیکن بعد میں وہ حیض کی عادی ہو گئی۔ وہ لڑکے کی غیر موجودگی کی عادی ہو گئی، اگر چہ وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ وہ ہر اس چیز سے راہ فرار اختیار کرنے پر خود کو قصوروار ٹھہراتی رہی جسے وہ سب سے زیادہ چاہتی تھی۔ سکول کے نئے دورانیے کے آغاز سے ایک دن قبل وہ قصبے کے واحد گرجا گھر گئی اور سینٹ انتھونی کی تصویر کے سامنے یہ عہد کیا وہ پہلا قدم اٹھائے گی اور لڑکے سے بات کرے گی۔

اگلے روز اس نے اپنا سب سے زیادہ دیدہ زیب لباس پہنا جو کہ اس کی ماں نے خاص طور پر اس موقعے کے لئے بنایا تھا، اور خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے سکول روانہ ہو گئی کہ بالآخر چھٹیاں ختم ہو گئی تھیں۔ لیکن اسے کہیں بھی وہ لڑکا نظر نہ آیا، اور اس طرح ذہنی کوفت سے بھر پور ایک اور ہفتہ گزر گیا، اور اسے اپنی سکول کی دوستوں کے ذریعے سے یہ پتہ چلا کہ وہ قصبہ چھوڑ کر جا چکا تھا۔

''وہ کہیں بہت دور چلا گیا ہے۔'' کسی نے کہا۔

اس لمحے ماریا کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ بعض چیزیں ہمیشہ کے لئے کھو جاتی ہیں۔ اسے یہ بھی پتہ چلا کہ کوئی ایسی جگہ بھی تھی جو ''کہیں بہت دور'' کہلاتی تھی، اور یہ دنیا بہت وسیع تھی اور اس کا قصبہ بہت چھوٹا تھا اور آخر میں انتہائی دلچسپ لوگ ہمیشہ ہی کہیں چلے جاتے تھے۔ وہ بھی سب کچھ چھوڑ کر کہیں چلی جانا چاہتی تھی لیکن ابھی وہ بہت کم عمر تھی۔ اس کے باوجود اس نے اپنے قصبے کی گرد آلود گلیوں کو دیکھتے ہوئے جہاں وہ رہتی تھی، یہ فیصلہ کیا کہ ایک دن وہ بھی لڑکے کے نقش قدم پر چلے گی۔ اگلے نو جمعے کے دوران اس نے عشائے ربانی کی تقریب میں شرکت کی جو اس کے مذہب میں ایک رواج تھا اور کنواری مریم سے التجا کی کہ وہ اسے وہاں

سے کہیں دور نے جائے۔

اس نے کچھ دیر تک آہ وزاری بھی کی اور یہ پتہ چلانے کی ایک بے فائدہ کوشش بھی کی کہ وہ لڑکا کہاں چلا گیا تھا۔ لیکن یہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کے والدین کہاں چلے گئے تھے۔ ماریا کو یہ احساس ہونے لگا تھا کہ یہ دنیا بہت وسیع تھی، محبت بہت خطرناک چیز تھی اور کنواری مریم وہ ولی تھی جو کسی دور افتادہ جنت میں قیام پذیر تھی اور وہ بچوں کی دعائیں قبول نہیں کرتی تھی۔

## (2)



تین برس گزر گئے۔ ماریا نے جغرافیہ اور ریاضی کا علم حاصل کیا۔ اس نے ٹیلی ویژن ڈراموں کی نقالی کرنا شروع کی، سکول میں پہلی مرتبہ شہوت انگیز رسالہ پڑھا اور ڈائری لکھنا شروع کی جس میں اس نے اپنی بے لطف زندگی اور ان چیزوں کا براہ راست مشاہدہ کرنے کی خواہش کا ذکر کیا جن کے بارے میں اسے کلاس میں بتایا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر برف، پگڑی باندھنے والے مرد، ہیرے جواہرات سے مزین خوش وضع خواتین۔ لیکن چونکہ کوئی بھی ناممکن خوابوں کے سہارے زندہ نہیں رہ سکتا بالخصوص جب کسی کی ماں ایک درزن ہو اور باپ شاذ و نادر ہی گھر آتا ہو، اس لئے اسے بہت جلد یہ احساس ہو گیا کہ اس کے ارد گرد جو کچھ بھی ہو رہا تھا اسے اس پر توجہ دینے کی ضرورت تھی۔ اس نے زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے تعلیم حاصل کی اور عین اسی وقت کسی ایسے شخص کی تلاش جاری رکھی جسے وہ اپنے مہم جویانہ خوابوں میں شریک کر سکے۔ جب وہ پندرہ سال کی عمر کو پہنچی تو وہ ایک لڑکے کی محبت میں مبتلا ہو گئی جس سے وہ مقدس ہفتے کی تقریب میں ملی تھی۔

اس نے بچپن کی غلطیوں کو نہیں دوہرایا تھا۔ وہ ایک دوسرے سے باتیں کرتے تھے، ایک دوسرے کے دوست بن گئے اور سینما اور تقریبات میں جاتے تھے۔ اس نے اس بات پر بھی غور کیا تھا کہ کسی شخص کی موجودگی کی بجائے اس کی غیر موجودگی میں اس سے زیادہ محبت کرتی تھی۔

جیسا کہ پہلے لڑکے کے ساتھ معاملہ تھا۔ وہ اس کو شدت سے یاد کرتی، گھنٹوں یہ سوچتی رہتی کہ جب وہ اگلے دن ملیں گے تو کیا گفتگو کریں گے اور ہر اس لمحے کو یاد کرتی جو انہوں نے اکٹھے بتائے تھے تاکہ وہ اس بات کا تجزیہ کر سکے کہ اس نے کچھ غلط تو نہیں کیا تھا۔ اسے ایک

تجربہ کار نوجوان خاتون کے طور پر اپنے بارے میں سوچنا پسند تھا۔ اس نے پہلے ہی ایک عظیم جذبے کو ہاتھ سے نکل جانے کا موقع فراہم کیا تھا اور اس سے ہونے والی تکلیف سے آگاہ تھی، اور اب وہ اس مرد کے لئے اپنی پوری قوت سے مقابلہ کرنے اور اس سے شادی کرنے کے لئے پُرعزم تھی اور اسے یقین تھا کہ یہ مرد شادی، بچوں اور سمندر کے کنارے گھر کے حصول کے لئے موزوں تھا۔ وہ اپنی ماں سے بات کرنے گئی، جس نے التجا کرتے ہوئے کہا:

''لیکن ابھی تم بہت چھوٹی ہو میری جان۔''

''جب آپ نے میرے باپ سے شادی کی تھی تب آپ کی عمر سولہ برس کی تھی۔''

''اس کی ماں نے وضاحت پیش نہ کرنے کو ترجیح دی کیونکہ ایسا غیر متوقع حمل کی وجہ سے ہوا تھا، لہٰذا اس نے ''اس وقت حالات مختلف تھے'' والی دلیل کا سہارا لے کر بات ختم کر دی۔

اگلے روز ماریا اور اس . . . وست دیہاتی علاقے میں چہل قدمی کے لئے گئے۔ وہ کچھ دیر باتیں کرتے رہے اور ماریا نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ سفر کرنا چاہتا ہے، لیکن سوال کا جواب دینے کی بجائے اس نے ماریا کو اپنی بانہوں میں جکڑ کر اس کا بوسہ لے لیا۔

اس کا پہلا بوسہ! اس نے اس لمحے کے بارے میں کتنے خواب دیکھے تھے! اور وہاں کا منظر بھی بہت دلفریب تھا۔

اُڑان بھرتے ہوئے بگلے، غروبِ آفتاب، نیم بنجر علاقے کا وحشی حسن، دور سے سنائی دینے والی موسیقی کی آواز۔ ماریا نے پیچھے ہٹنے کا بہانہ کیا لیکن پھر اس نے اسے گلے لگا لیا اور وہ سب دوہرایا جو وہ اکثر سینما، رسالوں اور ٹی وی پر دیکھا کرتی تھی۔ اس نے اپنے سر کو نصف روانی اور نصف دیوانگی سے ایک طرف سے دوسری طرف حرکت دیتے ہوئے اپنے ہونٹوں کو پُرجوش طریقے سے اس کے ہونٹوں کے ساتھ رگڑا۔ کبھی کبھار اسے لڑکے کی زبان اپنے ہونٹوں کو چھوتی ہوئی محسوس ہوتی تھی اور وہ اسے لذیذ لگتی تھی۔

پھر اچانک اس نے بوسے لینے بند کر دیئے اور ماریا سے پوچھا۔

کیا تم نہیں چاہتی کہ؟

اب وہ کیا کہے؟ کیا وہ چاہتی تھی کہ؟ یقیناً وہ یہی چاہتی تھی! لیکن ایک عورت کو خود کو اس طرح سے بے نقاب نہیں کرنا چاہئے۔ خاص طور پر اپنے ہونے والے خاوند کے سامنے، ورنہ وہ

اپنی بقیہ زندگی یہ شک کرتے ہوئے گزار دے گا کہ اس کی بیوی کسی بھی بات پر آسانی سے "ہاں" کہہ دے گی۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ جواب نہیں دے گی۔

اس نے ایک مرتبہ پھر ماریا کا بوسہ لیا۔ لیکن اس مرتبہ قدرے کم پُر جوش انداز سے۔ ایک مرتبہ پھر وہ رک گیا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا، اور ماریا جانتی تھی کہ کچھ غلط ہونے والا تھا۔ لیکن وہ اس کے متعلق پوچھنے سے ڈرتی تھی، ماریا نے اس کا ہاتھ تھاما اور وہ دیگر معاملات کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے اپنے قصبے میں واپس آ گئے، کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

اس رات ــــ اس نے اتفاقیہ مشکل الفاظ استعمال کرتے ہوئے، کیونکہ اسے یقین تھا کہ اس نے جو کچھ لکھا تھا ایک دن کوئی نہ کوئی اسے پڑھ لے گا اور چونکہ اسے یقین تھا کہ اس دن ایک انتہائی اہم سانحہ پیش آیا تھا۔ اس نے اپنی ڈائری میں لکھا:

"جب ہم کسی سے ملتے ہیں اور اس کی محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں تو ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ پوری کائنات ہمارے ساتھ ہے۔ آج سورج غروب ہونے کے بعد میں نے ایسا ہوتے دیکھا۔ اور اگر کچھ غلط ہو جاتا تو کچھ بھی باقی نہ بچتا۔ نہ بگلے، نہ دور سے سنائی دینے والی موسیقی اور نہ ہی ہونٹوں کا ذائقہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کچھ دیر پہلے وہاں جو حسن موجود تھا وہ اچانک نظروں سے اوجھل ہو جائے۔

زندگی بہت تیزی سے گزرتی ہے۔ یہ ہمیں چند لمحات میں جنت سے جہنم میں لے جاتی ہے۔

اگلے روز اس نے اپنی سہیلیوں سے بات کی۔ وہ سب اسے اپنے ہونے والے منگیتر کے ساتھ چہل قدمی کے لئے جاتے ہوئے دیکھ چکی تھیں۔ بہر حال زندگی میں محض عظیم محبت کا حصول ہی کافی نہیں، آپ کے لئے اس بات کو یقینی بنانا بھی ضروری ہے کہ آپ کتنے پسندیدہ شخص ہیں۔ وہ سب یہ جاننے کے لئے ہلکان ہو رہی تھیں کہ ان کے بیچ کیا ہوا تھا، اور ماریا جو کہ خود سے بھری ہوئی تھی، نے بتایا کہ بہترین لمحہ وہ تھا جب اس کی زبان نے ماریا کے دانتوں کو چھوا تھا۔ ان میں سے ایک لڑکی ہنسنے لگی۔

کیا تم نے اپنا منہ نہیں کھولا تھا؟

اچانک سب کچھ واضح ہو گیا۔ اس کا سوال اور اس کی مایوسی۔

کس لئے؟

اسے اپنی زبان اندر ڈال دینے کے لیے؟

اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

یہ وہ ہے جسے آپ بیان نہیں کر سکتے۔ لوگ ایسے ہی بوسہ لیتے ہیں۔ لڑکیاں جنہیں کبھی کسی لڑکے سے محبت نہیں ہوئی تھی، احمقانہ انداز میں ہنسنے لگیں اور ان میں ظاہری رحم اور عداوت کے خوشگوار جذبات پیدا ہوئے۔ ماریہ نے یہ ظاہر کیا کہ جیسے اسے ان سب کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ اگرچہ اس کی روح رو رہی تھی۔ اس نے دل ہی دل میں ان فلموں کو برا بھلا کہا جو اس نے سینما میں دیکھی تھیں اور جن سے اس نے اپنی آنکھوں کو بند کرنا، مرد کے سر پر اپنا ہاتھ رکھنا اور اپنے سر کو تھوڑا دائیں اور بائیں حرکت دینا سیکھا تھا لیکن وہ اسے سب سے ضروری چیز نہیں سکھا سکی تھیں۔ اس نے اس کا قطعی بہانہ تراش لیا (کہ میں یکلخت خود کو کسی کے سپرد نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ میں بے یقینی کا شکار تھی، لیکن اب مجھے احساس ہو گیا ہے کہ تم ہی میرے محبوب ہو) اور اگلے موقعے کا انتظار کرنے لگی۔

وہ اسے تین دن تک دکھائی نہ دیا لیکن بعد میں وہ اسے ایک مقامی کلب میں ایک تقریب میں دکھائی دیا اور وہ اس کی اُس سہیلی کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا جس نے اس سے بوسے کے بارے میں استفسار کیا تھا۔ اس نے ایک مرتبہ پھر یہ ظاہر کیا کہ اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ وہ فلموں اداکاروں اور مقامی لڑکوں کے متعلق اپنی سہیلیوں سے ہونے والی رات کی گفتگو کے اختتام تک ان سے نظریں چراتی رہی اور یہ ظاہر کرتی رہی کہ اسے اپنی سہیلی کی رحم آمیز نظروں کی رتی بھر پرواہ نہیں تھی۔ تاہم جب وہ اپنے گھر پہنچی تو اس نے اپنی کائنات کو ریزہ ریزہ ہو جانے دیا۔ وہ ساری رات روتی رہی، اگلے آٹھ ماہ تک اذیتیں برداشت کرتی رہی اور اس نتیجے پر پہنچی کہ محبت قطعی طور پر اس کے لئے سازگار نہیں تھی اور نہ ہی وہ محبت کے لیے۔ اس نے راہبہ بننے اور اپنی بقیہ زندگی کو ایک ایسی محبت کے لئے وقف کرنے کے بارے میں سوچا جو تکلیف کا باعث نہ ہو اور جو دل پر دردناک دھبے نہ چھوڑے۔ یسوع کی محبت۔ اس کے سکول میں ان مبلغین کے بارے میں تعلیم دی جاتی تھی جو افریقہ جاتے تھے اور اس نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کے پاس اپنے بے روح وجود سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ایک موقع ہے۔ اس نے ایک خانقاہ کی رکن بننے کا منصوبہ بنایا، ابتدائی طبی امداد کا علم حاصل کیا (کچھ اساتذہ کے مطابق افریقہ میں بڑی تعداد میں لوگ مر رہے تھے) مذہبی

تعلیم کی کلاسوں میں اور زیادہ محنت کی اور خود کو جدید دور کی درویش تصور کرنا شروع کر دیا جو لوگوں کی جان بچاتی ہے اور ان جنگلوں میں جاتی ہے جو شیروں اور چیتوں کی آماجگاہ ہیں۔

بہر حال، اس کی زندگی کے پندرہویں سال نے اس پر صرف یہ حقیقت آشکار نہیں کی کہ اس سے کھلے منہ کے ساتھ بوسہ کرنے کی توقع کی جائے گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ محبت اذیت کا باعث بنتی ہے۔ اس پر ایک تیسری چیز مشت زنی کا بھی انکشاف ہوا۔ ایسا تقریباً اتفاقاً اس وقت ہوا جب وہ اپنی ماں کے گھر آنے کا انتظار کرنے کے دوران اپنے اعضائے تناسل کو چھو رہی تھی۔ جب وہ ایک بچی تھی تو وہ اکثر ایسا کیا کرتی تھی البتہ ایک دن اس کے باپ نے اسے دیکھ لیا اور کوئی وضاحت پیش کئے بغیر اسے ایک زوردار تھپڑ مارا۔ وہ یہ تھپڑ کبھی نہیں بھولی تھی اور اس کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ اسے دوسرے لوگوں کے سامنے اپنے جسم کو اس طرح سے نہیں چھونا چاہئے۔ چونکہ ایسا وہ بیچ چوراہے میں نہیں کر سکتی تھی اور گھر میں اس کا اپنا علیحدہ کمرہ بھی نہیں تھا، اس لئے وہ اس لطف انگیز ہیجان کے متعلق سب کچھ بھول گئی۔

لیکن ایک دوپہر، بوسے والے واقعے کے چھ ماہ بعد جب اس کی ماں کو گھر پہنچنے میں تاخیر ہو گئی تھی اور اس کے پاس کرنے کے لئے کچھ نہ تھا، اس کا باپ اپنے دوست کے ہمراہ کہیں باہر چلا گیا تھا، اور ٹیلی وژن پر کوئی دلچسپ پروگرام نہیں لگا ہوا تھا، اس نے اس امید میں اپنے جسم کا جائزہ لینا شروع کر دیا کہ شاید اسے کچھ غیر ضروری بال نظر آ جائیں جنہیں وہ فوراً صاف کر دے۔ حیرت انگیز طور پر اسے اپنی اندام نہانی کے اوپر ایک گلٹی سی محسوس ہوئی، اس نے اسے چھونا شروع کر دیا اور اسے محسوس ہوا کہ اب وہ رک نہیں سکے گی۔ اس کے بھڑکے ہوئے احساسات انتہائی شدید اور لطف انگیز تھے، اور اس کا پورا جسم____ بالخصوص وہ حصہ جسے وہ چھو رہی تھی۔ تناؤ کا شکار ہو گیا۔ کچھ دیر بعد وہ ایک قسم کی جنت میں پہنچ گئی، اس کے احساسات اور شدید ہو گئے اور اسے ایسا لگا کہ وہ ٹھیک طرح سے دیکھنے اور سننے کے قابل نہیں رہی، اسے سب کچھ زرد نظر آ رہا تھا، اور پھر وہ لذت کے باعث کراہنے لگی اور پہلی بار اسے انتہائے خودلذتی کا تجربہ ہوا۔

ماریا کے لئے یہ اُڑ کر جنت میں جانے اور پھر پیراشوٹ کے ذریعے آہستگی سے دوبارہ زمین پر آنے کے مترادف تھا۔ اس کا جسم پسینے میں شرابور تھا۔ لیکن وہ خود کو مکمل اور توانائی سے بھرپور محسوس کر رہی تھی۔ اچھا، تو یہ تھا سیکس (Sex)! ____ بہت ہی عمدہ! یہ شہوت انگیز رسالوں

جیسا نہیں تھا جن میں ہر کوئی لذت کے بارے میں گفتگو کرتا تھا، لیکن ان کے چہرے کی بناوٹ سے یہ لگتا تھا کہ وہ بہت تکلیف میں ہیں۔ اس کے لئے کسی مرد کی ضرورت بھی نہیں تھی جو عورت کے جسم کو پسند تو کرتا تھا لیکن اس کے پاس اس کے جذبات کے لئے ذرا سا بھی وقت نہیں تھا۔ وہ یہ سب خود کر سکتی تھی! اس نے یہ دوبارہ کیا اور اس مرتبہ اس نے یہ تصور کیا کہ ایک مشہور فلمی اداکار اسے چھو رہا تھا، اور ایک مرتبہ پھر وہ فضا میں تیرتے ہوئے جنت میں پہنچ گئی اور پیراشوٹ کے ذریعے نیچے آئی، اور اس مرتبہ وہ خود کو پہلے سے بھی زیادہ تازہ دم محسوس کر رہی تھی۔ جیسے ہی وہ تیسری مرتبہ یہ عمل دوہرانے لگی تو اس کی ماں گھر آ گئی۔

ماریا نے اپنی سہیلیوں کو اپنی نئی دریافت کے بارے میں بتایا، مگر اس نے انہیں بتایا کہ اسے اس کے متعلق چند گھنٹے پہلے ہی پتہ چلا تھا۔ ان میں سے دو کے علاوہ باقی سب یہ جانتی تھیں کہ وہ کس چیز کے بارے میں گفتگو کر رہی تھی، لیکن ان میں سے کسی نے کبھی بھی اس موضوع کے متعلق گفتگو کرنے کی جرأت نہیں کی تھی، اور اب ماریا کی باری تھی کہ وہ خود کو ایک انقلابی محسوس کرے، گروہ کی قیادت کرے اور خفیہ اعترافات کا مضحکہ خیز کھیل دریافت کرے جس میں ہر ایک سے مشت زنی کا پسندیدہ طریقہ پوچھا جاتا تھا۔

اس نے مختلف النوع اقسام کے طریقے سیکھے، مثال کے طور پر شدید گرمی میں لحاف میں لپٹتے ہوئے (کیونکہ اس کی ایک سہیلی نے اسے یقین دلایا تھا کہ پسینے کا اخراج نہایت سودمند تھا) پرندے کے پنکھ سے اپنے جسم کے اس حصے کو چھوتے ہوئے (وہ ابھی تک جسم کے اس حصے کا نام نہیں جانتی تھی) کسی لڑکے کو ایسا کرنے کی اجازت دیتے ہوئے (ماریا نے سوچا کہ یہ غیر ضروری تھا) چوکی پر بیٹھ کر سپرے کا استعمال کرتے ہوئے (اس کے پاس گھر میں ایسی کوئی چوکی نہیں تھی لیکن جیسے ہی وہ اپنی ایک امیر سہیلی کو ملنے جائے گی تو وہ اسے ضرور آزمائے گی)۔

بہر حال، جیسے ہی اسے مشت زنی کے بارے میں پتہ چلا اور اس نے اپنی سہیلیوں کے تجویز کردہ کچھ طریقوں کو آزمایا تو اس نے مذہبی زندگی کے خیال کو ہمیشہ کے لئے رد کر دیا۔ مشت زنی سے اسے بے پناہ لذت حاصل ہوتی تھی، حالانکہ چرچ اس بات کی دلالت کرتا ہوا دکھائی دیتا تھا کہ سیکس (Sex) سب سے بڑا گناہ تھا۔ اس نے اپنی اپنی سہیلیوں سے متعدد کہانیاں سنی تھیں: جیسے کہ مشت زنی سے جسم دھبے دار ہو جاتا ہے اور یہ پاگل پن اور حتیٰ کہ حمل کا باعث بھی بنتا ہے۔

اس کے باوجود وہ ہفتے میں ایک بار اس سے لطف اندوز ہوتی اور عموماً وہ بدھ کا روز ہوتا، جب اس کا باپ اپنے دوستوں کے ساتھ تاش کھیلنے کے لئے جاتا۔

عین اسی وقت وہ لڑکوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے حوالے سے اور زیادہ عدم تحفظ کا شکار ہوگئی اور جس جگہ وہ رہتی تھی اسے چھوڑنے میں مزید پُرعزم ہوگئی۔ وہ تیسری اور چوتھی مرتبہ کی محبت میں مبتلا ہوئی۔ اب وہ بوسہ لینا جانتی تھی اور جب وہ اپنے دوستوں کے ہمراہ اکیلی ہوتی تو وہ انہیں چھوتی اور انہیں خود کو چھونے دیتی، لیکن ہمیشہ ہی کوئی نہ کوئی گڑبڑ ہو جاتی اور جب اسے اس بات کا یقین ہو جاتا کہ یہی وہ شخص ہے جس کے ہمراہ وہ اپنی ساری زندگی گزارنا چاہتی تھی تو عین اسی وقت یہ تعلق ختم ہو جاتا۔

ایک طویل عرصے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ مرد محض تکلیف، مایوسی، مصیبت اور وقت کے ضیاع کا باعث تھے۔ ایک دوپہر ایک ماں کو اپنے دو سالہ بچے کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھ کر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اب بھی ایک خاوند، بچوں اور سمندر کے کنارے ایک گھر کے بارے میں سوچ سکتی تھی، لیکن وہ دوبارہ کبھی بھی کسی کی محبت میں مبتلا نہیں ہوگی کیونکہ محبت سب کچھ برباد کر دیتی تھی۔

## (3)

اور ایسے ہی ماریا کہ ایام شباب گزر گئے۔ وہ اور زیادہ خوبصورت ہوتی گئی اور اس کی اُداس اور پُر اسرار طبیعت نے اسے کئی آشناؤں سے متعارف کروایا۔ خود سے کئے ہوئے وعدوں کے باوجود، کہ وہ کبھی بھی کسی کی محبت میں مبتلا نہیں ہوگی، وہ کبھی ایک اور کبھی دوسرے لڑکے کے ساتھ گھومنے جاتی، خواب دیکھتی اور اذیتیں جھیلتی۔ ایسی ہی ایک ملاقات کے دوران وہ کار کی پچھلی نشست پر اپنے کنوارے پن سے محروم ہوگئی۔ وہ اور اس کا دوست معمول کی گرم جوشی سے بڑھ کر ایک دوسرے کو چھو رہے تھے۔ لڑکا انتہائی برانگیختہ ہوگیا اور ماریا جو اپنی سہیلیوں میں واحد کنواری ہونے کی بنا پر افسردہ تھی، اس نے لڑکے کو خود میں سرائیت کرنے کی اجازت دے دی۔ مشت زنی کے برخلاف، جو کہ اسے جنت میں لے جاتی تھی، اس سے اس کو تکلیف ہوئی اور اس کی وجہ سے اس کا خون بہنے لگا جس نے اس کے سکرٹ پر ایک ایسا دھبہ چھوڑ دیا جسے صاف کرنے میں ایک عرصہ لگا۔ اس میں پہلے بوسے، اڑان بھرتے ہوئے بگلوں، غروبِ آفتاب اور موسیقی کا جادوئی ہیجان مفقود تھا۔ لیکن وہ اس کے متعلق کبھی سوچے گی بھی نہیں۔

ماریا نے اسی لڑکے کے ساتھ چند مرتبہ اور مباشرت کی۔ اگرچہ پہلے اسے لڑکے کو یہ کہتے ہوئے خبردار کرنا پڑتا تھا کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو وہ اپنے باپ کو بتا دے گی کہ اس نے اس کی عصمت دری کی تھی۔ اس نے اسے سیکھنے کے ایک ذریعے کے طور پر استعمال کیا اور ہر وہ طریقہ استعمال کیا جو وہ کر سکتی تھی تاکہ وہ یہ سمجھ سکے کہ کسی فرد کے ساتھ مباشرت کرنے میں کیا لذت تھی۔

وہ اسے سمجھ نہیں سکی تھی۔ مشت زنی انتہائی کم پریشان کن اور اس سے کہیں زیادہ فائدہ مند تھی۔ لیکن تمام رسالے، ٹیلی وژن پروگرام، کتابیں، سہیلیاں، حتیٰ کہ تمام ذرائع یہی کہتے تھے کہ

مرد انتہائی ضروری تھا۔ ماریا نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ اسے۔ درد ہوئی نا قابل بیان جنسی مسئلہ درپیش تھا۔ لہٰذا اس نے اپنی پڑھائی پر اور زیادہ توجہ دی اور کچھ عرصے کے لئے ایک انتہائی عمدہ اور قاتلانہ چیز کے متعلق سب کچھ بھول گئی جسے محبت کہا جاتا تھا۔

ماریا کی ڈائری سے، جب وہ سترہ سال کی تھی:

میرا مقصد محبت کو سمجھنا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ جب مجھے محبت ہوئی تھی تو میں خود کو کتنا زندہ محسوس کرتی تھی اور میں جانتی ہوں کہ اب میرے پاس جو کچھ بھی ہے، اگرچہ یہ بہت دلچسپ معلوم ہوتا ہوگا، تاہم اس سے مجھے زیادہ خوشی نہیں ملتی۔

لیکن محبت ایک بھیانک چیز ہے! میں نے اپنی سہیلیوں کو اذیتیں جھیلتے ہوئے دیکھا ہے اور میں نہیں چاہتی کہ یہ سب میرے ساتھ بھی ہو۔ وہ میرا اور میری معصومیت کا تمسخر اڑایا کرتی تھیں، لیکن اب وہ مجھ سے پوچھتی ہیں کہ میں مردوں کو اتنے اچھے طریقے سے کیسے قابو میں رکھتی ہوں۔ میں مسکرا دیتی ہوں اور کچھ نہیں کہتی، کیونکہ میں جانتی ہوں کہ علاج درد سے بھی بدتر ہے۔ میں فقط کسی کی محبت میں مبتلا نہیں ہوتی۔ ہر دن گزرنے کے ساتھ مجھ پر یہ بات واضح ہوتی جا رہی ہے کہ مرد کس قدر نازک، غیر ثابت قدم، پُرخطر اور حیرت انگیز ہوتے ہیں۔ میری چند سہیلیوں کے باپ نے مجھے سیکس کی پیش کش کی لیکن میں نے ہمیشہ انکار کیا۔ پہلے پہل تو مجھے اس سے صدمہ پہنچا لیکن اب میں سوچتی ہوں کہ سبھی مرد ایسے ہی ہوتے ہیں۔

اگرچہ میرا مقصد محبت کو سمجھنا ہے، اور اگرچہ مجھے ان لوگوں کے متعلق سوچ کر تکلیف ہوتی ہے جنہیں میں نے اپنا دل دیا، تاہم اب مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے میرے دل کو چھوا، وہ میرے جسم کو بیدار کرنے میں ناکام رہے، اور وہ جنہوں نے میرے جسم کو بیدار کیا وہ میرے دل تک پہنچنے میں ناکام رہے۔

# (4)

اپنی ثانوی تعلیم مکمل کرنے تک وہ انیس سال کی ہوگئی اور اسے کپڑے کی ایک دوکان پر نوکری مل گئی، جہاں اس کا باس بلاتوقف اس کی محبت میں گرفتار ہوگیا۔ اگر چہ اس وقت تک ماریا یہ جان چکی تھی کہ مرد کے ہاتھوں استعمال ہوئے بغیر اسے کیسے استعمال کیا جائے۔ اس نے اسے کبھی خود کو چھونے نہیں دیا۔ اگر چہ وہ حُسن کی طاقت سے بخوبی آگاہ تھی۔

حُسن کی طاقت: ایک بدصورت عورت کے لئے دنیا کیسی ہوتی ہوگی؟ اس کی کچھ سہیلیاں ایسی تھیں جن پر تقریبات میں کوئی بھی توجہ نہیں دیتا تھا یا ان میں مرد کبھی دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ اگر چہ جب انہیں تھوڑی بہت محبت ملتی تھی تو یہ انہیں ناقابل یقین معلوم ہوتی اور وہ اس کی کہیں زیادہ قدر کرتی تھیں اور جب انہیں رَد کر دیا جاتا تو وہ خاموشی سے اذیتیں برداشت کرتیں اور خصوصی لباس زیب تن کرنے سے بالاتر ہو کر دیگر چیزوں کی تلاش کرتے ہوئے اپنے مستقبل کا سامنا کرتیں۔ وہ زیادہ خود مختار تھیں۔ وہ خود میں زیادہ دلچسپی لیتی تھیں، اگر چہ ماریا کے خیال میں انہیں دنیا ناقابل برداشت لگتی ہوگی۔

وہ جانتی تھی کہ وہ کس قدر پُرکشش تھی، اور اگر چہ وہ شاذ و نادر ہی اپنی ماں کی بات سنتی تھی، تاہم اس کی ماں ایک بات کہا کرتی تھی جو وہ کبھی نہیں بھولی تھی: ''میری جان! خوبصورتی ہمیشہ قائم نہیں رہتی۔'' اسی سوچ کے ساتھ اس نے اپنے باس کو اپنی بانہوں تک محدود رکھا، اگر چہ اسے مکمل طور پر روکے بغیر، اور اس کے باعث اس کی تنخواہ میں خاطر خواہ اضافہ ہوا (وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس کی اسے بستر میں لے جانے کی معمولی سی امید کو کب تک قائم رکھ سکے گی لیکن اس عرصہ کے دوران کم از کم وہ اچھے خاصے پیسے کمارہی تھی) وہ اسے دیر تک کام کرنے کے اضافی پیسے بھی دیتا تھا۔ (اس کا باس اس کی موجودگی کو پسند کرتا تھا، شاید وہ اس بات سے ڈرتا تھا کہ اگر کسی رات وہ

باہر چلی گئی تو شاید وہ اپنے محبوب کو پالے گی۔ اس نے دو سال تک جم کر کام کیا، ہر ماہ اپنے والدین کو اپنی کفالت کے پیسے دیئے اور آخر میں اس نے یہ کر دکھایا۔ اس نے اپنے خوابوں کے شہر میں ایک ہفتے کی چھٹیاں گزارنے کے لئے معقول رقم اکٹھی کر لی تھی، ایک ایسی جگہ جہاں فلم اور ٹیلی وژن کے اداکار رہتے تھے۔ اس کے ملک کا پکچر پوسٹ کارڈ: ریوڈی جینیرو۔ اس کے باس نے اس کے ساتھ چلنے اور سارے اخراجات برداشت کرنے کی پیش کش کی، لیکن ماریا نے یہ کہتے ہوئے جھوٹ بول دیا کہ چونکہ وہ دنیا کی خطرناک ترین جگہ پر جا رہی تھی اس لئے اس کی ماں نے یہ شرط رکھی تھی کہ وہ اپنے ایک کزن کے گھر ٹھہرے گی جو جوڈو کا ماہر تھا۔

اس کے علاوہ اس نے کہا، ''سر، آپ دوکان کی دیکھ بھال کے لئے کسی قابل اعتماد شخص کی غیر موجودگی میں دوکان چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔''

''مجھے ''سر'' مت کہو۔'' اس نے کہا، اور ماریا نے اس کی آنکھوں میں جو کچھ دیکھا وہ اسے بھانپ گئی: محبت کا شعلہ۔ اور اس سے اسے حیرانگی ہوئی کیونکہ وہ ہمیشہ یہ سمجھتی تھی کہ وہ محض سیکس (Sex) میں دلچسپی رکھتا تھا۔ جبکہ اس کی آنکھیں اس کے برخلاف کچھ کہہ رہی تھیں۔ میں تمہیں ایک گھر، ایک خاندان اور تمہارے والدین کے لئے پیسے دے سکتا ہوں۔ اپنے مستقبل کے بارے میں سوچتے ہوئے ماریا نے آگ کو مزید بھڑکانے کا فیصلہ کیا۔

اس نے کہا کہ وہ اپنی نوکری کے علاوہ اپنے رفقاء کو بہت یاد کرے گی جن کے ساتھ کام کرنا اسے بہت پسند تھا (وہ انتہائی محتاط تھی کہ وہ کسی کا نام ظاہر نہ کرے لہٰذا اس نے اس معمے کو غیر حل شدہ ہی رہنے دیا کہ رفیق سے اس کی مراد کیا اس کا باس تھا؟) اور اس نے اپنے بٹوے اور عزت کی سخت حفاظت کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی بھی اس کی آزادی کے پہلے ہفتے کو برباد کر دے۔ وہ سب کچھ کرنا چاہتی تھی۔ مثلاً سمندر میں تیراکی کرنا، مکمل اجنبیوں سے باتیں کرنا، دوکانوں کی کھڑکیوں میں جھانکنا، اور کسی شہزادے کے نمودار ہونے کا انتظار کرنا جو اسے اپنے ساتھ لے جائے۔ آخر ایک ہفتہ ہوتا ہی کیا ہے؟ اس نے ایک اجنبی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، یہ توقع کرتے ہوئے کہ وہ غلط کہہ رہی تھی۔ ''یہ اچانک گزر جائے گا اور میں بہت جلد اپنے کام پر واپس آ جاؤں گی۔''

اس کا باس غمگین تھا۔ پہلے پہل تو اس نے مزاحمت کی لیکن بالآخر اس نے ماریا کے فیصلے کو

قبول کر لیا کیونکہ اس وقت وہ ایک خفیہ منصوبہ بنا رہا تھا کہ جیسے ہی وہ واپس آئے گی وہ اس سے شادی کی درخواست کرے گا، اور وہ خود کو حد سے زیادہ جارح ظاہر کرتے ہوئے سب کچھ برباد کر دینا نہیں چاہتا تھا۔

ماریا نے بس کے ذریعے اڑتالیس گھنٹوں تک سفر کیا، کوپا کبانہ (کوپا کبانہ! وہ سمندر وہ آسمان......) میں ایک سستے ہوٹل میں کمرہ لیا اور حتیٰ کہ اپنا بیگ کھولنے سے پہلے اس نے اپنی بکنی (Bikini) اُٹھائی جو کہ وہ اپنے ہمراہ لائی تھی، اسے پہنا اور ابر آلود موسم کے باوجود سیدھی ساحل سمندر کی جانب چلی گئی۔ اس نے فکرمندی سے سمندر کی طرف دیکھا، لیکن وہ محض کم پانی میں ہی چلتی رہی۔

ساحل پر کسی نے بھی یہ غور نہیں کیا کہ سمندر، لیمانجہ دیوی، میری ٹائم ندی، جھاگ دار لہروں اور بحراوقیانوس کی دوسری جانب افریقہ کے ساحل اور اس کے شیروں کے ساتھ اس کا پہلی بار واسطہ پڑا تھا۔ جب وہ پانی سے باہر آئی تو اس کی ملاقات ایک عورت جو کہ ہول فوڈ سینڈوچ بیچنے کی کوشش کر رہی تھی، اور ایک سیاہ فام مرد جس نے اس سے درخواست کی کہ کیا آج رات وہ اس کے ساتھ کہیں باہر جانا پسند کرے گی اور ایک اور مرد سے ہوئی جو پرتگیز زبان کا ایک لفظ بھی نہیں جانتا تھا لیکن اس نے اشاروں کے ذریعے اس سے پوچھا کہ کیا وہ اس کے ساتھ ناریل کا پانی پینا پسند کرے گی۔

ماریا نے ایک سینڈوچ خریدا کیونکہ وہ "نہیں" کہتے ہوئے شرمندہ ہو رہی تھی لیکن اس نے ان دونوں اجنبیوں کے ساتھ گفتگو کرنے سے اجتناب کیا۔ وہ اچانک خود سے مایوس ہو گئی۔ اب جب اس کے پاس وہ سب کرنے کا موقع تھا جو وہ کرنا چاہتی تھی تو پھر وہ اس قدر احمقانہ طریقے سے پیش کیوں آ رہی تھی؟ کوئی معقول وضاحت نہ ملنے پر وہ نیچے بیٹھ کر بادلوں کی اوٹ سے سورج کے نکلنے کا انتظار کرنے لگی۔ وہ اپنی جرأت پر ابھی تک حیران تھی اور اس شدید گرمی میں بھی پانی کس قدر سرد تھا۔

بہرحال وہ شخص جو پرتگیز زبان نہیں بول سکتا تھا پھر کہیں سے دوبارہ نمودار ہو گیا اور اس کے پاس وہ مشروب رکھ دیا جس کی اس نے ماریا کو پیشکش کی تھی۔ ماریا کو اطمینان ہوا کہ اسے اس سے گفتگو نہیں کرنی پڑی۔ اس نے ناریل کا پانی پیا اور اسے دیکھ کر مسکرائی اور جواب میں وہ بھی

مسکرانے لگا۔ کچھ دیر تک انہوں نے اس اطمینان بخش اور بے معنی گفتگو کو جاری رکھا۔ ایک مسکراہٹ اِدھر سے، ایک مسکراہٹ اُدھر سے۔ پھر اس مرد نے اپنی جیب میں سے سرخ رنگ کی ایک چھوٹی سی ڈکشنری نکالی اور ایک عجیب سے لہجے میں کہا: ''بونیتا''۔ ''خوبصورت۔'' وہ پھر سے مسکرائی۔ اگرچہ وہ اپنے دلکش شہزادے سے ملنے کو بے تاب تھی تاہم اسے اس کی زبان بولنی آنی چاہئے اور وہ تھوڑا کم عمر ہونا چاہئے۔

وہ شخص اس چھوٹی سی کتاب کے اوراق پلٹنے لگا۔

''شام کا کھانا...... آج رات؟''

پھر وہ ہنسنے لگا:

سوئٹزرلینڈ۔

اور پھر اس نے ان الفاظ کا سہارا لیتے ہوئے اپنی بات مکمل کی جو چاہے کسی بھی زبان میں کہے جائیں وہ جنت کی گھنٹیاں معلوم ہوتے ہیں۔

کام! ڈالر!

ماریا سوئٹزرلینڈ نامی کسی ریستوران کے بارے میں نہیں جانتی تھی اور نہ ہی وہ یہ جانتی تھی کہ سب کچھ اس قدر آسانی سے حاصل کیا جا سکتا تھا اور خواب اتنی جلدی پورے ہو سکتے تھے۔ اس نے کوئی خطرہ مول نہ لینے کا فیصلہ کیا: ''تمہاری دعوت کا بہت بہت شکریہ، لیکن میں پہلے ہی ملازمت کر رہی ہوں اور مجھے کسی قسم کے ڈالر خریدنے میں کوئی دلچسپی نہیں۔''

وہ شخص جو اس کا کہا ہوا ایک لفظ بھی نہیں سمجھ سکا تھا، اور زیادہ بے لگام ہو گیا۔ مسکراہٹوں کے متعدد تبادلوں کے بعد وہ اسے چند منٹ کے لئے چھوڑ کر کہیں چلا گیا اور ایک مترجم کے ساتھ واپس لوٹا۔ اس کے ذریعے اس نے وضاحت کی کہ اس کا تعلق سوئٹزرلینڈ سے تھا (ایک ملک نہ کہ ریستوران) اور یہ کہ وہ اس کے ساتھ شام کا کھانا کھانا چاہتا تھا، تاکہ وہ اس سے ایک ممکنہ ملازمت کی پیش کش کے متعلق گفتگو کر سکے۔ مترجم جس نے اپنا تعارف اس ہوٹل کے غیر ملکی سیاحوں اور سکیورٹی کے انچارج کے طور پر کروایا تھا جہاں وہ شخص ٹھہرا ہوا تھا، اپنی رائے دیتے ہوئے کہنے لگا:

اگر تمہاری جگہ میں ہوتا تو اس پیش کش کو قبول کر لیتا۔ وہ گانے بجانے کی محفل کا ایک

اہم منتظم ہے اور یورپ میں کام کرنے کے لئے نئے ٹین کی تلاش میں ہے۔ اگر تم چاہو تو میں تمہاری ملاقات کچھ اور لوگوں سے کروا سکتا ہوں جنہوں نے اس پیش کش کو قبول کیا۔ وہ امیر ہو گئے ہیں اور اب وہ شادی شدہ ہیں اور ان کے بچے بھی ہیں جنہیں بے روزگار ہونے پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

پھر اس نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ بین الاقوامی ثقافت پر اسے خاصا عبور تھا اسے متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

''اس کے علاوہ سوئٹزرلینڈ انتہائی زبردست چاکلیٹیں اور گھڑیاں بناتا ہے۔''

ماریا کو سٹیج کا واحد تجربہ ولولہ انگیز کھیل کے دوران ہوا تھا جو وہاں کی مقامی کونسل مقدس ہفتے کے دوران منعقد کیا کرتی تھی اور جن میں وہ پانی بیچنے والی کے طور پر چہل قدمی کرتی تھی۔ وہ بس میں بمشکل ہی سو پائی تھی، لیکن وہ سمندر کو دیکھ کر خوش تھی اور سینڈوچ اور سالم خوراک سے تنگ آ چکی تھی اور مخمصے کا شکار تھی کیونکہ وہ کسی کو نہیں جانتی تھی اور اسے ایک دوست کی ضرورت تھی۔ وہ پہلے بھی ایسی صورت حال کا سامنا کر چکی تھی جب کوئی مرد ہر چیز کا وعدہ کرتا ہے لیکن وہ انہیں پورا نہیں کرتا۔ لہٰذا وہ جانتی تھی کہ یہ ساری اداکاری اس کی توجہ حاصل کرنے کا ایک بہانہ تھا۔

اگرچہ اسے اس بات کا یقین تھا کہ کنواری مریم نے اسے یہ موقع فراہم کیا تھا، اور اس بات سے بھی متفق تھی کہ اسے اپنی ہفتہ وار تعطیلات کے ہر لمحے سے لطف اندوز ہونا چاہئے، اور چونکہ کسی اچھے ریستوران جانے سے اسے اپنے گھر واپس جانے کے بعد اس کے بارے میں بتانے کا موقع ملے گا، اس لئے اس نے اس پیش کش کو قبول کرنے کا فیصلہ کیا، کیونکہ مترجم کے وہاں آنے تک وہ پہلے ہی مسکرانے اور یہ ظاہر کرتے کرتے بیزار ہو چکی تھی کہ وہ غیر ملکی شخص جو کچھ بھی کہہ رہا تھا وہ سب سمجھ سکتی تھی۔

اس کا واحد مسئلہ بھی انتہائی سنگین نوعیت کا تھا۔ اس کے پاس پہننے کے لئے کوئی مناسب لباس نہیں تھا۔ کوئی عورت ایسی چیزوں کا کبھی اعتراف نہیں کرتی (اس کے لئے اپنے کپڑوں کی الماری کی صورت حال افشا کرنے کی نسبت اس بات کا اعتراف کرنا زیادہ آسان تھا کہ اس کے خاوند نے اسے دھوکا دیا تھا) لیکن چونکہ وہ ان لوگوں کو نہیں جانتی تھی اور شاید وہ اسے دوبارہ کبھی نہ

ملیں، اسے اس بات کا احساس ہوا کہ اس کے پاس کھونے کے لئے کچھ نہیں تھا۔

''میں کچھ ہی دیر پہلے شمال مشرقی علاقے سے یہاں پہنچی ہوں اور میرے پاس ریستوران میں جانے کے لئے پہننے کو اچھے کپڑے نہیں ہیں۔''

اس شخص نے مترجم کے ذریعے اسے بتایا کہ اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اور اس نے ماریا سے اس کے ہوٹل کا پتہ پوچھا۔ اس شام اسے پہننے کو ایسا لباس ملا جو اس نے اپنی پوری زندگی کے دوران نہیں دیکھا تھا، اور اس کے ساتھ جوتوں کا ایک جوڑا بھی تھا جس کی کم از کم قیمت اس کی سال بھر کی کمائی جتنی تھی۔

اس نے محسوس کیا کہ یہ اس سفر کی شروعات تھی جس کی اسے برازیل کے دور افتادہ علاقے سیر تاؤ (Sertao) میں اپنے بچپن اور لڑکپن کے دوران مسلسل خشک سالی میں گزارا کرتے ہوئے شدید خواہش تھی۔ ایک ایسا علاقہ جہاں لڑکوں کا کوئی مستقبل نہیں تھا، ایک غریب لیکن ایماندار قصبہ، اور ایک بے کیف اور تکرار سے بھرپور طرز زندگی۔ وہ کائنات کی شہزادی بننے کے لئے تیار تھی! ایک شخص نے اسے ملازمت، ڈالروں، جوتوں کے انتہائی بیش قیمت جوڑے اور ایسے لباس کی پیش کش کی تھی جو پریوں کی داستان سے تعلق رکھتا تھا۔ ان سب کے علاوہ واحد کمی میک اپ کی تھی، لیکن ہوٹل کی استقبال کنندہ کو اس پر رحم آ گیا اور اس نے ماریا کو خبردار کرتے ہوئے اس کی مدد کی کہ اسے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ہر ملکی قابل اعتبار تھا یا ریو (Rio) میں ہر شخص ایک لٹیرا تھا۔

ماریا نے اس کی تنبیہ کو نظر انداز کر دیا، اپنے جنت کے تحفوں کو زیب تن کیا، آئینے کے سامنے گھنٹوں کھڑی رہی، اور اپنے ہمراہ کیمرہ نہ لانے پر پچھتاتی رہی تاکہ وہ محض یہ محسوس کرنے کے لئے اس لمحے کو محفوظ کر لیتی کہ اسے ڈیٹ پر جانے میں تاخیر ہو گئی تھی۔ وہ بالکل سنڈریلا کے انداز میں ہوٹل کی جانب بھاگی جہاں وہ سوئس شخص قیام پذیر تھا۔

حیران کن طور پر، مترجم نے اسے بتایا کہ وہ ان کے ہمراہ نہیں جائے گا۔

''تمہیں زبان کے حوالے سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اصل مسئلہ یہ ہے کہ کیا وہ خود کو تمہارے ساتھ آرام دہ محسوس کرے گا یا نہیں۔''

''لیکن جو کچھ میں کہوں گی اگر وہ اسے نہ سمجھ سکا تو وہ آرام دہ محسوس کیسے کرے گا؟''

''بالکل بجا، لیکن تمہیں گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں۔ سارا سوال ''تاثرات'' کا ہے۔''

ماریا نہیں جانتی تھی کہ یہ ''تاثرات'' کیا تھے۔ جہاں سے وہ آئی تھی وہاں جب بھی لوگ ایک دوسرے سے ملتے تھے تو انہیں الفاظ، جملوں، سوالات اور جوابات کا تبادلہ کرنا پڑتا تھا۔ لیکن میلسن، جو کہ اس مترجم مع سکیورٹی انچارج کا نام تھا، نے اسے یقین دلایا تھا کہ ریوڈی جینیرو اور باقی تمام دنیا میں چیزیں مختلف تھیں۔

اسے کچھ سمجھنے کی ضرورت نہیں، بس اسے آرام پہنچاتی رہنا۔ وہ رنڈوا ہے اور اس کی کوئی اولاد نہیں۔ وہ ایک نائٹ کلب کا مالک ہے اور ایک برازیلی خاتون کی تلاش میں ہے جو بیرون ملک کام کرنا چاہتی ہو۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ تم اس قسم کی لڑکی نہیں ہو، لیکن وہ یہ کہتے ہوئے اصرار کرتا رہا کہ جب اس نے تمہیں پانی میں سے باہر آتے دیکھا تو اسے تم سے محبت ہو گئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ تمہاری بکنی (Bikini) بھی خوبصورت تھی۔

وہ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گیا۔

لیکن صاف بات یہ ہے کہ اگر تم یہاں کسی بوائے فرینڈ کو پانا چاہتی ہو تو تمہیں ایک مختلف قسم کی بکنی (Bikini) زیب تن کرنی پڑے گی۔ اس سوئس شخص کے علاوہ کوئی بھی اس کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔ یہ انتہائی قدیم طرز کی ہے۔ ماریا نے یہ ظاہر کیا کہ اس نے کچھ نہیں سنا تھا۔ میلسن نے اپنی بات جاری رکھی: ''میرا نہیں خیال کہ وہ محض تمہارے ساتھ تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ تم میں اس کے کلب کی مرکزی کشش بننے کی صلاحیت ہے۔ یقیناً اس نے تمہیں گاتے یا رقص کرتے ہوئے تو نہیں دیکھا، لیکن تم یہ سب کچھ سیکھ سکتی ہو، لیکن حسن ایک ایسی چیز ہے جو تمہیں پیدائشی طور پر ملا ہے۔ یہ تمام یورپی لوگ ایک جیسے ہوتے ہیں۔ وہ یہاں آتے ہیں اور تصور کرنے لگتے ہیں کہ تمام برازیلی خواتین نہایت شہوت پرست ہوتی ہیں اور سامبا (ایک برازیلی رقص) کرنا جانتی ہیں۔ اگر وہ سنجیدہ ہے تو میرا تمہیں مشورہ ہے کہ تم دستخط شدہ معاہدے کی ایک نقل حاصل کر لو اور ملک چھوڑنے سے پہلے سوئس سفارت خانے سے دستخط کی تصدیق کروا لو۔ اگر تم کسی بھی چیز کے متعلق مجھ سے کچھ پوچھنا چاہو تو کل میں ہوٹل کے بالمقابل ساحل پر موجود ہوں گا۔''

سوئس شخص نے مسکراہٹیں بکھیرتے ہوئے اس کا بازو تھاما اور ایک ٹیکسی کو اشارہ کیا جوان کا

انتظار کر رہی تھی۔

''اور اگر اس کے ارادے کچھ اور ہیں اور تمہارے بھی، تو ایک رات کا معاوضہ کم از کم تین سو ڈالر ہے۔اس سے کم ہرگز قبول مت کرنا۔''

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی، وہ اس شخص کے ساتھ ریستوران کی جانب رواں تھی جوان الفاظ کی مشق کر رہا تھا جو وہ کہنا چاہتا تھا۔بات چیت نہایت سادہ تھی۔

''کام؟ ڈالر؟ برازیلی اداکار؟''

اس دوران ماریا اب بھی ان باتوں کے متعلق سوچ رہی تھی جو اسے مترجم نے کہی تھیں: ایک رات کے تین سو ڈالر! یہ قسمت کی بات تھی! اسے محبت کے لئے تکالیف برداشت کرنے کی ضرورت نہیں تھی، وہ اس شخص کو ایسے ہی استعمال کر سکتی تھی جیسے وہ دوکان پر اپنے باس کو کیا کرتی تھی۔ شادی کرنا، بچے پیدا کرنا اور اپنے والدین کو آسائشیں مہیا کرنا۔اس کے پاس کھونے کے لئے تھا ہی کیا؟ وہ عمر رسیدہ تھا اور شاید وہ بہت جلد مر جائے اور پھر وہ بہت امیر ہو جائے گی۔اس سوئس باشندے کے پاس یقینی طور پر بہت پیسہ اور گھر واپس پہنچنے پر خواتین کی کمی تھی۔

انہوں نے کھانے کے دوران بہت کم گفتگو کی۔محض حسب معمول مسکراہٹوں کے تبادلے، اور ماریا نے بتدریج یہ سمجھنا شروع کر دیا تھا کہ ''تاثرات'' سے میلسن کی کیا مراد تھی۔اس شخص نے اسے ایک البم دکھائی جو ایسے الفاظ پر مشتمل تھی جنہیں وہ نہیں سمجھتی تھی! بکنی (Bikini) میں ملبوس خواتین کی تصاویر (بلاشبہ اس کی بکنی سے بہتر اور جاذب نظر جو اس نے اس سہ پہر پہنی تھی) اخباری تراشے، بھڑکیلے کتابچے جن میں وہ محض ''برازیل'' کا لفظ سمجھ سکی تھی جس کے ہجے غلط تھے۔(کیا سکول میں اسے یہ نہیں سکھایا گیا تھا کہ اس میں ''ز'' کی بجائے ''س'' لکھا جاتا ہے؟) اس نے کثرت سے شراب پی۔وہ اس بات سے خوفزدہ تھی کہ وہ اسے اپنے ساتھ رات گزارنے کی پیش کش کرے گا۔(بہر حال اس نے اپنی پوری زندگی میں ایسا کبھی نہیں کیا تھا، تاہم تین سو ڈالر کی پیش کش کو کوئی بھی ٹھکرا نہیں سکتا تھا، اور اپنے اندر تھوڑی سے الکوحل انڈیل لینے سے چیزیں قدرے آسان معلوم ہوتی ہیں، بالخصوص اس وقت جب آپ کا واسطہ اجنبیوں سے پڑتا ہے)۔لیکن اس شخص نے ایک مکمل شریف زادے جیسا رویہ اپنائے رکھا، حتیٰ کہ اس

کے کرسی پہ بیٹھنے اور اٹھنے کے دوران اس کی کرسی کو تھامے رکھا۔آخر میں اس نے بتایا کہ وہ تھک چکی تھی اس نے اسے اگلے روز ساحل پر ملنے کا منصوبہ بنایا (اپنی گھڑی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے، اسے وقت دکھاتے ہوئے، اور اپنے ہاتھوں کو لہروں کی طرح حرکت دیتے ہوئے آہستگی سے "کل ملیں گے" کہتے ہوئے)۔

وہ خوش نظر آ رہا تھا۔اس نے اپنی گھڑی کی جانب دیکھا (جو کہ ممکنہ طور پر سوئس گھڑی تھی) اور وقت کے حوالے سے متفق ہو گیا۔وہ فوری طور پر سونے کے لئے نہیں گئی تھی۔اسے یہ سب ایک خواب لگ رہا تھا۔پھر وہ اٹھ بیٹھی اور اسے پتہ چلا کہ یہ خواب نہیں تھا۔سب کچھ وہیں موجود تھا۔اس کے معمولی سے کمرے میں کرسی کے گرد لپٹا ہوا لباس، خوبصورت جوتے اور ساحل پر ہونے والی وہ ملاقات۔

ماریا کی ڈائری سے، جس دن وہ سوئس باشندے سے ملی۔

''کبھی مجھے یہ کہتے ہیں کہ میں ایک غلط فیصلہ کرنے جا رہی ہوں، لیکن غلطیاں کرنا زندگی کا حصہ ہے۔آخر یہ دنیا والے مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟ کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ میں کوئی خطرہ مول نہ لوں اور وہیں واپس چلی جاؤں جہاں سے میں آئی تھی، محض اس لئے کہ مجھ میں زندگی میں ''ہاں'' کہنے کی جرأت نہیں؟

میں نے زندگی میں پہلی غلطی تب کی جب میں گیارہ سال کی تھی، جب اس لڑکے نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا میں اسے ایک پنسل اُدھار دے سکتی تھی، تب سے مجھے اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ آپ کو کبھی دوسرا موقع نہیں ملتا اور یہ کہ دنیا آپ کو جن تحائف کی پیش کش کرے انہیں قبول کر لینا ہی بہتر ہے۔یہ یقیناً خطرناک ہے لیکن کیا یہ خطرہ اس بس کے موقعے سے عظیم تر ہے جس نے اڑتالیس گھنٹوں کے بعد مجھے یہاں پہنچایا تھا اور راستے میں اسے حادثہ بھی پیش آیا تھا؟ اگر میں نے کسی فرد یا کسی چیز پر اعتماد کرنا ہے تو سب سے پہلے مجھے خود پر اعتماد کرنا پڑے گا۔اگر میں نے سچی محبت کو پانا ہے تو سب سے پہلے مجھے اپنے نظام میں اوسط درجے کی محبتوں کو تلاش کرنا ہو گا۔مجھے زندگی میں جو تھوڑا بہت تجربہ حاصل ہوا ہے اس نے مجھے یہ سکھایا ہے کہ کوئی بھی کسی کا مالک نہیں بن جاتا اور یہ کہ یہ سب ایک فریب ہے۔اور یہ بات مادی اشیاء کے علاوہ روحانی اشیاء پر بھی لاگو ہوتی ہے، کوئی بھی شخص جس نے کچھ کھو دیا ہو اور جس کے بارے میں ان

کا خیال تھا کہ وہ ہمیشہ کے لئے انہی کا تھا، آخر میں یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ درحقیقت ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔

اور اگر کسی بھی چیز کا تعلق مجھ سے نہیں تو پھر ان چیزوں کی تلاش میں وقت ضائع کرنے کا کوئی جواز نہیں جو میری نہیں ہیں۔ اسی طرح زندگی گزارنا بہتر ہے جیسے یہ میری زندگی کا پہلا (یا آخری) دن ہو۔

# (5)



اگلے روز مترجم مع سکیورٹی افسر میلسن جو کہ اس کے بقول اب ماریا کا ایجنٹ بھی تھا، سے مل کر ماریا نے کہا کہ جیسے ہی سوئس سفارت خانے نے اسے دستاویز فراہم کر دیں، وہ سوئس شخص کی پیش کش قبول کر لے گی۔ غیر ملکی شخص جو کہ ایسے مطالبات سے واقف معلوم ہوتا تھا، کہنے لگا کہ وہ بھی ایسا ہی کچھ چاہتا تھا، البتہ اگر وہ اس کے ملک میں کام کرنا چاہتی تھی تو اسے کاغذ کے ایک ٹکڑے کی ضرورت تھی جو یہ ثابت کرتا ہو کہ ماریا کی تجویز کردہ ملازمت کوئی اور شخص نہیں کر سکے گا۔ اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ سوئس خواتین کو سامبا (برازیلی رقص) کا کوئی تجربہ نہیں تھا، یہ چنداں مشکل نہیں تھا۔ وہ دونوں اکٹھے سٹی سنٹر گئے اور جیسے ہی معاہدے پر دستخط ہوئے، سکیورٹی افسر مع مترجم مع ایجنٹ نے ماریا کو حاصل ہونے والے پانچ سو ڈالروں میں سے تیس فیصد پیشگی رقم کا تقاضا کیا۔

''یہ ایک ہفتے کا پیشگی معاوضہ ہے۔ ایک ہفتے کا، سمجھ گئیں؟ آج کے بعد تم ایک ہفتے کے پانچ سو ڈالر کمایا کرو گی، مگر بغیر کسی کٹوتی کے، کیونکہ میں صرف پہلی ادائیگی پر کمیشن وصول کرتا ہوں۔''

اس وقت تک اس کا سفر کرنے اور دور دراز کے علاقے میں جانے کا تصور محض ایک خواب تھا اور جب تک کوئی آپ کو آپ کے خوابوں کو حقیقت میں بدلنے پر مجبور نہ کرے اس وقت تک خواب دیکھنا انتہائی خوشگوار ہوتا ہے۔ اس طرح سے ہم تمام خدشات مایوسیوں اور مشکلات سے چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں اور جب ہم بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ہم خوابوں کو حقیقت میں بدلنے میں ناکامی پر ہمیشہ دوسرے لوگوں اور ترجیحی طور پر اپنے والدین، اپنے شریک حیات یا اپنے بچوں کو قصوروار ٹھہرا سکتے ہیں۔

اچانک اسے ایک ایسا موقع ملا تھا جس کا وہ نہایت شدت سے انتظار کرتی رہی تھی، لیکن جس بات کی اس کو توقع تھی وہ شاید کبھی نہ ہو۔ وہ زندگی کے ان چیلنجوں اور خطرات کا مقابلہ کیسے کر سکتی تھی جن کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتی تھی؟

وہ ان سب چیزوں کو اتنی آسانی سے چھوڑ کر کیسے جا سکتی تھی جن کی وہ عادی ہو چکی تھی؟ کنواری مریم نے اس حد تک جانے کا فیصلہ کیسے کیا تھا؟

ماریا نے اس تصور کے کے ساتھ خود کو دلاسا دیا کہ وہ کسی بھی لمحے اپنا ارادہ تبدیل کر سکتی تھی۔ یہ سب کچھ محض ایک احمقانہ کھیل تھا، تا کہ جب وہ واپس اپنے گھر جائے تو اس کے پاس اپنی سہیلیوں کو بتانے کے لئے کچھ مختلف قسم کی باتیں ہوں۔ بہر حال وہ اس جگہ سے لگ بھگ ایک ہزار کلومیٹر دور رہتی تھی اور اس وقت اس کے بٹوے میں تین سو پچاس ڈالر تھے اور اگر کل وہ اپنا سامان باندھنے کا فیصلہ کر لے اور یہاں سے فرار ہو جائے تو اس بات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ کبھی بھی اسے تلاش کر پائیں گے۔

دوپہر کے وقت، ان کے سفارت خانے کے دورے کے بعد، اس نے اکیلے ہی سمندر کے کنارے چہل قدمی کے لئے جانے کا فیصلہ کیا، جہاں وہ بچوں، والی بال کے کھلاڑیوں، فقیروں، شراب کے نشے میں بدمست لوگوں، برازیل کی ہاتھ سے بنی ہوئی روایتی مصنوعات (چین میں تیار کردہ) بیچنے والوں، جاگنگ اور ورزش کرتے لوگوں، تا کہ جلد بوڑھا ہونے کے امکان کو رد کیا جاسکے، غیر ملکی سیاحوں، اپنے بچوں کے ہمراہ ماؤں، اور تفریح گاہ سے ہٹ کر بہت دور پنشن وصول کرنے والے لوگوں کو تاش کھیلتے ہوئے دیکھتی رہی۔ وہ ریوڈی جینیرو آئی تھی، وہ ایک فائیو سٹار ہوٹل اور ایک سفارت خانے گئی تھی، وہ ایک غیر ملکی شخص سے ملی تھی، اس کا ایک ایجنٹ تھا، اسے تحفے میں ایک لباس اور جوتوں کا جوڑا دیا گیا تھا جو کہ گھر واپس پہنچنے کے بعد کوئی بھی قطعی طور پر اسے دینے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا۔

اب کیا کیا جائے؟

اس نے سمندر پر نظر ڈالی۔ اسے اپنے جغرافیہ کے اسباق سے پتہ چلا تھا کہ اگر وہ ایک سیدھی سمت میں چلتی جائے تو وہ افریقہ پہنچ جائے گی جو شیروں، جنگلات اور گوریلوں سے بھرا پڑا تھا۔ اگرچہ اگر وہ تھوڑا سا مزید شمال کی سمت میں جائے تو وہ ایک مسحور کن سلطنت

میں پہنچ جائے گی جسے یورپ کہا جاتا تھا جہاں آئفل ٹاور، یورو ڈزنی اور پیسا کا مینار موجود تھا۔ اس کے پاس کھونے کے لئے تھا ہی کیا؟ ہر برازیلی لڑکی کی طرح اس نے بھی اس وقت سامبا رقص سیکھ لیا تھا جب وہ ابھی لفظ ''ماں'' کہنا بھی نہیں سیکھی تھی۔ جب وہ اسے پسند نہ کرتی تو وہ ہمیشہ اس کو چھوڑ کر آ سکتی تھی اور اس نے پہلے ہی جان لیا تھا کہ مواقع اس لئے پیدا ہوتے ہیں کہ انہیں گرفت میں لے لیا جائے۔

اس نے اپنی زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ ایسی چیزوں کے بارے میں ''نہیں'' کہتے ہوئے گزارا تھا جن کے بارے میں وہ ''ہاں'' کہنا چاہتی تھی۔ وہ صرف ان تجربات کو آزمانے کے لئے پُرعزم تھی جن پر وہ اپنا تسلط قائم رکھ سکتی تھی۔ مثال کے طور پر مردوں کے ساتھ قائم کئے جانے والے مخصوص تعلقات۔ اور اب اس کا واسطہ ایک اجنبی سے پڑا تھا۔ وہ اتنا ہی اجنبی تھا جتنا کہ یہ سمندر ان جہاز رانوں کے لئے جنہوں نے اسے پار کیا تھا، یا جیسا کہ اسے تاریخ کی کلاسوں کے دوران پڑھایا جاتا رہا تھا۔ وہ ہر دفعہ ''نہیں'' کہہ سکتی تھی مگر کیا وہ اپنی بقیہ زندگی اس ڈھیر پر بیٹھتے ہوئے بسر کر دے گی جیسا کہ اس نے اس لڑکے کی یاد میں کیا تھا جس نے ایک مرتبہ اس سے پنسل اُدھار مانگی تھی اور اس کے بعد وہ کہیں غائب ہو گیا تھا۔ اس کی پہلی محبت؟ وہ ہمیشہ ''نہیں'' کہہ سکتی تھی، لیکن اس مرتبہ ''ہاں'' کہتے ہوئے قسمت آزمائی کیوں نہ کی جائے؟

اس کی وجہ نہایت سادہ تھی۔ وہ برازیل کے دور دراز کے علاقے سے تعلق رکھنے والی ایک لڑکی تھی جسے ایک اچھے سکول، ٹی وی ڈراموں کے وسیع تجربے اور اس کا یقین کہ وہ خوبصورت تھی، کے علاوہ زندگی کا کوئی تجربہ نہیں تھا۔ لیکن دنیا کا سامنا کرنے کے لئے یہ سب کچھ ناکافی تھا۔ اس نے لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا جو ہنس رہے تھے اور سمندر کو دیکھ رہے تھے اور اس میں اترنے سے خوف کھا رہے تھے۔ دو دن پہلے اس نے بھی کچھ ایسا ہی محسوس کیا تھا، مگر اب وہ پہلے کی طرح خوفزدہ نہیں تھی۔ وہ جب چاہتی سمندر میں اُتر جاتی جیسے وہ وہاں پیدا ہوئی تھی۔ کیا یورپ میں بھی کچھ ایسا ہی نہیں ہوگا؟

اس نے دل ہی دل میں عبادت کی اور ایک مرتبہ پھر کنواری مریم سے اس کی رائے طلب کی، اور چند سیکنڈ کے بعد وہ اپنے سفر جاری رکھنے کے فیصلے کے متعلق مکمل طور پر مطمئن نظر آتی تھی کیونکہ وہ خود کو محفوظ محسوس کر رہی تھی۔ وہ کسی بھی لمحے واپس آ سکتی تھی لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ

اسے اس طرح کے سفر کا ایک اور موقع ملے۔
وہ اس قدر شادمان تھی کہ جب سوئس شخص نے ایک مرتبہ پھر اسے شام کے کھانے کے لئے مدعو کیا تو وہ دلفریب دکھائی دینا چاہتی تھی اور اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا مگر اس نے فوراً ہی اس کا ہاتھ جھٹک دیا اور ماریا نے خوف اور تسکین کے ملے جلے ردِعمل کے ساتھ یہ محسوس کیا کہ اس نے جو کچھ بھی کہا تھا وہ اس کے بارے میں سنجیدہ تھا۔
''سامبا رقص کی اداکارہ! اس شخص نے کہا۔ سامبا کی خوبصورت برازیلی اداکارہ! اگلے ہفتے سفر!''
یہ سب بہت اچھا اور ٹھیک تھا مگر ''اگلے ہفتے سفر'' کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ماریا نے وضاحت کی کہ وہ اپنے والدین سے مشورہ کئے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی تھی۔ سوئس شخص غصے سے بھرا ہوا تھا اور اس نے ماریا کو دستخط شدہ معاہدے کی ایک نقل دکھائی اور پہلی مرتبہ اس نے خود کو خوفزدہ محسوس کیا۔
معاہدہ! سوئس شخص نے کہا۔
اگرچہ اس نے گھر واپس جانے کا پکا ارادہ کر لیا تھا، تاہم پہلے اس نے اپنے ایجنٹ میلسن سے مشورہ کرنے کا فیصلہ کیا، کیونکہ اسے مشورہ دینے کے پیسے دیئے جاتے تھے۔
مگر میلسن اس جرمن سیاح کو ورغلانے میں زیادہ فکرمند دکھائی دیتا تھا جو کچھ ہی دیر پہلے ہوٹل پہنچی تھی اور جو ساحل سمندر پر برہنہ لیٹ کر دھوپ سینکتی رہی تھی۔ اسے اس بات کا یقین تھا کہ برازیل دنیا کا سب سے آزاد خیال ملک تھا۔ (مگر وہ یہ مشاہدہ کرنے میں ناکام رہی تھی کہ ساحل سمندر پر وہ واحد عورت تھی جو اپنی چھاتیوں کی نمائش کر رہی تھی اور یہ کہ ہر کوئی اس پر قدرے بے چینی کے ساتھ نظر رکھے ہوئے تھا) وہ جو کچھ بھی کہہ رہی تھی اس کی جانب اس کی توجہ مبذول کروانا انتہائی دشوار تھا۔
''لیکن اگر میں نے اپنا ارادہ بدل دیا تو پھر کیا ہوگا؟'' ماریا نے اصرار کیا۔
''میں نہیں جانتا کہ معاہدے میں کیا لکھا ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ شاید وہ تمہیں گرفتار کروا دے گا۔''
''وہ مجھے کبھی بھی تلاش نہیں کر پائے گا۔''

"بالکل صحیح۔ تو پھر پریشانی کی کیا بات ہے؟"

دوسری جانب سوئس شخص کو پانچ سوڈالروں کے علاوہ جوتوں کے جوڑے، ایک لباس دو شام کے کھانوں اور سفارت خانے میں کاغذی کام کی فیسوں کی ادائیگی کے بعد پریشانی لاحق ہونا شروع ہوگئی تھی، اور اسی طرح چونکہ ماریا اپنے والدین سے مشورہ کرنے پر مسلسل اسرار کر رہی تھی، اسی لئے اس نے ہوائی جہاز کے دو ٹکٹ خریدے اور اس جگہ جانے کا فیصلہ کیا جہاں وہ پیدا ہوئی تھی جیسے کہ یہ مسئلہ اڑتالیس گھنٹوں میں حل ہو سکتا تھا اور اب بھی اس بات کا امکان تھا کہ وہ اگلے ہفتے یورپ جا سکتے تھے، جس پر ان دونوں نے اتفاق کیا تھا۔ مسکراہٹوں کے چند تبادلوں کے ساتھ، ماریا کی سمجھ میں یہ بات آنا شروع ہوگئی تھی کہ سب کچھ ان دستاویزات میں درج تھا جس پر اس نے دستخط کیے تھے اور یہ کہ جب معاملہ بہکاووں، احساسات اور معاہدوں کا ہو تو احمقانہ رویہ نہیں اپنانا چاہئے۔ ایک چھوٹے سے قصبے کے لئے یہ بات حیران کن اور باعث فخر تھی کہ اس کی خوبصورت بیٹی ماریا ایک غیر ملکی کے ہمراہ وہاں آئی تھی جو اسے یورپ لے جا کر ایک بہت بڑی فن کار بنانا چاہتا تھا۔ آس پاس کے سبھی لوگ یہ جانتے تھے اور پھر اس کی پرانی سکول کی سہیلی نے پوچھا:

"یہ سب کیسے ہوا؟"

"میں محض بہت خوش قسمت تھی۔"

وہ جاننا چاہتے تھے کہ کیا ریو ڈی جینیرو میں ہمیشہ سے ہی ایسا ہوتا رہا تھا کیونکہ ہو بہو ایسے ہی مناظر انہوں نے ٹیلی وژن ڈراموں میں بھی دیکھے تھے۔ ماریا ان پر کچھ بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی، وہ اپنے ذاتی تجربے کے حوالے سے ان پر اپنی دھاک بٹھانا چاہتی تھی اور لہٰذا وہ اپنی سہیلیوں کو یہ باور کرانا چاہتی تھی کہ وہ ایک غیر معمولی شخصیت تھی۔

ماریا اور وہ شخص اس کے گھر گئے جہاں اس نے چند کتابچے، جس میں برازیل کے ہجے غلط طریقے سے کئے گئے تھے اور ان میں "س" کی بجائے "ز" لکھا ہوا تھا اور معاہدے کی ایک نقل اس کی ماں کے سپرد کی، جبکہ ماریا نے اپنی ماں کو سمجھایا کہ اب اس کا ایک ایجنٹ تھا اور وہ ایک اداکارہ کے طور پر کیریئر کا آغاز کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ اس کی ماں نے تیراکی کے مختصر سے لباس دیکھنے کے بعد، جو تصاویر میں دکھائی دینے والی غیر ملکی خواتین نے زیب تن کئے ہوئے تھے، کتابچے فوراً واپس ان کے حوالے کر دیئے اور کوئی سوال نہ پوچھنے کو ترجیح دی۔ اس کے لئے سب

سے اہم بات یہ تھی کہ اس کی بیٹی کو خوش اور امیر ہونا چاہئے یا اگر وہ خوش نہ بھی ہو تو کم از کم اسے امیر ضرور ہونا چاہئے۔

''اس کا نام کیا ہے؟''

''راجر۔''

''راجیر یو! میرا ایک کزن تھا جس کا نام راجیر یو تھا!''

وہ شخص مسکرانے لگا اور اس نے ایک تالی بجائی اور ان سب نے محسوس کیا کہ وہ ایک لفظ بھی سمجھ نہیں سکا تھا۔

ماریا کے باپ نے کہا:

''وہ تقریباً میری ہی عمر کا ہے۔''

اس کی ماں نے کہا کہ وہ اس کی بیٹی کی خوشیوں میں دخل انداز نہ ہو۔ چونکہ سبھی کپڑے سینے والی عورتیں اپنے گاہکوں سے بہت زیادہ گفتگو کرتی تھیں اور ان سے شادی اور محبت کے متعلق بے پناہ معلومات حاصل کرتی تھیں اس لئے اس نے ماریا کو یہ نصیحت کی:

''میری جان کسی امیر آدمی کے ساتھ ناخوش رہنا کسی غریب آدمی کے ساتھ ناخوش رہنے سے بہتر ہے اور اس دوران تمہارے پاس ایک ناخوش امیر خاتون بننے کا کہیں زیادہ موقع ہوگا۔ علاوہ ازیں اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو، تو تم بس میں سوار ہو کر گھر واپس آ سکتی ہو۔''

بے شک ماریا برازیل کے دور دراز کے علاقے سے تعلق رکھنے والی ایک لڑکی تھی مگر وہ اپنی ماں یا اپنے تصور کردہ مستقبل کے شوہر سے زیادہ ذہین تھی اور وہ محض اپنی بھڑاس نکالنے کے لئے کہنے لگی:

''ماں، یورپ سے برازیل کوئی بس نہیں جاتی۔ اس کے علاوہ میں ایک اداکارہ کے طور پر کیریئر شروع کرنا چاہتی ہوں۔ میرا شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ اس کی ماں نے اسے قدرے مایوسی سے دیکھا۔''

''اگر تم وہاں جا سکتی ہو تو تم کسی بھی وقت واپس آ سکتی ہو۔ ایک نوجوان عورت کے لئے اداکارہ یا فنکارہ ہونا اچھا ہے لیکن یہ سلسلہ محض اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک تم خوبصورت دکھائی دیتی رہو! اور جب کوئی لڑکی بیس برس کی عمر کو پہنچتی ہے تو یہ خوبصورتی ماند پڑنا

شروع ہو جاتی ہے۔ پس تم نے جو کچھ بھی کرنا ہے ابھی کرلو۔ کسی ایسے مرد کو تلاش کرو جو ایماندار اور محبت کرنے والا ہو، اور اس سے شادی کرلو۔ محبت اتنی اہم نہیں ہے۔ شروع شروع میں میں تمہارے باپ سے محبت نہیں کرتی تھی، لیکن پیسے سے ہر شے خریدی جا سکتی ہے، حتیٰ کہ سچی محبت بھی، اور اپنے باپ کو دیکھو، وہ تو امیر بھی نہیں ہے!''

''اگر یہ مشورہ کوئی دوست دیتا تو یہ بہت برا تھا، مگر ایک ماں کی جانب سے یہ ایک اچھا مشورہ تھا۔ اڑتالیس گھنٹوں کے بعد ماریا ریو (Rio) پہنچ گئی، اگر چہ وہاں پہنچنے سے پہلے اس نے اکیلے ہی اس جگہ کا دورہ کیا جہاں وہ ملازمت کیا کرتی تھی تا کہ وہ اپنا استعفیٰ دوکان کے مالک کے حوالے کر سکے۔ جس نے کہا:

''ہاں، میں نے سنا تھا کہ کھیل تماشے کا ایک بہت بڑا فرانسیسی منتظم تمہیں پیرس لے جانا چاہتا ہے۔ میں تمہاری خوشی کی تلاش کی جدوجہد کی راہ میں حائل ہوتے ہوئے تمہیں جانے سے نہیں روک سکتا لیکن اس سے پہلے کہ تم یہاں سے جاؤ میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔''

اس نے اپنی جیب میں سے ایک تمغہ نکالا جو ایک زنجیر کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔

''یہ ہماری رحمتوں کی خاتون کا ایک معجزاتی تمغہ ہے۔''

''اس کا پیرس میں ایک چرچ ہے، لہٰذا وہاں جاؤ اور اس کی سلامتی کی دعا مانگو۔ دیکھو، اس پر کنواری مریم کے اردگرد کچھ الفاظ کندہ ہیں۔''

ماریا پڑھنے لگی: ''سلام میری، تو گناہوں سے پاک ہے، ہمارے لئے دعا کر، جو تیری جانب ہی لوٹ کر جاتے ہیں، آمین!''

''ان الفاظ کو دن میں، کم از کم ایک مرتبہ دوہرانا مت بھولنا، اور۔''

وہ ہچکچایا، لیکن ماریا کو دیر ہو رہی تھی۔

''......لیکن اگر کسی دن تم واپس آ جاؤ تو میں تمہارا منتظر ہوں گا۔ میں نے تم سے ایک سیدھی سی بات کہنے کا موقع گنوا دیا تھا۔ مجھے تم سے محبت ہے۔ شاید اب بہت دیر ہو چکی ہے لیکن میں چاہتا تھا کہ تم یہ جان سکو۔''

کھوئے ہوئے مواقع۔ وہ بہت عرصہ پہلے یہ جان چکی تھی اس کا کیا مطلب تھا۔ ''مجھے تم سے محبت ہے''، اگر چہ ایسے تین الفاظ تھے جو اس نے اپنی بائیس سالہ زندگی کے دوران

اکثر سنے تھے اور اسے ایسا لگتا تھا کہ یہ الفاظ معنی سے یکسر خالی تھے کیونکہ یہ کبھی بھی سنجیدگی یا دل کی گہرائی سے نہیں کہے گئے تھے اور نہ ہی کبھی کسی دائمی رشتے میں تبدیل ہوئے تھے۔

ماریا نے ان الفاظ کے لئے اس کا شکریہ ادا کیا، انہیں اپنی یادداشت میں درج کر لیا (یہ کوئی نہیں جانتا کہ زندگی میں آگے اس کے ساتھ کیا ہوگا اور یہ جاننا ہمیشہ بہتر ہوتا ہے کہ ہماری واپسی کا راستہ کونسا ہے) اس کے گال پر ایک عفیف سا بوسہ دیا اور اس پر ایک عامیانہ اور سرسری نگاہ ڈالتے ہوئے کچھ کہے بغیر وہاں سے چلی گئی۔

وہ دونوں ریو واپس لوٹ آئے اور ایک دن کے اندر اندر ماریا کو اس کا پاسپورٹ مل گیا (برازیل کافی بدل چکا ہے، راجر نے چند پرتگیز الفاظ اور متعدد اشاروں کا استعمال کرتے ہوئے کہا جنہیں ماریا فوراً سمجھ گئی، جنہیں سمجھنے میں پہلے اسے کافی وقت لگتا تھا)۔ سکیورٹی افسر مع مترجم مع ایجنٹ، میلسن کی مدد سے دیگر ضروری اشیاء کی خریداری کی گئی (لباس، جوتے، بناؤ سنگھار کا سامان، اور وہ سب کچھ جو اس جیسی دیگر خواتین چاہتی تھیں)۔ یورپ روانہ ہونے سے پہلے وہ ایک نائٹ کلب گئے، اور جب راجر نے اس کو رقص کرتے ہوئے دیکھا تو اسے اپنے انتخاب پر خوشی محسوس ہوئی۔ وہ واضح طور پر کولونی کے شراب خانے کی مستقبل کی عظیم فنکارہ کے ساتھ تھا۔ اداس آنکھوں والی خوبصورت سانولی لڑکی اور بال ایسے سیاہ جیسے گراؤنا کے پنکھ (ایک برازیلی پرندہ جس کا نام مقامی مصنف کالے بالوں کو بیان کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے) اسے سوئس سفارت خانے کی جانب سے دیا جانے والا ملازمتی اجازت نامہ تیار تھا، لہٰذا انہوں نے اپنا سامان باندھا اور اگلے روز چاکلیٹوں، گھڑیوں اور پنیر کی سرزمین کی جانب محو پرواز تھے اور اس دوران ماریا اس شخص کو اپنی محبت میں مبتلا کرنے کے خفیہ منصوبے بنا رہی تھی۔ بہر حال، وہ اتنا عمر رسیدہ، بدصورت یا غریب نہیں تھا۔ اسے اور کیا چاہیے تھا؟

# (6)

جب وہ وہاں پہنچی تو وہ تھکاوٹ محسوس کر رہی تھی، اور جب وہ ائیر پورٹ پر تھی تو اس کے دل میں خوف بھر گیا تھا۔ اسے احساس ہوا کہ وہ مکمل طور پر اس شخص کے رحم و کرم پر تھی۔ وہ اس ملک، اس کی زبان یا سرد موسم کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔ راجر کا رویہ چند گھنٹے گزرنے کے بعد ہی تبدیل ہو گیا تھا۔ اس نے ماریا کے ساتھ خوشگوار رویہ اپنانے کی ذرہ بھر کوشش نہیں کی تھی اور اگرچہ اس نے کبھی بھی ماریا کا بوسہ لینے یا اس کی چھاتیوں پر ہاتھ پھیرنے کی کوشش نہیں کی تھی تاہم اس کی نظروں میں بیگانگی بڑھتی گئی۔ اس نے ماریا کو ایک چھوٹے سے ہوٹل میں منتقل کر دیا اور اس کا تعارف ایک اور برازیلی عورت سے کروایا۔ ووین (Vivian) نامی ایک اداس مخلوق جس نے اسے کام پر جانے کے لئے تیار کرنے کا فریضہ سرانجام دینا تھا۔

ووین نے سرد مہری سے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا، ذرا سی بھی ہمدردی کے بغیر، خاص طور پر ایک ایسی عورت کے لئے جو واضح طور پر کبھی بھی بیرون ملک نہیں گئی تھی۔ وہ بجائے ماریا سے یہ پوچھنے کے کہ اب وہ کیسا محسوس کر رہی تھی، سیدھی اصل بات پر آ گئی۔

خود کو فریب مت دو۔ جب کبھی اس کی کوئی رقاصہ شادی کر لیتی ہے تو وہ برازیل جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایسا اب تسلسل کے ساتھ ہونے لگا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ تم کیا چاہتی ہو اور میرا اندازہ ہے کہ تم بھی یہ جانتی ہو کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ غالباً تم ان تین چیزوں میں سے کسی ایک کی تلاش میں ہو۔ مہم جوئی، پیسہ یا ایک شوہر۔

وہ یہ سب کیسے جانتی تھی؟ کیا ہر کوئی انہی چیزوں کی تلاش میں تھا؟ یا پھر کیا ووین دوسروں کے نظریات کو بھانپ سکتی تھی؟

"یہاں سبھی لڑکیاں ان تینوں چیزوں میں سے کسی ایک کی تلاش میں ہیں"، ووین نے اپنی

بات جاری رکھی، اور ماریا کو یقین ہو چکا تھا کہ وہ واقعی اس کے خیالات کو بھانپ سکتی تھی۔ چونکہ مہم جوئی کے لئے کچھ بھی کرنے کے لئے یہ سردی بہت زیادہ ہے اور اس کے علاوہ تم اتنے پیسے نہیں کما سکو گی جس سے تم سفر کر سکو، اور جہاں تک پیسوں کا سوال ہے تو قیام وطعام کے اخراجات کی ادائیگی کے بعد تمہیں محض گھر واپس جانے کے لئے سفری اخراجات کی ادائیگی کے لئے تقریباً سال بھر کام کرنا پڑے گا۔

"لیکن......!"

"میں جانتی ہوں کہ تمہارا ان سب باتوں پر اتفاق نہیں ہوا تھا۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ ہر کسی کی طرح تم بھی پوچھنا بھول گئی تھی۔ اگر تم قدرے احتیاط کا مظاہرہ کرتی اور اگر تم نے اس معاہدے کو پڑھا ہوتا جس پر تم نے دستخط کئے تھے تو تمہیں پتہ چلتا کہ تم خود کو کس مصیبت میں ڈالنے جا رہی ہو، کیونکہ سوئس لوگ کبھی جھوٹ نہیں بولتے، وہ اپنے فائدے کے لئے محض خاموش رہتے ہیں۔"

ماریا کو اپنے قدموں تلے زمین سرکتی محسوس ہوئی۔

"اور جہاں تک ایک شوہر کا تعلق ہے تو جب بھی اس کی کوئی رقاصہ شادی کر لیتی ہے تو اس سے اسے شدید مالی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے، لہٰذا ہم پر کسی بھی گاہک کے ساتھ گفتگو کرنے کی ممانعت ہے۔ اگر تمہاری دلچسپیاں ان معاملات سے تعلق رکھتی ہیں تو تمہیں شدید خطرات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ ایسی جگہ نہیں کہ جہاں کوئی بھی تمہیں اپنے ساتھ لے جائے گا جیسا کہ ریوڈی بران میں ہوتا ہے۔"

"ریوڈی بران؟"

"یہاں مرد اپنی بیویوں کے ساتھ آتے ہیں اور یہاں پہنچنے والے چند سیاح اس خاندانی ماحول پر ایک نظر ڈالتے ہیں اور عورتوں کی تلاش میں کہیں اور چلے جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تم رقص کرنا جانتی ہو، بہت خوب، لیکن اگر تم گانا بھی جانتی ہو تو تمہاری تنخواہ میں اضافہ ہوگا، لیکن ایسا کرنے سے دیگر لڑکیاں تم سے حسد کرنے لگیں گی۔ لہٰذا میری تجویز یہ ہے کہ اگر تم برازیل کی بہترین گلوکارہ ہو تب بھی تم ایسا کرنے کی کوشش بھی مت کرنا اور اس کا خیال بھی اپنے دل سے نکال دو، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ٹیلی فون کا استعمال مت کرنا۔ تم یہاں سے جو کچھ بھی کماؤ گی اسے خرچ کر ڈالو گی اور وہ اتنا زیادہ نہیں ہوگا۔"

''اس نے مجھے ایک ہفتے کے پانچ سو ڈالر دینے کا وعدہ کیا تھا!''

''اوہ اچھا۔''

''ماریا کی ڈائری سے، سوئٹزرلینڈ میں اس کے دوسرے ہفتے کے دوران:

میں نائٹ کلب گئی اور ڈانس ڈائریکٹر سے ملی جو مرا کو نامی کسی جگہ سے آتا ہے۔ اس نے برازیل میں کبھی قدم بھی نہیں رکھا اور مجھے رقص کا ہر وہ اسلوب سیکھنا پڑا جس کے بارے میں اس کا خیال ہے کہ یہ سامبا ہے۔ ابھی مجھے ہوائی جہاز کے طویل سفر کی تھکاوٹ سے بھی چھٹکارا نہیں ملا تھا کہ مجھے پہلی رات ہی مسکرانے اور رقص کرنے کا آغاز کرنا پڑا۔ ہم وہاں کل چھ لڑکیاں ہیں اور ہم میں سے ایک بھی خوش نہیں ہے اور ہم میں سے کوئی بھی نہیں جانتی کہ وہ یہاں کیا کر رہی ہے۔ یہاں آنے والے گاہک شراب پیتے ہیں اور نعرے لگاتے ہیں، ہوائی بوسے دیتے ہیں اور خفیہ طور سے بے ہودہ اشارے کرتے ہیں، لیکن اس پر کوئی بھی توجہ نہیں دیتا۔''

کل مجھے میرا معاوضہ دیا گیا تھا جو کہ بمشکل اس رقم کا دسواں حصہ تھا جس پر ہمارا اتفاق ہوا تھا اور معاہدے کے مطابق بقیہ رقم میری رہائش اور ہوائی سفر کے اخراجات کی ادائیگی پر صرف کی جائے گی۔ ووین کے اندازوں کے مطابق اس میں ایک سال کا عرصہ لگے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس عرصے کے دوران یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔

''ویسے یہاں سے بھاگ جانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ میں ابھی ابھی یہاں پہنچی ہوں۔ میں نے ابھی کچھ بھی نہیں دیکھا۔ ہفتے کی سات راتوں کے دوران رقص کرنے میں حرج ہی کیا ہے؟ ایسا میں تفریح کے لئے بھی کیا کرتی تھی اور اب پیسوں اور شہرت کے لئے کرتی ہوں۔ میری ٹانگیں دکھتی نہیں، واحد مشکل مستقل مسکراہٹ قائم رکھنا ہے۔''

میں انتخاب کر سکتی ہوں کہ یا تو میں دنیا کے ظلم کا نشانہ بنتی رہوں یا ایک مہم جو بن جاؤں جو خزانے کی تلاش میں ہو۔ اصل سوال یہ ہے کہ میں اپنی زندگی کو کیسے دیکھتی ہوں۔

# (7)



ماریا نے خزانے کی متلاشی مہم جو بننے کا انتخاب کیا۔ اس نے اپنے جذبات کو ایک طرف رکھا، ہر شام رونے کی عادت کو ترک کر دیا اور اپنے ماضی کے متعلق سب کچھ بھول گئی۔ اس پر یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ اس کے پاس یہ تصور کرنے کی قوت ارادی موجود تھی کہ اس نے حال ہی میں جنم لیا تھا، لہٰذا اس کے پاس کسی کو یاد کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ جذبات کے لئے ابھی پوری زندگی باقی تھی۔ اب اسے جو کام کرنا تھا وہ پیسہ کمانا تھا، اس ملک کے بارے میں آگہی حاصل کرنا تھا اور ایک فاتح کے طور پر اپنے گھر واپس لوٹنا تھا۔

علاوہ ازیں اس کے اردگرد کی ہر شے عام طور پر برازیل جیسی اور خاص طور پر اس کے اپنے چھوٹے سے قصبے جیسی تھی۔ خواتین پرتگیز زبان بولتی تھیں، مردوں کی شکایت کرتی تھیں، اونچی آواز میں گفتگو کرتی تھیں، اپنے کام کے اوقات پر واویلا کرتی تھیں، نائٹ کلب دیر سے پہنچتی تھیں، اپنے باس کی حکم عدولی کرتی تھیں، خود کو دنیا کی خوبصورت ترین خواتین تصور کرتی تھیں اور اپنے دلکش شہزادے کے متعلق کہانیاں سناتی تھیں، جو کہ عام طور پر میلوں دور رہتے تھے یا پھر وہ شادی شدہ ہوتے تھے یا ان کے پاس پیسہ نہیں تھا لہٰذا وہ ان خواتین پر انحصار کرتے تھے۔ وہ کتابچے جو راجر اپنے ہمراہ لایا تھا، سے ماریا نے جو کچھ تصور کیا تھا، اس کے برعکس کلب بالکل ویسا ہی تھا جیسا کہ وویین نے اسے بتایا تھا۔ اس کا ماحول انتہائی گھریلو تھا۔ لڑکیاں جنھیں کام کے اجازت نامے میں سامبا گرلز کے طور پر بیان کیا گیا تھا، کو کسی قسم کے دعوت نامے قبول کرنے یا کسی گاہک کے ساتھ باہر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ اگر وہ کسی کے ہاتھ سے کوئی رقعہ وصول کرتے ہوئے پکڑی جاتیں، جس پر اس شخص کا ٹیلی فون نمبر درج ہوتا، تو انھیں دو ہفتوں کے لئے نوکری سے برخاست کر دیا جاتا۔ ماریا، جسے کسی جیتی جاگتی

اور سنسنی خیز شے کی توقع تھی، نے خود کو بتدریج اُداسی اور بے زاری کا مطیع رہنے کی اجازت دے دی تھی۔

پہلے دو ہفتوں کے دوران وہ بمشکل ہی بورڈنگ ہاؤس جہاں وہ رہتی تھی، سے باہر گئی تھی، بالخصوص جب اس پر یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ کوئی بھی اس کی زبان نہیں سمجھتا تھا، چاہے وہ جتنا بھی آہستگی سے بات کرے۔ اسے یہ جان کر بھی حیرت ہوئی کہ اس کے اپنے ملک کے برخلاف، وہ جس شہر میں رہ رہی تھی، کے دو مختلف نام تھے۔ یہاں کے رہنے والوں کے لئے یہ جنیوا اور برازیلی لوگوں کے لئے یہ جینبرا (Genebra) تھا۔

بالآخر ٹی وی سے محروم اپنے چھوٹے سے کمرے میں گزارے گئے طویل اور اکتاہٹ سے بھرپور اوقات میں اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ:

(الف) اگر وہ خود کو ظاہر نہ کر سکی تو وہ کچھ بھی حاصل نہیں کر سکے گی جس کی اسے تلاش تھی۔ ایسا کرنے کے لئے اسے مقامی زبان سیکھنے کی ضرورت تھی۔

(ب) چونکہ اس کی تمام ساتھی لڑکیاں بھی اسی چیز کی تلاش میں تھیں اس لئے اسے ان سے مختلف ہونے کی ضرورت تھی۔ اس خاص مسئلے کے حل کے لئے اس کے پاس تا حال کوئی حل یا طریقہ کار موجود نہیں تھا۔

ماریا کی ڈائری سے، جنیوا/جینبرا پہنچنے کے چار ہفتوں کے بعد:

میں یہاں پہلے سے ہی ابدی حیثیت سے ہوں۔ میں یہاں کی زبان نہیں بولتی، میں سارا دن ریڈیو پر موسیقی سننے، برازیل کے متعلق سوچنے، کام کا وقت شروع ہونے کا انتظار کرنے میں گزارتی ہوں، اور جب میں کام کر رہی ہوتی ہوں تو بورڈنگ ہاؤس واپس پہنچنے کا انتظار کرتی ہوں۔ دوسرے الفاظ میں، میں حال کی بجائے مستقبل میں زندگی گزار رہی ہوں۔

ایک دن، مستقبل کی کسی دور کی تاریخ کو میں اپنے وطن واپسی کا ٹکٹ حاصل کرلوں گی اور برازیل واپس جا سکوں گی، کپڑے کی دوکان کے مالک سے شادی کر سکوں گی اور اپنی ان سہیلیوں کے کینہ پرور الفاظ سن سکوں گی جو خود کبھی کوئی خطرہ مول نہیں لیتی تھیں اور محض دوسرے لوگوں کی ناکامیوں پر نظر رکھتی تھیں۔ نہیں، میں اس طرح سے واپس نہیں جا سکتی۔ اس کی بجائے میں خود کو

جہاز کی کھڑکی سے باہر پھینکنا پسند کروں گی جب یہ سمندر کو پار کر رہا ہو گا۔

چونکہ آپ جہاز میں کھڑکی نہیں کھول سکتے (میں نے کبھی بھی یہ تصور نہیں کیا تھا۔ تازہ ہوا میں سانس لینے کے قابل نہ ہونا کتنی شرم کی بات ہے)، اس لئے میں یہیں مر جاؤں گی، لیکن اس سے پہلے کہ میں مروں، میں زندگی کے لئے لڑنا چاہتی ہوں۔ اگر میں خود چل سکتی ہوں تو میں اپنی پسند کی کسی بھی جگہ جا سکتی ہوں۔

# (8)

اگلے روز اس نے ایک فرانسیسی زبان کے کورس میں داخلہ لے لیا جس کی کلاسیں صبح کے وقت منعقد ہوتی تھیں، اور یہاں اس کی ملاقات تمام مذاہب، عقائد اور عمر کے لوگوں سے ہوئی۔ مثال کے طور پر شوخ رنگ کے کپڑے اور سونے کے گہنے پہننے والے مرد، خواتین جو ہمیشہ سر پر سکارف پہنے رکھتی تھیں اور بچے جو بالغوں کی نسبت زیادہ جلدی سیکھتے تھے، جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہونا چاہیے تھا کیونکہ بالغ لوگ زیادہ تجربہ کار تھے۔ جب اسے پتہ چلا کہ ہر کوئی اس کے ملک (کارنیول، سامبا، فٹ بال، اور دنیا کا مشہور ترین شخص، پیلے) کے بارے میں جانتا تھا تو اس نے خود پر فخر محسوس کیا۔ پہلے پہل ماریا نے ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہا اور ان کا تلفظ درست کرنے کی کوشش کی۔ یہ پیلے ہے پیلے! (Pele)، لیکن کچھ دیر بعد وہ چونکہ اسے ''ماریے'' کہنے پر اصرار کرتے رہے تو اس نے بحث کرنے سے دستبرداری اختیار کر لی کیونکہ غیر ملکیوں کو دوسرے غیر ملکیوں کا نام بگاڑنے کا خبط ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہمیشہ درست ہیں۔

دوپہر کے وقت اس نے فرانسیسی زبان کی مشق کرنے کی غرض سے پہلی مرتبہ اس شہر کا دورہ کیا جس کے دو نام تھے۔ اس نے چند لذیذ چاکلیٹ، ایک پنیر جو اس نے پہلے کبھی نہیں کھایا تھا، جھیل کے وسط میں نصب ایک دیوہیکل فوارے، برف (جسے اس کے وطن میں آج تک کسی نے نہیں چھوا تھا) بنگلوں اور ایسے ریستورانوں کی کھوج لگائی جہاں آتش دان بھی موجود تھے۔ (اگرچہ وہ کبھی بھی ان کے اندر نہیں گئی، اور بھڑکتی ہوئی آگ کو محض باہر سے ہی دیکھنے سے اس کے اندر ایک خوش گوار احساس پیدا ہوا)۔ وہ یہ جان کر بھی حیران ہوئی کہ سبھی دوکانوں کے سائن بورڈوں پر گھڑیوں کی تشہیر نہیں کی گئی تھی۔ وہاں بنک بھی موجود تھے، اگرچہ

وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ رہائشیوں کی ایک معمولی سی تعداد کے لئے اتنی بڑی تعداد میں بنک کیوں تھے اور ان میں لوگ شاذونادر ہی نظر کیوں آتے تھے۔ اگرچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ کسی سے کوئی سوال نہیں پوچھے گی۔

تین ماہ تک کام کے دوران خود کو سختی سے قابو میں رکھنے کے بعد اس کا برازیلی خون۔ جو کہ اتنا ہی شہوانی اور جنسی تھا جتنا کہ سبھی لوگ سمجھتے تھے، کی آواز سنی گئی اور وہ ایک عرب کی محبت میں گرفتار ہوگئی جو کہ اسی کورس میں فرانسیسی زبان سیکھ رہا تھا۔ ان کے معاشقے کو ابھی تین مہینے ہی گزرے تھے کہ ایک رات ماریا نے کام سے چھٹی کر کے جنیوا کے نواحی علاقے میں واقع ایک پہاڑ پر جانے کا فیصلہ کیا۔ اگلے روز جیسے ہی وہ کام پر پہنچی تو اس کو راجر کے دفتر میں طلب کر لیا گیا۔

اس بات کا قوی امکان تھا کہ وہاں پر کام کرنے والی دیگر لڑکیوں کے لئے ایک بری مثال قائم کرنے پر اسے عارضی طور پر نوکری سے برطرف کیا جا سکتا تھا۔ راجر جو کہ ہسٹیریائی ہو چکا تھا، کہنے لگا کہ ایک مرتبہ پھر اسے نیچا دکھایا گیا تھا اور یہ کہ برازیلی لڑکیوں پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا (او پیارے، ہر چیز کے متعلق تصورات قائم کرنے کا یہ جنون)۔ ماریا نے اسے یہ بتانے کی کوشش کی کہ اسے شدید بخار تھا جس کا سبب موسم میں اچانک تبدیلی تھی۔ لیکن اس شخص کو قائل نہیں کیا جا سکتا تھا اور حتیٰ کہ اس نے دعویٰ کیا کہ اب اسے سیدھا برازیل جانا پڑے گا تاکہ وہ ماریا کا متبادل تلاش کر سکے اور یہ کہ اگر اس کی بجائے وہ یوگوسلاوی موسیقی اور یوگوسلاوی رقاصاؤں جو کہ کہیں زیادہ حسین اور کہیں زیادہ قابلِ اعتماد تھیں، کو اپنے شو میں متعارف کرواتا تو یہ اس کے لئے کہیں زیادہ بہتر ہوتا۔

ماریا کم عمر ضرور تھی لیکن وہ بے وقوف نہیں تھی۔ خاص طور پر اس وقت سے جب اس کے عرب عاشق نے اسے بتایا تھا کہ سوئٹزرلینڈ کے قوانینِ ملازمت سخت تھے اور جب سے نائٹ کلب نے اس کی تنخواہ کا ایک بڑا حصہ اپنے پاس رکھا تھا، وہ بڑی آسانی سے یہ الزام عائد کر سکتی تھی کہ اس سے جبری مشقت لی جا رہی تھی۔

وہ راجر کے دفتر میں واپس گئی اور اس مرتبہ فرانسیسی زبان میں بات کرتی رہی جس میں اب لفظ "وکیل" بھی شامل تھا۔ وہ تھوڑی سی بے عزتی کروانے اور تلافی کے طور پر پانچ ہزار ڈالر وصول

کرنے کے بعد وہاں سے چلی گئی۔ ایک ایسی رقم جو اس کے وحشی ترین خوابوں سے بھی کہیں زیادہ تھی۔ اور یہ سب کچھ اس جادوئی لفظ "وکیل" کی بدولت ممکن ہوا تھا۔ اب اسے اپنے عرب عاشق کے ساتھ وقت گزارنے، کچھ تحائف خریدنے، برف کی کچھ تصاویر کھینچنے اور ایک فاتح کے طور پر اپنے گھر واپس جانے کی مکمل آزادی تھی۔

اس نے جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ اس نے یہ بتانے کے لئے اپنی ماں کی ہمسائی کو فون کیا کہ وہ خوش تھی، ایک انتہائی شاندار مستقبل اس کا منتظر تھا اور یہ کہ اس کے اہل خانہ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ پھر چونکہ اسے بورڈنگ ہاؤس والا کمرہ خالی کرنا تھا جس کا بندوبست راجر نے اس کے لئے کیا تھا اس لئے اس کے پاس اپنے عرب دوست کے پاس جانے، لازوال محبت کی قسمیں کھانے، اس کا مذہب اختیار کرنے اور اس سے شادی کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا، چاہے اسے اپنے سر پر وہ عجیب وغریب سا سکارف (برقع) ہی کیوں نہ پہننا پڑتا۔ بہرحال، جیسا کہ سب جانتے تھے کہ عرب حد سے زیادہ دولت مند تھے اور اس کے لئے یہی کافی تھا۔

اگرچہ اس کا عرب دوست پہلے ہی بہت دور، ممکنہ طور پر کسی عرب ملک میں جا چکا تھا۔ ایک ایسا ملک جس کے متعلق ماریا نے کبھی نہیں سنا تھا۔ اس نے صدق دل سے کنواری مریم کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے اپنے مذہب کو ترک نہیں کیا تھا۔ اب اسے فرانسیسی زبان پر خاطر خواہ عبور حاصل ہو چکا تھا، اس کے پاس اپنے واپسی کے ٹکٹ کے لئے کافی رقم، "سامبا ڈانسر" کا اجازت نامۂ ملازمت اور ایک موجودہ ویزا تھا۔ لہٰذا یہ جانتے ہوئے کہ وہ کبھی بھی واپس جا سکتی تھی اور اپنے سابق باس سے شادی کر سکتی تھی، اس نے اپنی خوبصورتی کے ذریعے پیسہ کمانے کا فیصلہ کیا۔

اس نے برازیل میں ایک چرواہے کے متعلق ایک کتاب پڑھی تھی جو اپنے خزانے کی تلاش میں کئی مشکلات کا سامنا کرتا ہے اور یہ مشکلات اس کے مطلوبہ خزانے کی تلاش میں اس کی مدد کرتی ہیں۔ ماریا کی صورت حال بھی بالکل ویسی ہی تھی۔ اب وہ اس بات سے آگاہ تھی کہ اس کو ملازمت سے فارغ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ ماڈل کے طور پر اپنی اصل تقدیر کی کھوج لگا سکے۔

اس نے ایک چھوٹا سا کمرہ کرائے پر لے لیا (ٹیلی وژن کے بغیر، لیکن اسے اس وقت تک کفایت شعاری کے ساتھ گزر بسر کرنی تھی جب تک وہ خاطر خواہ پیسہ کمانا شروع نہ کر دے) اور اگلے روز اس نے ایجنسیوں کے چکر لگانے شروع کر دیئے۔

ان سب نے اسے بتایا کہ اسے اپنی چند پیشہ ورانہ تصاویر کھنچوانے کی ضرورت تھی، لیکن بہر حال یہ اس کے کیریئر کے لئے ایک سرمایہ کاری تھی۔ خواب اتنی آسانی سے پورے نہیں ہوتے۔ اس نے اپنی رقم کا ایک بہت بڑا حصہ ایک نہایت عمدہ فوٹو گرافر پر خرچ کر دیا جو بہت کم بات کرتا تھا، مگر وہ نہایت قابل تھا۔ اس کے سٹوڈیو میں ملبوسات کا ایک وسیع ذخیرہ موجود تھا اور اس نے طرح طرح کے سادہ اور بیش قیمت ملبوسات، حتیٰ کہ ایک ایسی بکنی میں بھی تصاویر بنوائیں جس پر اس مترجم مع سکیورٹی افسر مع ایجنٹ کو فخر ہوتا جو کہ پورے ریوڈی جینیرو میں واحد شخص تھا جسے وہ جانتی تھی۔ اس نے متعدد اضافی تصاویر کا بھی تقاضا کیا اور انہیں ایک خط کے ساتھ اپنے اہل خانہ کو بھیج دیا جس میں اس نے لکھا کہ وہ سوئٹزرلینڈ میں بہت خوش تھی۔ وہ سب یہ سمجھیں گے کہ وہ بہت امیر تھی اور قابل رشک ملبوسات کے ایک بہت بڑے ذخیرے کی مالک تھی اور یہ کہ وہ اپنے قصبے کی مشہور ترین لڑکی بن چکی تھی۔ اگر سب کچھ منصوبے کے مطابق ہوا (اور اس نے ''مثبت سوچ'' کے موضوع پر بہت سی کتابیں پڑھی تھیں تا کہ وہ خود کو اس بات پر قائل کر سکے کہ فتح یقینی تھی) تو وطن واپس پہنچنے پر اسے بینڈ کے باجے سے سلامی دی جائے گی اور وہ اپنے میئر کو اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کرے گی کہ اس کے مرنے کے بعد ایک شاہراہ اس کے نام سے منسوب کر دی جائے۔

چونکہ اس کا کوئی مستقل پتہ نہیں تھا اس لئے اس نے ایک موبائل فون خرید لیا جس میں پیشگی ادائیگی والے کارڈ استعمال ہوتے تھے اور اگلے کئی روز تک ملازمت کی پیش کش کا انتظار کیا۔ وہ چینی ریستورانوں میں کھانا کھاتی اور وقت گزارنے کے لئے کثرت سے کتابوں کا مطالعہ کرتی۔

لیکن وقت گزرتا گیا اور ٹیلی فون کی گھنٹی نہ بجی۔ حیرت انگیز طور پر جب وہ جھیل کے کنارے چہل قدمی کے لئے گئی تو سوائے دو نشیوں کے کسی نے بھی اس پر دھیان نہ دیا، جو ان پلوں کے نیچے ہمیشہ ایک ہی جگہ پر سرگشت کیا کرتے تھے جو قدیم طرز کے سرکاری باغات کو شہر کے جدید

حصے سے ملاتے تھے۔ اسے اپنی شکل وصورت کے بارے میں شک ہونے لگا تاوقتیکہ اس کی ایک سابقہ ساتھی نے اسے بتایا کہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا، یہ سوئس لوگوں کا قصور تھا جو کسی بھی شخص اور ان غیر ملکیوں کی ذرا سی بھی پرواہ نہیں کرتے جو ہمیشہ جنسی ہراسگی کے جرم میں گرفتار ہو جانے کے خوف میں مبتلا رہتے ہیں۔ ایک ایسا تصور جو اس لئے ایجاد کیا گیا کہ خواتین ہر جگہ خود کو کم تر محسوس کریں۔

ماریا کی ڈائری سے، اس رات جب اس میں باہر جانے، زندہ رہنے اور اس فون کال کا انتظار کرنے کی ہمت نہیں تھی جو کبھی نہیں آئی۔

آج کا دن میں نے ایک تفریحی میلے میں گزارا۔ چونکہ میں اپنی رقم کو ضائع کرنے کی متحمل نہیں ہو سکتی اس لئے میں نے سوچا کہ دوسرے لوگوں کو دیکھتے رہنا ہی بہتر ہے۔ میں کافی دیر تک رولر کوسٹر کے پاس کھڑی رہی اور میں نے غور کیا کہ زیادہ تر لوگ اس میں تفریح کے لئے سوار ہوتے ہیں، مگر جب یہ چلنا شروع ہوتی ہے تو وہ خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ رک جائے۔

وہ کیا توقع کرتے ہیں؟ مہم جوئی کا انتخاب کرنے کے بعد کیا انہیں آخر تک جانے کے لئے تیار نہیں رہنا چاہئے؟ یا پھر کیا وہ یہ سوچتے ہیں کہ اوپر اور نیچے جانے سے پرہیز کرنا اور ایک ہی دائرے میں گھومتے ہوئے چکر کھانے والے جھولے میں وقت گزارنا ہی دانشمندی ہے؟

اس وقت، میں اس قدر تنہا ہوں کہ میں محبت کے بارے میں نہیں سوچ سکتی لیکن مجھے یہ یقین رکھنا ہے کہ مجھے نوکری مل جائے گی اور یہ کہ میں یہاں اس لئے ہوں کہ میں نے اس تقدیر کا انتخاب کیا تھا۔ میری زندگی رولر کوسٹر جیسی ہے اور زندگی بہت تیز اور ایک چکرا دینے والا کھیل ہے۔ زندگی پیراشوٹ والی چھلانگ کی مانند ہے۔ خطرہ مول لینے اور گر کر سنبھلنے کا نام زندگی ہے۔ یہ کوہ پیمائی کی مانند ہے......!

اپنے گھر اور خاندان سے دور رہنا اور اپنی زبان جس کے ذریعے میں اپنے تمام جذبات اور احساسات کا اظہار کر سکتی ہوں، سے دور رہنا میرے لئے اتنا آسان نہیں، لیکن جب بھی میں خود کو افسردہ محسوس کروں گی تو میں اس تفریحی میلے کو یاد کروں گی، اور اگر میں سو گئی اور اچانک میری

آنکھ رولر کوسٹر پر کھلی تو میں کیسا محسوس کروں گی؟

میں خود کو شکنجے میں جکڑا ہوا اور بیمار اور ہر موڑ سے خوفزدہ محسوس کروں گی اور اس پر سے اترنا چاہوں گی۔ تاہم اگر مجھے اس بات کا یقین ہو جائے کہ اس کی پٹڑی میری زندگی ہے اور خدا اس مشین کا انچارج ہے تو پھر یہ بھیانک خواب تھوڑا سنسنی خیز ہو جائے گا۔ یہ بالکل ویسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ یہ ہے، ایک رولر کوسٹر جیسا، جو ایک قابل اعتماد اور محفوظ کھلونا ہے، جو اچانک رک جائے گا، لیکن اس سفر کے دوران مجھے اردگرد کے مناظر پر نظر رکھنی چاہیے اور خوشی سے چیخنا اور چلانا چاہیے۔

## (9)



اگر چہ وہ انتہائی دانشمندانہ تصورات قلم بند کرنے کی اہلیت رکھتی تھی، تاہم وہ اپنی ہی نصیحتوں کی پیروی کرنے کی صلاحیت سے یکسر محروم تھی۔ اس کے اداسی کے لمحات معمول بن گئے تھے اور ٹیلی فون کی گھنٹی اب بھی بجنے سے انکاری تھی۔ فرصت کے ان اوقات میں اپنی توجہ بٹانے اور فرانسیسی زبان کی مشق کرنے کے لئے اس نے نامور شخصیات سے تعلق رکھنے والے رسالے خریدنے شروع کر دیئے، لیکن ایک مرتبہ اسے احساس ہوا کہ وہ حد سے زیادہ پیسے خرچ کر رہی تھی لہٰذا اس نے قریب ترین لائبریری کی تلاش کی جہاں سے اسے کتابیں ادھار مل سکیں۔ نگران خاتون نے ماریا کو بتایا کہ وہ رسالے ادھار نہیں دیتے تھے لیکن وہ اسے کچھ کتابیں تجویز کر سکتی تھی جن سے اسے اپنی فرانسیسی زبان کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔

''میرے پاس کتابیں پڑھنے کے لئے وقت نہیں۔''

''کیا مطلب تمہارے پاس وقت نہیں؟ کیا کر رہی ہو تم؟''

''بہت کچھ: فرانسیسی پڑھنا، ڈائری لکھنا، اور............''

''اور کیا؟''

''وہ کہنے ہی والی تھی کہ فون کی گھنٹی کا انتظار'' لیکن اس نے سوچا کہ کچھ نہ کہنا ہی بہتر تھا۔

''میری پیاری، تم اب بھی کم سن ہو، تمہارے لئے ساری زندگی پڑی ہے۔ پڑھو۔ تمہیں کتابوں کے بارے میں جو کچھ بھی بتایا گیا تھا، اسے بھول جاؤ اور بس پڑھو۔''

''میں نے بے شمار کتابیں پڑھی ہیں۔''

ماریا کو اچانک یاد آیا کہ سکیورٹی افسر میلسن نے اسے ''تاثرات'' کے بارے میں بتایا تھا۔ اس کے سامنے موجود لائبریری کی منتظم نہایت نفیس اور حساس شخصیت معلوم ہوتی تھی

اور شاید ناکامی کی صورت میں وہ اس کی مدد کر سکتی تھی۔ ماریا کو اس کا دل جیتنے کی ضرورت تھی، اور اس کے رویے سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ عورت اس کی دوست بن سکتی تھی وہ یکدم اپنی بات سے مکر گئی۔

''لیکن میں مزید کتابیں پڑھنا پسند کروں گی۔ کیا آپ کتابوں کے انتخاب میں میری مدد کر سکتی ہیں؟''

اس عورت نے اسے ''ننھا شہزادہ'' لا کر دی۔ ماریا نے اسی رات وہ کتاب پڑھنا شروع کر دی اور پہلے صفحے پر ایک تصویر دیکھی جو کہ ایک ہیٹ معلوم ہوتا تھا، لیکن مصنف کے مطابق بچے فوری طور پر اسے ایک سانپ سمجھیں گے جس کے اندر ہاتھی موجود ہے۔ خیر، میرا نہیں خیال کہ میں کبھی بھی ایک بچی رہی تھی، پھر، اس نے سوچا۔ میرے خیال میں یہ دیکھنے میں ہیٹ زیادہ لگتا ہے۔ اس کے کمرے میں ٹیلی وژن نہ ہونے کے باعث وہ سفر کے دوران بھی ''شہزادے'' کو اپنے ساتھ رکھتی اور جب بھی اس میں ''محبت'' کا لفظ آتا تو وہ اداس ہو جاتی، کیونکہ اس نے خودکشی کے احساس سے بچنے کے لئے خود کو اس موضوع کے متعلق سوچنے سے باز رکھا ہوا تھا۔ اگرچہ شہزادے، گلہری اور ایک گلاب کے پھول کے بیچ دردناک اور رومانوی مناظر کے سوا یہ کتاب انتہائی دلچسپ تھی اور اس نے ہر پانچ منٹ بعد اپنے موبائل کا معائنہ کرنا ترک کر دیا کہ کیا اس کی بیٹری مکمل طور پر چارج تھی (وہ ایسا اس لئے کرتی تھی کہ وہ محض اپنی لاپرواہی کی وجہ سے ایک بڑا موقع گنوانے سے ڈرتی تھی)

ماریا باقاعدگی سے لائبریری جانے لگی تھی، جہاں وہ اس عورت سے بات چیت کرتی جو اتنی ہی تنہا معلوم ہوتی تھی جتنی کہ وہ خود تھی۔ وہ اس سے مزید کتابیں تجویز کرنے کی درخواست کرتی اور زندگی اور مصنفین کے بارے میں گفتگو کرتی۔ اس کے پیسے تقریباً ختم ہو چکے تھے اور مزید دو ہفتوں کے بعد اس کے پاس اتنی رقم بھی باقی نہیں بچے گی کہ وہ برازیل واپس جانے کا ٹکٹ خرید سکے۔

اور چونکہ زندگی ہمیشہ نایاب موقعے کا انتظار کرنے کی بجائے بحران کے وقوع پذیر ہونے کی منتظر رہتی ہے، بالآخر فون کی گھنٹی بجی۔

لفظ ''وکیل'' دریافت کرنے کے تین ماہ بعد اور دو ماہ تک وصول کردہ معاوضے کی رقم پر

گزارہ کرنے کے بعد کسی ماڈل ایجنسی کے نمائندے نے اس سے پوچھا کہ کیا سینیورا ماریا اب بھی یہاں رہتی ہیں۔اس کا جواب ایک روکھا اور بار بار دوہرایا گیا لفظ ''ہاں'' تھا کہ جیسے وہ خود کو بہت زیادہ مشتاق ظاہر نہ کرنا چاہتی ہو۔اسے پتہ چلا کہ ایک عرب شخص جو اپنے ملک میں کسی فیشن انڈسٹری میں کام کرتا تھا، اس کی تصاویر سے بہت متاثر ہوا تھا اور یہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے فیشن شو میں حصہ لے۔ماریا کو اپنی سابقہ مایوسیاں، لیکن اس کے فوراً بعد پیسہ بھی یاد آیا جس کی اسے اشد ضرورت تھی۔

انہوں نے ایک نہایت وضع دار ریستوران میں ملنے کا فیصلہ کیا۔ماریا نے خود کو ایک خوش وضع شخص کے ساتھ پایا جو کہ راجر سے زیادہ ضعیف اور زیادہ دلکش تھا اور جس نے ماریا سے پوچھا:

''کیا تم جانتی ہو کہ وہ تصویر کس نے بنائی ہے؟ یہ مائرو کی تصویر ہے کیا تم نے کبھی جان مائرو کے بارے میں سنا ہے؟''

ماریا کچھ نہ بولی، جیسے کہ اس کا سارا دھیان کھانے کی طرف ہو، جو کہ ان چینی ریستورانوں سے قدرے مختلف تھا جہاں وہ عموماً کھانا کھایا کرتی تھی۔اسی اثناء میں اس نے دل ہی دل میں سوچا کہ جب اگلی مرتبہ وہ لائبریری جائے گی تو اسے مائرو کے متعلق ایک کتاب کے بارے میں پوچھنا پڑے گا۔

لیکن اب وہ عرب کہنے لگا:

''یہ وہ میز تھی جس پر فیلینی (Fellini) بیٹھا کرتا تھا، کیا تم نے اس کی فلمیں دیکھی ہیں؟''

ماریا نے بتایا کہ وہ اس کی فلموں کی مداح تھی۔اس شخص نے چھان بین کرنے کے لئے مزید سوالات پوچھنا شروع کر دیئے، اور ماریا جو کہ یہ جانتی تھی کہ وہ اس امتحان میں ناکام ہو جائے گی، نے اس سے صاف صاف بات کرنے کا فیصلہ کیا۔

''میں یہ شام تم سے جھوٹ بولتے ہوئے نہیں گزارنا چاہتی۔میں محض یہ بتا سکتی ہوں کہ کوکا کولا اور پیپسی میں کیا فرق ہے، اور کچھ نہیں۔میرا خیال تھا کہ ہم یہاں فیشن شو کے بارے میں گفتگو کرنے کے لئے آئے ہیں۔''

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کی صاف گوئی کی داد دینا چاہتا تھا۔

''وہ بھی کریں گے مگر کھانے کے بعد شراب پینے کے بعد۔''

وہ کچھ دیر خاموش رہے، ایک دوسرے کو دیکھتے رہے اور قیاس آرائیاں کرتے رہے کہ دوسرا شخص کیا سوچ رہا تھا۔

''تم بہت خوبصورت ہو''، اس شخص نے کہا۔ ''اگر تم میرے ساتھ چلو اور میرے ہوٹل کے کمرے میں میرے ساتھ شراب پیو، تو میں تمہیں ایک ہزار فرانک دوں گا۔''

ماریا فوراً سمجھ گئی۔ کیا یہ اس ماڈل ایجنسی کا قصور تھا؟ کیا یہ اس کا اپنا قصور تھا؟ کیا اسے پہلے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ اس شام کے کھانے کا اصل مقصد کیا تھا؟ یہ ماڈل ایجنسی کا قصور نہیں تھا، اور نہ ہی اس کا، نہ ہی اس شخص کا۔ دنیا کا کاروبار ایسے ہی چلتا تھا۔ اچانک اسے اپنا آبائی قصبہ یاد آیا، برازیل یاد آیا اور اپنی ماں کی بانہیں یاد آئیں۔ اسے میلسن کی یاد آئی، جب اس نے ساحل پر تین سو ڈالروں کا ذکر کیا تھا۔ اس وقت اس کو یہ بات مضحکہ خیز لگی تھی۔ وہ کسی مرد کے ساتھ رات گزارنے کے عوض جس معاوضے کی توقع رکھتی تھی یہ اس سے کہیں زیادہ تھا۔ اگرچہ اب اس نے محسوس کیا کہ دنیا میں اس کا کوئی نہیں تھا جس سے وہ بات کر سکے۔ وہ اس اجنبی شہر میں بالکل اکیلی تھی۔ ایک نسبتاً تجربہ کار بائیس سالہ لڑکی۔ لیکن اس کا کوئی بھی تجربہ یہ فیصلہ کرنے میں اس کی مدد نہیں کر سکتا تھا کہ بہترین جواب کیا ہوگا۔

''کیا آپ میرے لئے تھوڑی سی اور وائن ڈالیں گے، پلیز۔''

عرب شخص نے اس کا گلاس بھر دیا، اور اس کے خیالات ''ننھے شہزادے'' سے بھی زیادہ تیزی سے سفر کرنے لگے جب وہ ان تمام سیاروں کا سفر کیا کرتا تھا۔ وہ مہم جوئی، پیسے اور ممکنہ طور پر ایک شوہر کی تلاش میں یہاں آئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ آخر میں اسے صرف ایسی پیش کش ہی ملیں گی، کیونکہ وہ اب معصوم نہیں تھی اور مردوں کے طور طریقوں سے واقف ہو چکی تھی۔ وہ اب بھی ماڈل ایجنسیوں، فلمی ستارہ بننے، ایک امیر آدمی، ایک خاندان، پوتوں/نواسوں، عمدہ کپڑوں اور اپنے گھر کامیاب واپسی پر یقین رکھتی تھی۔ وہ محض اپنی ذہانت، خوبصورتی اور خود اعتمادی کے زور پر تمام مشکلات کو زیر کرنے کے خواب دیکھتی تھی۔ لیکن اب اس پر حقیقت آشکار ہو چکی تھی۔ وہ رونے لگی، جس کی اس شخص کو توقع نہیں تھی۔ وہ اپنا سکینڈل بن جانے کے خوف اور اسے تحفظ دینے کی فطری خواہش کے بیچ میں پھنس گیا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ اب کیا کرے۔ اس نے ویٹر کو آواز

دی تا کہ اس سے بل طلب کر سکے، لیکن ماریا نے اسے روک دیا۔

''نہیں، یہ مت کرنا۔ میرے لئے تھوڑی سی اور وائن ڈالو اور تھوڑی دیر کے لئے مجھے رونے دو۔''

اور ماریا نے اس چھوٹے لڑکے کے بارے میں سوچا جس نے اس سے پنسل ادھار مانگی تھی، اس نوجوان کے بارے میں سوچا جس نے اس کا بوسہ لیا تھا، اور ماریا نے کس طرح اپنا منہ بند کر لیا تھا۔ اس نے پہلی مرتبہ ریوڈی جنیرو دیکھنے پر جو خوشی محسوس کی تھی اس کے بارے میں سوچا، ان مردوں کے بارے میں سوچا جنہوں نے اسے استعمال کیا تھا اور بدلے میں کچھ نہیں دیا تھا، ان آرزوؤں اور محبتوں کے بارے میں سوچا جو کہیں گم ہو گئی تھیں۔ اس کی ظاہری آزادی کے باوجود اس کی زندگی ان نہ ختم ہونے والے لمحات پر مشتمل تھی جو کسی معجزے، سچی محبت اور ایسی مہم جوئی کے انتظار میں گزرتے تھے جن کا اختتام اتنا ہی رومانوی ہو جیسا کہ وہ فلموں میں دیکھ چکی تھی اور کتابوں میں پڑھ چکی تھی۔ کسی مصنف نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ وقت انسان کو نہیں بدلتا، نہ ہی علم، ایک واحد چیز جو کسی کے ذہن کو بدل سکتی ہے وہ محبت ہے۔ یہ کیا بکواس ہے! جس شخص نے یہ الفاظ لکھے تھے وہ واضح طور پر تصویر کے ایک رخ سے واقف تھا۔

بلاشبہ محبت ان چیزوں میں سے ایک تھی جو ایک ہی لمحے میں کسی کی زندگی کو تبدیل کرنے کی اہلیت رکھتی تھی۔ لیکن تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی تھا۔ ایک دوسری چیز جو کہ انسان کو ایک یکسر مختلف راستہ اپنانے پر مجبور کر سکتی تھی جس کا اس نے منصوبہ بنایا تھا، اسے ناامیدی کہا جاتا تھا۔ ہاں، شاید محبت واقعی کسی کو تبدیل کر سکتی تھی، لیکن مایوسی زیادہ تیزی سے اثر کرتی تھی۔ اسے کیا کرنا چاہئے؟ کیا اسے واپس برازیل بھاگ جانا چاہئے، فرانسیسی زبان کی معلم بن جانا چاہئے اور اپنے سابقہ باس سے شادی کر لینی چاہئے؟ کیا اسے ایک قدم آگے بڑھانا چاہئے، آخر ایک رات کی ہی تو بات تھی۔ خاص طور پر ایک ایسے شہر میں جہاں اسے کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ کیا اس ایک رات اور اتنی آسانی سے حاصل ہونے والی رقم کا مطلب یہ تو نہیں تھا کہ وہ لازمی طور پر اپنا یہ سفر جاری رکھے گی تاوقتیکہ وہ اس مقام پر پہنچ جائے گی جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں تھا؟ یہ سب کیا ہو رہا تھا؟ یہ ایک موقع تھا یا امتحان جو کنواری مریم اس سے لے رہی تھی؟

عرب شخص جان مائرو کی تصاویر، وہ جگہ جہاں فیلینی دوپہر کا کھانا کھاتا تھا، وہ لڑکی جس نے

اپنا کوٹ اتارا تھا اور وہاں آنے جانے والے گاہکوں کو دیکھ رہا تھا۔

کیا تمہیں احساس نہیں ہوا؟

"برائے مہربانی، تھوڑی سی اور وائن، ماریا نے کہا، جو کہ اب بھی رو رہی تھی۔"

وہ دعا کر رہی تھی کہ ویٹر بار بار نہ آئے اور اسے احساس ہوا کہ اس کے اردگرد کیا ہو رہا تھا اور وہ ویٹر جو کافی دور سے اسے ترچھی نظروں سے دیکھ رہا تھا، یہ دعا کر رہا تھا کہ وہ جلدی سے اپنا بل ادا کر کے یہاں سے چلے جائیں، کیونکہ ریستوران بھرا ہوا تھا اور دیگر لوگ بھی بیٹھنے کے انتظار میں کھڑے تھے۔

آخر کار کچھ لمحات کے بعد، جو کہ لامحدود معلوم ہوتے تھے، وہ بولی:

"کیا تم نے ایک ڈرنک کے ایک ہزار فرانک کہا تھا؟"

"ماریا اپنے ہی لہجے پر حیران تھی۔"

"ہاں"، اس شخص نے کہا، جو کہ اب پچھتا رہا تھا کہ اس نے فوراً ہی، ایسی تجویز کیوں پیش کر دی تھی۔

"لیکن در حقیقت میں یہ نہیں چاہوں گا............"

"بل ادا کرو، یہاں سے چلتے ہیں اور تمہارے ہوٹل میں جا کر شراب پیتے ہیں۔"

ایک مرتبہ پھر اس نے خود کو اجنبی محسوس کیا۔ اس وقت تک وہ ایک نفیس، زندہ دل اور ایک ایسی لڑکی تھی جس کی بہت اچھی تربیت کی گئی تھی، اور اس نے کبھی بھی کسی اجنبی کے ساتھ اس طرح سے بات نہیں کی تھی۔ لیکن اسے لگتا تھا وہ لڑکی ہمیشہ کے لئے مر چکی تھی۔ اس کے آگے ایک اور دنیا تھی، جس میں شراب کا ایک گلاس پینے کا معاوضہ ایک ہزار فرانک تھا اور انہیں اگر ایک عالمگیر کرنسی میں تبدیل کر دیا جاتا تو یہ رقم چھ سو ڈالر تھی، اور سب کچھ اس کی توقعات کے مطابق ہوا۔ وہ عرب شخص کے ہوٹل گئی، اس کے ساتھ شیمپین پی اور تقریباً مکمل طور پر نشے میں دھت ہو گئی، اپنی ٹانگیں کھولیں، اور اس کا انتظار کرنے لگی کہ وہ اس سے مباشرت کرے، (اس کو یہ خیال بھی نہیں آیا تھا کہ وہ یہ ظاہر کرتی کہ اس پر بھی یہ کیفیت طاری ہوئی تھی) پھر اس نے ماربل کے باتھ روم میں جا کر خود کو صاف کیا، اپنا معاوضہ وصول کیا، اور واپسی کے لئے خود کو ٹیکسی کی آسائش سے مستفید ہونے کی اجازت دی۔

وہ بستر پر گر گئی اور ساری رات بغیر کسی خواب کے سوتی رہی۔

ماریا کی ڈائری سے، اگلے دن:

مجھے سب کچھ یاد ہے، اگرچہ مجھے وہ لمحہ یاد نہیں جب میں نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ میں خود کو گناہ گار محسوس نہیں کر رہی۔ میں ان لڑکیوں کے متعلق سوچا کرتی تھی جو پیسوں کی خاطر مردوں کے ساتھ ہم بستری کرتی تھیں کیونکہ ان کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا، اور اب مجھے پتہ چلا ہے کہ ایسا نہیں تھا۔ میں ''ہاں'' یا ''نا'' کہہ سکتی تھی، کوئی بھی مجھے کچھ بھی قبول کرنے پر مجبور نہیں کر رہا تھا۔

میں گلیوں کوچوں میں پھرتی ہوں اور تمام لوگوں کی طرف دیکھتی ہوں اور میں حیرت میں پڑ جاتی ہوں کہ کیا انہوں نے اپنی زندگیوں کا انتخاب کیا تھا؟ کیا وہ میری طرح تھے، تقدیر کے منتخب کردہ؟ ایک گھریلو عورت ماڈل بننے کے خواب دیکھتی تھی، ایک بنکر موسیقار بننا چاہتا تھا، ایک دندان ساز کو احساس ہوا کہ اسے ایک کتاب لکھنی چاہئے اور خود کو ادب کے لئے وقف کر دینا چاہئے، ایک لڑکی جو ٹی وی اداکار بننا چاہتی تھی مگر اس کی بجائے وہ سپر مارکیٹ میں خزانچی کے طور پر کام کر رہی تھی۔

مجھے اپنے کئے پر ذرا سا بھی ملال نہیں۔ میں ابھی بھی کسی کا نشانہ نہیں بنی، کیونکہ میں اپنے وقار کو قائم رکھتے ہوئے خالی بٹوے کے ساتھ اس ریستوران سے جا سکتی تھی۔ میں اپنے سامنے بیٹھے ہوئے اس شخص کو اخلاقیات کے حوالے سے ایک سبق سکھا سکتی تھی یا اسے اس بات کا احساس دلانے کی کوشش کر سکتی تھی کہ اس کے سامنے ایک شہزادی بیٹھی تھی جسے خریدنے کی بجائے اس سے شادی کی جانی چاہئے۔ میں ہر قسم کے طور طریقوں کے ذریعے اپنے ردعمل کا اظہار کر سکتی تھی لیکن بہت سے لوگوں کی طرح میں نے بھی یہ قسمت پر چھوڑ دیا کہ مجھے کس راستے کو اپنانا چاہئے۔

اگرچہ میری تقدیر مجھے قانون اور سماج سے باہر رکھ سکتی ہے، تاہم فقط میں ہی ایسی نہیں ہوں۔ اگرچہ سب لوگ برابر ہیں تاہم ہم میں سے کوئی بھی خوش نہیں ہے۔ نہ ہی بینکر/موسیقار، نہ ہی دندان ساز/مصنف، نہ خزانچی لڑکی/اداکارہ، نہ گھریلو عورت/ماڈل۔

# (10)

# ساچشت لبزانکی دیوان

اچھا تو یہ ایسے ہوتا تھا۔ نہایت ہی آسان۔ وہ ایک اجنبی شہر میں تھی جہاں وہ کسی کو بھی نہیں جانتی تھی، لیکن کل جو اس کے لئے اذیت کا باعث تھا، آج اس کی وجہ سے اسے غیر معمولی آزادی کا احساس ہوا، کیونکہ اسے کسی کو بھی وضاحت پیش کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

اس نے فیصلہ کیا کہ بہت سالوں بعد وہ پہلی مرتبہ سارا دن اپنے بارے میں سوچنے کے لئے وقف کرے گی۔ اس سے پہلے وہ ہمیشہ محوِ خیال رہتی تھی کہ دوسرے لوگ، مثال کے طور پر اس کی ماں، اس کی سکول کی سہیلیاں، اس کا باپ، ماڈل ایجنسی میں کام کرنے والے لوگ، فرانسیسی استاد، ویٹر، لائبریری کی منتظم، اور گلیوں میں موجود اجنبی لوگ اس کے بارے میں کیا سوچ رہے تھے۔ درحقیقت کوئی بھی کچھ نہیں سوچ رہا تھا، اور اس کے بارے میں قطعی نہیں جو کہ ایک غریب غیر ملکی لڑکی تھی اور جو اگر کل کلاں کہیں غائب ہو جائے تو پولیس بھی اس کا نوٹس نہیں لے گی۔

بہتر۔ وہ صبح سویرے باہر گئی، معمول کے مطابق ایک مخصوص کیفے میں ناشتہ کیا، جھیل کے کنارے چہل قدمی کے لئے گئی جہاں اس نے مہاجروں کی جانب سے منعقد کردہ ایک احتجاج دیکھا۔ ایک عورت جس کے پیچھے اس کا چھوٹا سا کتا تھا، نے ماریا کو بتایا کہ وہ کُرد تھے اور ماریا نے یہ ظاہر کرنے کی بجائے کہ وہ کُردوں کے بارے میں جانتی تھی تاکہ وہ یہ ثابت کر سکے کہ وہ لوگوں کی سوچ سے بھی زیادہ مہذب اور ذہین تھی، اس سے پوچھا:

''یہ کُرد کہاں سے آتے ہیں؟''

حیران کن طور پر وہ عورت اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔ ایسی ہے یہ دنیا۔ لوگ باتیں تو ایسے کرتے ہیں کہ جیسے وہ سب کچھ جانتے ہیں مگر جب آپ ان سے کوئی سوال پوچھنے کی جرأت کرتے ہیں تو ان کو کچھ پتہ نہیں ہوتا۔

وہ ایک انٹرنیٹ کیفے میں گئی اور اسے پتہ چلا کہ کُرد لوگ کُردستان سے آئے تھے جو ایک لاوجود ملک تھا اور اب ترکی اور عراق کے بیچ تقسیم تھا۔ وہ عورت اور اس کے کتے کی تلاش میں جھیل پر دوبارہ واپس گئی مگر وہ جا چکی تھی، جس کی ممکنہ طور پر وجہ یہ تھی کہ اس کا کتا بینر اُٹھائے ہوئے انسانوں کے گروہ، بے شمار سکارف، موسیقی اور عجیب وغریب قسم کی چیخ وپکار کو دیکھ کر بے زار ہو چکا تھا۔

درحقیقت میں اس عورت جیسی ہوں۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ میں اس جیسی ہوا کرتی تھی۔ یہ ظاہر کرنے والی لڑکی کہ وہ سب کچھ جانتی تھی، اپنی ہی خاموشی میں چھپی ہوئی، لیکن پھر وہ عرب شخص میرے اعصاب پر سوار ہو گیا اور بالآخر مجھ میں یہ کہنے کی جرأت ہوئی کہ میں بس اتنا ہی جانتی تھی کہ دو مشروبات کے بیچ میں کیا فرق تھا۔ کیا اس کو دھچکا لگا تھا؟ کیا اس نے میرے بارے میں اپنا ذہن تبدیل کر لیا تھا؟ یقیناً نہیں۔ وہ ضرور میری ایمانداری پر حیران ہوا ہوگا۔ میں جب بھی اپنی اہلیت سے زیادہ ذہین بننے کی کوشش کرتی ہوں تو ہمیشہ اس میں ناکام ہو جاتی ہوں۔ خیر، ابھی اتنا ہی کافی ہے۔

اس نے ماڈل ایجنسی کے بارے میں سوچا۔ کیا انہیں معلوم تھا کہ وہ عرب شخص اصل میں کیا چاہتا تھا۔ اگر ایسا تھا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے ایک مرتبہ پھر بے وقوف بنایا گیا تھا، یا وہ واقعی یہ سمجھتے تھے کہ وہ اس کے لئے اپنے ملک میں کام تلاش کرے گا؟

سچ چاہے جو بھی تھا، ماریا نے جینوا کی اس سرمئی صبح میں خود کو نسبتاً کم تنہا محسوس کیا، جہاں درجہ حرارت صفر تک گر چکا تھا، کُرد احتجاج کر رہے تھے، ٹرامیں باقاعدگی کے ساتھ ہر سٹاپ پر پہنچ رہی تھیں، دوکانوں کی کھڑکیوں میں ایک مرتبہ پھر زیورات سجائے جا رہے تھے، بنک کھل رہے تھے، فقیر سو رہے تھے اور سوئس لوگ کام پر جا رہے تھے۔ وہ کم تنہا اس لئے تھی کہ اس کے ہمراہ ایک اور عورت بھی موجود تھی جو کہ شاید وہاں سے گزرنے والے لوگوں کے لئے ناقابلِ دید تھی۔ اسے پہلے کبھی بھی اس کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا مگر اب وہ وہاں موجود تھی۔

وہ اپنے پاس کھڑی ہوئی ناقابلِ دید عورت کو دیکھ کر مسکرائی جو کنواری مریم جیسی دکھائی دیتی تھی، جو کہ یسوع کی ماں تھی۔ اس کے جواب میں وہ عورت بھی مسکرائی اور اسے کہا کہ وہ محتاط رہے، چیزیں اتنی سادہ نہیں تھیں جتنا وہ سمجھتی تھی۔ ماریا نے اس کی نصیحت کو نظرانداز کر دیا اور جواب دیا کہ

وہ بالغ تھی اور اپنے فیصلوں کی خود ذمہ دار تھی اور وہ یہ یقین نہیں کر سکتی تھی کہ اس کے خلاف کوئی بہت بڑی سازش کی جا رہی تھی۔ اسے یہ معلوم ہوا تھا کہ کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو ایک رات اور اس کی ٹانگوں کے بیچ میں آدھا گھنٹہ گزارنے کے ایک ہزار فرانک دینے کو بھی تیار تھے اور اسے اگلے چند روز میں فقط یہ فیصلہ کرنا تھا کہ کیا اسے اپنے ایک ہزار فرانک وصول کرنے چاہئیں اور اپنے قصبے جہاں وہ پیدا ہوئی، واپسی کا ہوائی ٹکٹ خریدنا چاہئے یا پھر اسے یہاں کچھ دیر اور قیام کرنا چاہئے اور اتنے پیسے کمانے چاہئیں جس سے وہ اپنے والدین کے لئے ایک گھر، اپنے لئے کچھ خوبصورت ملبوسات اور ان تمام مقامات کے ٹکٹ خرید سکے جہاں جانے کے وہ خواب دیکھتی تھی۔

اس کے ساتھ کھڑی ہوئی عورت نے ایک مرتبہ پھر کہا کہ چیزیں اتنی سادہ نہیں تھیں لیکن ماریا، اگرچہ اس غیر متوقع رفاقت سے خوش تھی تاہم اس نے اس سے گزارش کی کہ وہ اس کے خیالات میں مداخلت نہ کرے کیونکہ اس نے کچھ اہم فیصلے کرنے تھے۔

اس مرتبہ ماریا نے برازیل واپسی کے امکان کا اور زیادہ احتیاط سے تجزیہ کرنا شروع کر دیا۔ اس کی سہیلیاں جو کہ اس قصبے سے کبھی باہر نہیں گئی تھیں جو ان کی جائے پیدائش تھی، یہ کہیں گی کہ اسے ملازمت سے نکال دیا گیا تھا اور یہ کہ اس میں بین الاقوامی فنکار بننے کی صلاحیت ہی نہیں تھی، اور اس کی ماں افسردہ ہو جائے گی کہ ماریا نے ہر ماہ اسے جو رقم بھیجنے کا وعدہ کیا تھا، وہ اسے کبھی نہیں ملی تھی، اگرچہ ماریا نے اپنے خطوط میں اسے یقین دلایا تھا کہ اس نے جو رقم بھیجی تھی وہ یقیناً ڈاک خانے میں کسی نے چرا لی ہوگی۔ اس کا باپ ہمیشہ اپنے چہرے پر "میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا" کے تاثر کے ساتھ اسے دیکھے گا، اور ماریا جو ہوائی جہاز میں سفر کر چکی تھی، سوئس پنیر کھا چکی تھی، فرانسیسی زبان سیکھ چکی تھی اور برف پر چہل قدمی کر چکی تھی، ایک مرتبہ پھر دوکان پر کام کرنا شروع کر دے گی، کپڑا بیچے گی اور اپنے باس سے شادی کرے گی۔

دوسری جانب وہ شراب کے گلاس تھے جن کی بدولت اس نے ایک ہزار فرانک کمائے تھے۔ لیکن یہ سلسلہ شاید زیادہ عرصے تک نہ چلے، کیونکہ بہرحال حسن ہوا کی سی تیزی سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک سال میں وہ اتنے پیسے کما سکتی تھی کہ وہ اپنے قدموں پر کھڑی ہو سکے اور دنیا کا سامنا کر سکے، اور اس مرتبہ اپنی شرائط پر۔

لیکن واحد مسئلہ یہ تھا کہ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا کرے اور شروعات کیسے کرے۔ اسے

اس ''فیملی نائٹ کلب'' میں گزارے ہوئے دنوں سے یاد آیا، جہاں وہ کام کیا کرتی تھی کہ ایک لڑکی نے اسے ریوڈی برن نامی جگہ کے بارے میں بتایا تھا۔ درحقیقت اس لڑکی نے ماریا سے پہلی بات ہی یہ کہی تھی، حتیٰ کہ اس سے بھی پہلے جب اس نے اس لڑکی سے پوچھا تھا کہ وہ اپنے سوٹ کیس کہاں رکھے۔

وہ جنیوا کے چند بڑے تختوں میں سے ایک دیکھنے گئی جو کہ یہاں ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ جنیوا جو کہ تمام شہروں میں سے سب سے زیادہ سیاح دوست شہر ہے، یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ سیاح اپنا راستہ بھول جائیں۔ اسی وجہ سے ان تختوں کے ایک طرف اشتہارات دیئے گئے ہوتے ہیں اور دوسری طرف نقشے۔

وہاں ایک شخص کھڑا تھا اور ماریا نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ جانتا تھا کہ ریوڈی برن کہاں تھا۔ اس نے ماریا کی جانب دیکھا، متجسس ہوا اور پوچھا کہ وہ اس نام سے منسوب ایک گلی کے بارے میں پوچھ رہی تھی یا ایک سڑک کے بارے میں جو ریوڈی برن جاتی تھی، جو کہ سوئٹزر لینڈ کا دارالخلافہ تھا۔ نہیں، ماریا نے کہا، میں جنیوا کی ایک گلی کے بارے میں پوچھ رہی ہوں۔ اس شخص نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور کوئی لفظ کہے بغیر وہاں سے چلا گیا۔ اسے یقین تھا کہ اس کی ان ٹیلی وژن پروگراموں میں سے کسی ایک کے ذریعے فلم بندی کی جا رہی تھی جو لوگوں کو بے وقوف بنا کر راحت حاصل کرتے ہیں۔ ماریا نے پندرہ منٹ تک نقشے کا جائزہ لیا۔ یہ شہر بہت بڑا نہیں، اور بالآخر وہ جگہ ڈھونڈ لی جس کی اسے تلاش تھی۔

جب وہ نقشے کا جائزہ لے رہی تھی تو اس دوران اس کی نا قابلِ دید دوست جو پہلے خاموش کھڑی تھی، اب اسے قائل کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اصل سوال اخلاقیات کا نہیں بلکہ اس راستے کو ترک کر دینے کا ہے جہاں سے واپسی ممکن نہیں۔

ماریا نے کہا کہ اگر وہ اتنے پیسے کما سکتی تھی جس سے وہ اپنے گھر واپس جا سکے تو پھر وہ اتنے پیسے بھی کما سکتی تھی کہ وہ کسی بھی صورت حال سے چھٹکارا حاصل کر لے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی لوگوں سے اس کا واسطہ پڑا تھا ان میں سے کوئی بھی اس راستے کا انتخاب نہیں کر سکا تھا جسے وہ اپنانا چاہتا تھا۔ یہ محض زندگی کی ایک حقیقت تھی۔

ہم آنسوؤں کی ایک وادی میں رہتے ہیں، اس نے اپنی نا قابلِ دید دوست سے کہا۔

''ہم جس چیز کو پسند کرتے ہیں اس کے خواب دیکھ سکتے ہیں، لیکن زندگی مشکل، سنگدل اور اداس ہے۔تم کیا کہنے کی کوشش کر رہی ہو کہ دنیا مجھے برا بھلا کہے گی؟ کسی کو کبھی بھی پتہ نہیں چلے گا، یہ محض میری زندگی کا ایک مرحلہ ہے۔''

اس کی نا قابلِ دید دوست ایک اداس اور خوشگوار مسکراہٹ کے ساتھ وہاں سے غائب ہوگئی۔

ماریا تفریحی میلے میں گئی اور رولر کوسٹر کا ایک ٹکٹ خرید لیا۔ وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر چیختی چلاتی رہی، یہ جانتے ہوئے کہ اس میں خطرے کی کوئی بات نہیں تھی اور یہ تو محض ایک کھیل تھا۔ اس نے ایک جاپانی ریستوران میں کھانا کھایا، اگرچہ اسے صحیح طور پر معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا کھا رہی تھی۔ وہ محض یہ جانتی تھی کہ یہ بہت مہنگا تھا اور وہ خود کو عیش وعشرت کی ہر سرگرمی میں مشغول رکھنا چاہتی تھی۔ وہ خوش تھی، اور اب اسے ٹیلی فون کال کا انتظار کرنے اور اپنے خرچ کئے ہوئے ہر سینٹائم 1/100 centime فرانک کے برابر) پر دھیان دینے کی ضرورت نہیں تھی۔

کچھ دیر کے بعد اس نے ایجنسی کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے ایک پیغام چھوڑا کہ میٹنگ بہت اچھی رہی تھی۔ اگر وہ کھرے تھے تو وہ تصاویر کے بارے میں استفسار کریں گے۔ اگر وہ عورتوں کے دلال تھے تو وہ چند اور ملاقاتوں کا اہتمام کریں گے۔

وہ پل پار کر کے واپس اپنے چھوٹے سے کمرے میں گئی اور یہ فیصلہ کیا کہ اگرچہ اس کے پاس بہت سا پیسہ اور اگرچہ اس کے پاس مستقبل کے لئے بہت سے منصوبے تھے تاہم وہ قطعی طور پر ٹیلی وژن نہیں خریدے گی۔ اسے سوچنے کی ضرورت تھی، اپنا سارا وقت سوچنے میں گزارنے کی۔

اس رات، ماریا کی ڈائری سے (ڈائری کے حاشیے میں ''میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی'' لکھا ہوا تھا)

میں جان چکی ہوں کہ وہ کیا وجہ ہے کہ ایک مرد کسی عورت کے لئے پیسے خرچ کرتا ہے۔ وہ خوش رہنا چاہتا ہے۔ وہ محض انتہائے لذت کے لئے ایک ہزار فرانک خرچ نہیں کرتا۔ وہ خوش رہنا چاہتا ہے، میں بھی یہی چاہتی ہوں ہر کوئی یہی چاہتا ہے لیکن اس کے باوجود کوئی بھی خوش نہیں۔ اگر کچھ عرصے کے لئے میں ایک ............ بننے کا فیصلہ کروں تو اس میں میرا کیا جائے گا، یہ ایک ایسا لفظ ہے جس کے بارے میں سوچنا حتیٰ کہ اسے لکھنا بھی مشکل ہے۔ لیکن چلئے تھوڑی صاف گوئی کا

مظاہرہ کرتے ہیں..........اگر میں کچھ عرصے کے لئے ایک بیسوا بننے کا فیصلہ کروں تو اس میں میرا کیا جائے گا؟

عزت، وقار، عزت نفس۔ اگرچہ جب میں ان چیزوں کے بارے میں سوچتی ہوں تو کبھی بھی میرے پاس ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں رہی۔

مجھے کبھی بھی ایسا کوئی شخص نہیں ملا جو مجھ سے محبت کرتا ہو، میں نے ہمیشہ غلط فیصلے کئے ہیں۔

اب میں زندگی کو اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کی اجازت دے رہی ہوں۔

# (11)

اگلے روز ایجنسی والوں نے اسے فون کیا اور تصاویر اور فیشن شو کے بارے میں پوچھا کہ وہ کب منعقد ہو رہا تھا، کیونکہ وہ ہر شو پر اپنی کمیشن وصول کرتے تھے۔ ماریا نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ وہ کچھ نہیں جانتے تھے کہ ان کے بیچ کیا ہوا تھا، انہیں بتایا کہ عرب شخص ان سے رابطے میں رہے گا۔

وہ لائبریری گئی اور سیکس (Sex) کے متعلق کتابوں کے بارے میں پوچھا۔ اگر وہ ایک ایسے شعبے میں کام کرنے کے امکان پر سنجیدگی سے غور کر رہی تھی ___ محض ایک سال کے لئے، اس نے اپنے آپ سے کہا ___ تو اسے جس پہلی چیز کے بارے میں جاننے کی ضرورت تھی وہ یہ تھی کہ دوسروں کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کیا جائے، راحت کیسے مہیا کی جائے اور بدلے میں پیسے وصول کیے جائیں۔

جب لائبریری کی منتظم نے اسے بتایا کہ چونکہ یہ لائبریری ایک حکومتی مراعات یافتہ ادارہ تھا اس لئے ان کے پاس محض تھوڑا سا تکنیکی مواد موجود تھا، تو وہ سخت مایوس ہوئی۔ ماریا نے ان کتابوں میں سے ایک کتاب کے مضامین کی فہرست پڑھی اور فوراً کتاب واپس دے دی۔ ان میں خوشی کے متعلق کچھ بھی بیان نہیں کیا گیا تھا، ان میں محض بے کیف اشیاء، مثال کے طور پر جنسی خواہش کو بیدار کرنے، مباشرت، نامردی اور احتیاطی تدابیر کا ذکر تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ایک کتاب ''خواتین میں جنسی خواہش کی کمی کی نفسیات'' اُدھار لینے کا فیصلہ کیا، کیونکہ اگرچہ اسے مردوں کی تحویل میں ہونا اور ان کے ساتھ مباشرت کرنا پسند تھا، تاہم وہ محض مشت زنی کے ذریعے ہی انتہائے لذت کے مقام تک پہنچتی تھی۔ تاہم وہ وہاں لذت حاصل کرنے نہیں بلکہ کام کے لئے گئی تھی۔ اس نے لائبریری کی منتظم کا شکریہ ادا کیا اور ایک دوکان پر گئی جہاں اس نے

اپنے ممکنہ کیریئر جو کہ افق پر دکھائی دیتا تھا، کے لئے پہلی سرمایہ کاری کی۔ اس نے ایسے ملبوسات خریدے جو مردوں کی خواہش کو بیدار کرنے میں کافی شہوت انگیز تصور کیے جاتے تھے۔ پھر وہ سیدھی ایک ایسی جگہ گئی جو اس نے نقشے پر تلاش کی تھی، ریوڈی برن۔ گلی کے شروع میں ایک چرچ تھا (جو ایک عجیب بات تھی، اس جاپانی ریستوران کے بالکل قریب جہاں ایک دن پہلے اس نے شام کا کھانا کھایا تھا)، پھر چند دوکانیں تھیں جہاں کلائی پر باندھنے والی سستی گھڑیاں اور دیوار والی گھڑیاں فروخت ہو رہی تھیں اور گلی کے آخر میں وہ کلب تھے جن کے بارے میں ماریا نے سن رکھا تھا، لیکن اس وقت وہ سب بند تھے۔ وہ ایک مرتبہ پھر جھیل کے کنارے چہل قدمی کے لئے چلی گئی جہاں اس نے بغیر کسی ندامت کے نقش نگاری پر مبنی پانچ رسالے خریدے تاکہ وہ ان چیزوں کا مطالعہ کر سکے جو اس کو کرنی پڑیں گی، تاریکی ہونے کا انتظار کیا اور پھر واپس ریوڈی برن چلی گئی۔ یہاں اس نے خصوصی طور پر ایک دل کو موہ لینے والے برازیلی بار کا انتخاب کیا جس کا نام ''کوپا کبانہ'' تھا۔

اس نے کسی چیز کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا، یہ محض ایک تجربہ تھا۔ اس نے سوئٹزرلینڈ میں گزارے ہوئے وقت کے دوران خود کو اس قدر پُر اطمینان اور آزاد محسوس نہیں کیا تھا۔

''مجھے ملازمت کی تلاش ہے''، اس نے مالک سے کہا جو کہ بار کے پیچھے گلاس دھو رہا تھا۔ وہ جگہ متعدد میزوں، دیواروں کے اردگرد کچھ صوفوں پر مشتمل تھی اور کونے میں ایک ڈانس فلور تھا، جو خالی پڑا تھا۔

''اگر تم یہاں قانونی طور پر کام کرنا چاہتی ہو تو تمہیں کام کرنے کا اجازت نامہ حاصل کرنا پڑے گا۔''

ماریا نے اسے اپنا اجازت نامہ دکھایا اور اس شخص کا مزاج قدرے بہتر ہونے لگا۔

''تمہیں اس کام کا کوئی تجربہ ہے؟''

وہ نہیں جانتی تھی کہ اب کیا کہے۔ اگر وہ ہاں کہہ دے تو وہ اس سے پوچھے گا کہ اس نے کہاں کام کیا تھا۔ اگر اس نے ''نہیں'' کہا تو وہ اس کو مسترد کر دے گا۔

''میں ایک کتاب لکھ رہی ہوں۔''

یہ خیال اس کو غیب سے آیا تھا، جیسے کوئی غیبی آواز اس کی مدد کو آئی ہو۔ وہ جانتی تھی کہ وہ شخص جانتا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی تھی لیکن وہ اس کی بات پر یقین کرنے کا بہانہ کر رہا تھا۔

''اس سے پہلے کہ تم کوئی فیصلہ کرو، پہلے کچھ دوسری لڑکیوں سے بات کر لو۔'' ہم ہر رات کے لئے کم از کم چھ برازیلی لڑکیاں حاصل کرتے ہیں، اس سے تم اندازہ لگا سکتی ہو کہ تمہیں کیا توقع رکھنی چاہئے۔''

ماریا یہ کہنے ہی والی تھی کہ اسے کسی کی طرف سے کسی بھی قسم کی نصیحت کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کے علاوہ اس نے اب تک کوئی فیصلہ نہیں کیا، لیکن وہ شخص ماریا کو اس کے حال پر چھوڑتے ہوئے اور پانی کے ایک گلاس کا پوچھے بغیر بار کے دوسرے حصے میں جا چکا تھا۔

دوسری عورتیں وہاں پہنچنا شروع ہو چکی تھیں، اور بار کے مالک نے ان میں سے کچھ برازیلی خواتین کو اپنے پاس بلایا اور ان سے کہا کہ وہ نووارد سے گفتگو کریں۔ ان میں سے کوئی بھی ماریا سے بات کرنے پر رضامند دکھائی نہیں دیتی تھی۔ مسابقت کا خوف، ماریا نے سوچا۔ میوزک سسٹم چلا دیا گیا تھا اور اس پر کچھ برازیلی گانے چل رہے تھے۔ (بہت خوب، یہ جگہ ''کوپا کبانہ'' کہلاتی تھی) پھر چند ایشیائی دکھائی دینے والی خواتین اندر آئیں اور ان کے ہمراہ چند دیگر خواتین بھی تھیں جنہیں دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ جنیوا کے گرد و نواح کے برفیلے اور رومانوی پہاڑوں سے سیدھی وہاں پہنچی تھیں۔ وہ وہاں تقریباً دو گھنٹوں سے کھڑی تھی، بغیر کچھ پیئے سوائے چند سگریٹوں کے، اور اس کا یہ احساس شدت اختیار کرتا جا رہا تھا کہ وہ یقیناً ایک غلط فیصلہ کرنے جا رہی تھی۔ ''میں یہاں کیا کر رہی ہوں'' جیسے الفاظ مسلسل اس کے ذہن میں گھوم رہے تھے اور جب وہ بار کے مالک اور دیگر لڑکیوں کی مکمل عدم دلچسپی سے بتدریج دلبرداشتہ ہو رہی تھی تو بالآخر ان برازیلی لڑکیوں میں سے ایک اس کے پاس آئی۔

''تم نے کس وجہ سے اس جگہ کا انتخاب کیا؟''

ماریا کتاب لکھنے سے متعلقہ کہانی کا سہارا لے سکتی تھی یا پھر وہ سب کچھ سچ بتا دے کہ وہ کُردوں کے ساتھ رہی تھی، مارُو اور فیلینی (Fellini) کے ساتھ رہی تھی۔

''اگر میں دیانتداری سے بات کروں تو میں یہ نہیں جانتی کہ کہاں سے شروعات کروں اور میں یہ بھی نہیں جانتی کہ میں یہ کرنا بھی چاہتی ہوں یا نہیں۔''

وہ عورت اس دوٹوک اور سیدھے جواب پر حیران دکھائی دیتی تھی۔ اس نے مشروب کا ایک گھونٹ بھرا جو کہ وہسکی جیسا دکھائی دیتا تھا اور وہاں چلنے والے برازیلی گانے سنے، اپنے گھر کو یاد کرنے سے متعلق تھوڑی گفتگو کی، پھر کہا کہ آج رات بار میں زیادہ گاہک نہیں آئیں گے کیونکہ جنیوا کے نزدیک منعقد ہونے والی ایک بین الاقوامی کانفرنس منسوخ ہو گئی تھی۔ آخر میں جب اس نے دیکھا کہ ماریا اب بھی وہاں بیٹھی تو اس نے کہا:

''دیکھو، سیدھی سی بات ہے، تمہیں تین بنیادی اصولوں پر قائم رہنا ہے، پہلا: کبھی بھی اپنے ساتھ کام کرنے والے شخص کی محبت میں مبتلا نہ ہونا یا اس کے ساتھ ہم بستری مت کرنا، دوسرا: کسی کے وعدوں پر اعتبار مت کرنا اور ہمیشہ پیشگی معاوضہ وصول کرنا، تیسرا: کبھی بھی منشیات کا استعمال مت کرنا۔''

وہ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئیں۔

''اور اب شروع کرو۔ اگر آج تم اپنے پہلے گاہک کو پائے بغیر یہاں سے گھر واپس چلی گئیں تو تمہارے ذہن میں دوسرے خیالات آئیں گے اور تمہارے پاس یہاں واپس آنے کی ہمت نہیں ہوگی۔

بنیادی طور پر ماریا وہاں صلاح مشورے کے لئے گئی تھی تا کہ وہ عارضی ملازمت کے حصول کے حوالے سے معلومات حاصل کر سکے۔ وہ خود کو نا امیدی کے احساس سے دوچار محسوس کر رہی تھی جو کہ اکثر اوقات لوگوں کو جلد بازی میں فیصلے کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

''ٹھیک ہے، میں آج رات ہی شروع کروں گی۔''

اس نے یہ نہیں بتایا کہ درحقیقت اس نے گزشتہ روز ہی اس کی شروعات کر دی تھی۔

وہ عورت بار کے مالک کے پاس گئی، جسے اس نے میلان کے نام سے پکارا، اور وہ ماریا سے ت کرنے کے لئے آیا۔

''کیا تم نے ایک عمدہ انڈر ویئر پہنا ہوا ہے؟''

اس کے عرب دوست، اس کے کسی بوائے فرینڈ، اس کی سہیلیوں حتیٰ کہ کسی اجنبی نے بھی کبھی اس سے ایسا سوال نہیں پوچھا تھا۔ لیکن یہاں ایسا ہی ہوتا تھا۔

''میں نے ہلکے نیلے رنگ کا جانگیہ پہنا ہوا ہے، اور کوئی انگیا نہیں'' اس نے مزید کہا، اس

مرتبہ ذرا غصے سے۔ لیکن اس کے جواب میں اس کی سرزنش کی گئی۔ ''کل سے سیاہ رنگ کا جانگیہ، انگیا اور جرابیں پہن کر آنا۔ کپڑے اتارنا یہاں کے رواج کا حصہ ہے۔''

بغیر کسی مزید شور شرابے کے اور اس قیاس پر کہ اب وہ کسی ایسے فرد سے بات کر رہا تھا جو کام کا آغاز کرنے والا تھا، میلان نے ماریا کو تمام تر رواجوں سے متعارف کروایا۔ کوپا کبانہ وقت گزارنے کے لئے ایک اچھی جگہ ہے مگر یہ چکلہ نہیں ہے۔ اس بار میں آنے والے مردوں کو اس بات کا یقین ہوتا تھا کہ کوئی نہ کوئی لڑکی خود ان کے پاس آئے گی۔ اگر کوئی شخص اس کی میز پر آیا اور راستے میں اسے کسی نے نہ روکا (کیونکہ کچھ گاہک مخصوص لڑکیوں کے لئے وقف تھے) تو غالباً وہ کہے گا:

''کیا تم ایک ڈرنک پسند کرو گی؟''

جس کے جواب میں ماریا ہاں یا نا کہہ سکتی تھی۔ اگرچہ ایک رات کے دوران ایک سے زائد مرتبہ ''نہیں'' کہنا مناسب نہیں تھا تاہم وہ اپنے رفقاء میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے میں آزاد تھی۔ اگر اس کا جواب ہاں میں ہوا تو وہ اسے ایک فروٹ جوس کاک ٹیل منگوانے کو کہے گی جو کہ مشروبات کی فہرست میں مہنگا ترین مشروب تھا۔ الکوحل قطعی نہیں یا پھر گاہک کو میرے لئے کوئی مشروب منگوانے کی اجازت دینا۔

پھر اسے رقص کی کسی بھی دعوت کو قبول کر لینا چاہئے۔ زیادہ تر گاہک جانے پہچانے چہرے تھے اور ان میں سے کوئی بھی خطرے کا باعث نہیں تھا سوائے ان ''مخصوص گاہکوں'' کے، جن کے بارے میں بار کے مالک نے زیادہ تفصیل سے نہیں بتایا تھا۔ پولیس اور محکمہ صحت ہر ماہ ان سے خون کے نمونوں کا تقاضا کرتے تھے تاکہ اس بات کا جائزہ لیا جا سکے کہ ان میں سے کسی کو جنسی طریقے سے ایک شخص سے دوسرے شخص میں منتقل ہونے والی بیماری تو لاحق نہیں تھی۔ کونڈم کا استعمال لازمی تھا، اگرچہ کوئی بھی اس بات کا جائزہ نہیں لیتا تھا کہ اس حکم کی پیروی کی جا رہی تھی یا نہیں۔ اسے کبھی بھی کسی بھی صورت میں کسی سکینڈل کا سبب نہیں بننا چاہئے، کیونکہ میلان ایک عزت دار شادی شدہ آدمی تھا جو کہ اپنی ساکھ اور کلب کی نیک نامی کے بارے میں بہت فکر مند تھا۔

وہ رواجوں کی وضاحت کرتا رہا: رقص کے بعد وہ میز پر واپس آ جائیں گی اور وہ گاہک، اس

سے اصل بات کرے گا اور اسے اپنے ساتھ ہوٹل چلنے کی دعوت دے گا۔ عام معیار کے مطابق معاوضہ تین سو پچاس فرانک تھا جس میں سے پچاس فرانک میلان میز کے کرائے کے طور پر وصول کرتا تھا (یہ مستقبل کی قانونی پیچیدگیوں اور منافع کے حصول کے لئے سیکس کو ناجائز طور پر استعمال کرنے کے الزام سے بچنے کا ایک حربہ تھا)۔

ماریا نے کہنے کی کوشش کی:

''لیکن میں نے ایک رات کے ایک ہزار فرانک..........!''

بار کا مالک جو کہ وہاں سے جانے لگا تھا، ایک دم رک گیا، لیکن دوسری برازیلی عورت جوان کی گفتگو سن رہی تھی، کہنے لگی:

''وہ محض مذاق کر رہی ہے۔''

اور اس نے ماریا کی جانب پلٹتے ہوئے واضح اور اونچی آواز میں پرتگیز زبان میں کہا:

''یہ جنیوا کی سب سے مہنگی جگہ ہے۔ ایسا دوبارہ کبھی مت کرنا۔ وہ جانتا ہے کہ آج کل کیا بھاؤ چل رہا ہے اور وہ جانتا ہے کہ کوئی بھی کسی کے ساتھ ہم بستری کرنے کے عوض ایک ہزار فرانک نہیں دیتا، سوائے مخصوص گاہکوں کے۔ لیکن ایسا صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ تمہاری قسمت اچھی ہو، اور تم اس کام میں مہارت رکھتی ہو۔''

میلان کی آنکھیں ___ ماریا کو بعد میں پتہ چلا کہ وہ یوگوسلاویہ سے تعلق رکھتا تھا اور بیس سال سے یہاں رہ رہا تھا ___ یہ ظاہر کرتی تھیں کہ شک وشبے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

''معاوضہ تین سو پچاس فرانک ہے۔''

''ٹھیک ہے۔'' ماریا نے عاجزی سے کہا۔

پہلے ماریا سے اس کے جانگیے کے رنگ کے بارے میں پوچھا گیا تھا اور اب وہ یہ فیصلہ کر رہا تھا کہ اس کے جسم کی قیمت کیا تھی۔

لیکن اس کے پاس سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ وہ شخص اب بھی ہدایات جاری کر رہا تھا۔ اسے کبھی بھی کسی شخص کی جانب سے اس کے گھر یا ایسے ہوٹل جانے کی دعوت کو ہرگز قبول نہیں کرنا چاہئے جو فائیو سٹار سے کم ہو، اور اگر گاہک کے پاس کوئی جگہ نہ ہو جہاں وہ اسے لے جا سکے تو اسے کسی ایسے ہوٹل جانا چاہئے جو یہاں سے کم از کم پانچ بلاک دور واقع ہو اور اسے ہمیشہ ایک ٹیکسی

استعمال کرنی چاہئے تا کہ ریوڈی برن کے دیگر کلبوں میں کام کرنے والی عورتیں اس کی شکل سے واقف نہ ہوسکیں۔ ماریا کو اس آخری دلیل پر یقین نہیں تھا۔ اس نے سوچا کہ اصل وجہ یہ تھی کہ شاید اسے کسی دوسرے کلب میں زیادہ بہتر مراعات کی پیش کش کی جائے۔ اس نے اپنے خیالات کو خود تک محدود رکھا، اگرچہ وہ بحث کرتی رہی کہ یہ معاوضہ بہت کم تھا۔

''میں یہ پھر سے کہوں گا، جیسا کہ پولیس والے اکثر فلموں میں کہتے ہیں کہ ڈیوٹی کے دوران کبھی بھی شراب نہ پینا۔ اب میں چلتی ہوں، یہاں تھوڑی ہی دیر میں کافی رش ہو جائے گا۔''

''اس کا شکریہ ادا کرو''، برازیلی خاتون نے پرتگیز میں کہا۔

ماریا نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ وہ مسکرایا، لیکن ابھی اس کی تجاویز کی فہرست ختم نہیں ہوئی تھی۔

''میں ایک بات کہنا تو بھول ہی گیا تھا: ایک ڈرنک منگوانے اور کلب کو چھوڑ کر جانے کا درمیانی وقفہ کسی بھی صورت پینتالیس منٹ سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے، اور سوئٹزرلینڈ جہاں ہر جگہ گھڑیال نصب ہیں وہاں یوگوسلاویہ کے باشندوں اور برازیلیوں کو بھی وقت کی پابندی کرنی چاہئے۔ بس اتنا یاد رکھنا کہ میں تمہاری کمیشن کے ذریعے اپنے بچوں کی پرورش کر رہا ہوں۔

وہ یاد رکھے گی۔

اس نے ماریا کو چمکتے ہوئے پانی کا ایک گلاس دیا جس کے کنارے پر لیموں کی ایک قاش کاٹ کر لگائی گئی تھی، اور اسے انتظار کرنے کو کہا۔ اس مشروب کو باآسانی ''جن اینڈ ٹانک'' کے ہم پلہ تصور کیا جا سکتا تھا۔ کلب بتدریج بھرنا شروع ہو گیا۔ مرد اندر آتے، اِدھر اُدھر دیکھتے، خود ہی بیٹھ جاتے اور کلب کی عورتوں میں سے ایک فوراً ان کے پاس جاتی، جیسے کہ وہ کسی تقریب میں آئے ہوں جہاں کوئی ایک دوسرے کو مدتوں سے جانتا تھا اور جیسے وہ دن بھر کی مشقت سے فراغت حاصل کرنے کے بعد محض تفریح کے لئے یہاں آئے تھے۔ جب بھی کسی شخص کو اپنا ساتھی مل جاتا تو ماریا سکھ کا سانس لیتی، اگرچہ اب وہ خود کو کہیں زیادہ آرام دہ محسوس کر رہی تھی۔ شاید یہ اس وجہ سے تھا کہ یہ سوئٹزرلینڈ تھا، شاید یہ اس وجہ سے تھا کہ جلد یا بدیر وہ مہم جوئی، پیسہ یا ایک خاوند کے حصول میں کامیاب ہو جائے گی جس کے اس نے ہمیشہ خواب دیکھے تھے۔ اسے یکدم احساس ہوا کہ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ بہت سے ہفتوں کے دوران پہلی مرتبہ ایسا ہوا تھا کہ اس نے رات

کہیں باہر گزاری تھی جہاں موسیقی بج رہی تھی اور جہاں وہ کبھی کبھار کسی کو پرتگیز زبان میں گفتگو کرتے ہوئے سن سکتی تھی۔ وہ اپنے اردگرد موجود لڑکیوں کے ساتھ موج مستی کر رہی تھی، ہنس رہی تھی، فروٹ جوس کاک ٹیل پی رہی تھی اور خوشی سے گفتگو کر رہی تھی۔

ان میں سے کوئی بھی اسے ہیلو کہنے اور نیا پیشہ اختیار کرنے پر اسے مبارک باد دینے نہیں آئی تھی لیکن یہ فطری بات تھی کیونکہ بہر حال وہ ان کی حریف تھی اور وہ بھی اسی ٹرافی کے حصول کے لئے مقابلہ کر رہی تھی۔ اس نے خود کو افسردہ محسوس کرنے کی بجائے خود پر فخر محسوس کیا۔ وہ خود کے لئے لڑ رہی تھی اور وہ ایک بے یار و مددگار فرد نہیں تھی۔ اگر وہ چاہتی تو دروازہ کھول سکتی تھی اور اپنی بہتری کے لئے اس جگہ کو چھوڑ سکتی تھی، لیکن وہ ہمیشہ سے جانتی تھی کہ کم از کم اس میں اتنی دور آنے، سمجھوتہ کرنے اور ان چیزوں کے بارے میں گفتگو کرنے کی ہمت تھی جن کے بارے میں اس نے اپنی پوری زندگی میں کبھی سوچنے کی بھی جرأت نہیں کی تھی۔ وہ تقدیر کا نشانہ نہیں بنی تھی۔ وہ خود کو سمجھاتی رہی کہ وہ اپنی حدود کو یاد کرتے ہوئے، ایسی چیزوں کو آزماتے ہوئے جنہیں وہ ایک دن انتہائی سکوت کے عالم میں بڑھاپے کی اکتاہٹ کے دوران ماضی کے ایام کی خواہش کرتے ہوئے یاد کرے گی۔ وہ اپنے لئے خطرات مول لے رہی تھی، چاہے یہ کتنا ہی مضحکہ خیز لگتا ہو۔

اسے یقین تھا کہ اس کی زندگی میں کوئی نہیں آئے گا اور کل یہ سب کچھ ایک دیوانے کے خواب جیسا لگے گا جسے وہ کبھی دوہرانے کی جرأت نہیں کرے گی کیونکہ اسے کچھ دیر پہلے اس بات کا احساس ہوا تھا کہ ایسا ایک ہی بار ہوتا ہے کہ کوئی آپ کو ایک رات کے ایک ہزار فرانک دے۔ شاید اس کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ وہ برازیل واپسی کا ہوائی ٹکٹ خریدے۔ اس نے وقت کو اور تیزی سے گزارنے کے لئے یہ اندازہ لگانا شروع کر دیا کہ دیگر لڑکیوں میں سے ہر ایک کتنے پیسے کمائے گی۔ اگر وہ ایک رات کے دوران تین مرتبہ باہر جائیں تو وہ ہر چار گھنٹے کے اتنے پیسے کمائیں گی کہ اگر ماریا دوکان پر جا کر کام کرے تو اسے اتنے پیسے کمانے میں دو مہینے لگ جائیں گے۔

کیا یہ رقم بہت زیادہ تھی؟ اس نے ایک رات میں ایک ہزار فرانک کمائے تھے لیکن شاید اسے پیش قدمی کرنے والوں کا مقدر ہی کہا جا سکتا تھا۔ ایک عام سی بیسوا بھی کسی بھی قیمت پر اس

سے زیادہ پیسے کما سکتی تھی جتنے کہ وہ اپنے گھر واپس جا کر فرانسیسی زبان پڑھا کر کمائے گی، اور ان سب کو یہاں صرف اتنا ہی کرنا تھا کہ وہ بار میں تھوڑا وقت گزاریں، رقص کریں اور اپنی ٹانگیں پھیلائیں، بس اتنا ہی حتیٰ کہ انہیں بولنے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔

اس نے سوچا کہ اس کا مقصد پیسہ کمانا تھا، لیکن کیا سارا سوال پیسوں کا تھا؟

یا پھر یہاں پر موجود لوگ مثال کے طور پر عورتیں اور گاہک کسی حد تک لطف اندوز بھی ہوتے تھے؟ کیا سکول میں اسے جو کچھ پڑھایا گیا تھا یہ دنیا اس سے بہت مختلف تھی؟ اگر آپ کونڈم استعمال کریں تو اس میں خطرے کی کوئی بات نہیں تھی۔ نہ ہی یہاں یہ خطرہ تھا کہ کوئی آپ کو پہچان لے گا۔ اسے ایک مرتبہ فرانسیسی کی کلاس میں بتایا گیا تھا کہ جنیوا بس وہی لوگ جاتے ہیں جنہیں بنک جانا پسند تھا۔ اگرچہ زیادہ تر برازیلی لوگ میامی یا پیرس جا کر شاپنگ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

ایک دن کے تین سو فرانک اور ہفتے میں پانچ دن۔ یہ قسمت کی بات ہے۔ جب یہ عورتیں ایک مہینے میں اتنے پیسے کما سکتی تھیں کہ وہ اپنے گھر واپس چلی جائیں اور اپنی ماں کے لئے ایک نیا گھر خرید سکیں تو پھر وہ اب بھی یہاں کام کیوں کر رہی تھیں؟ یا کیا وہ یہاں محض ایک مختصر مدت کے لئے کام کر رہی تھیں؟ یا...... ماریا اپنے ہی سوال سے خوفزدہ ہو گئی ___ کیا وہ اس سے لطف اندوز ہوتی تھیں؟

اس نے ایک مرتبہ پھر کسی معقول سی شراب کی خواہش کی ___ گزشتہ رات شیمپین سے کافی استفادہ ہوا تھا۔

"کیا تم ایک ڈرنک پسند کرو گی؟"

اس کے سامنے ایک تقریباً تیس سالہ شخص کھڑا تھا، اس نے کسی ائیر لائن کا یونیفارم پہن رکھا تھا۔

تمام چیزیں سلوموشن میں چلی گئیں اور ماریا کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اس کی روح اس کے جسم سے باہر نکل گئی تھی اور وہ باہر سے اپنا مشاہدہ کر رہی تھی۔ وہ شدید الجھن سے دوچار تھی مگر وہ اپنی شرمندگی پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا اور مسکرائی، یہ جانتے ہوئے کہ اس لمحے اس کی زندگی ہمیشہ کے لئے بدل چکی تھی۔

ایک فروٹ جوس کاک ٹیل،تھوڑی سی باتیں،تم یہاں کیا کر رہی ہو، یہاں کافی سردی ہے، نہیں ہے کیا؟ مجھے یہ موسیقی پسند ہے،اوہ، ویسے میں آبا(Abba) کو ترجیح دیتا ہوں۔ سوئس لوگ کافی سردمزاج ہیں، کیا تم برازیل سے ہو؟ مجھے اپنے ملک کے بارے میں بتاؤ۔ وہاں کارنیول بھی ہوتا ہے۔ تمہیں پتہ ہے کہ تم برازیلی خواتین بہت خوبصورت ہو۔

ماریا تھوڑا سا شرماتے ہوئے مسکراتی ہے اور اس کی تعریف کو قبول کرتی ہے۔ وہ ڈانس فلور پر واپس جاتی ہے لیکن اس دوران وہ میلان پر نظر رکھتی ہے جو کبھی کبھار اپنا سر کھجاتا ہے اور اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو ہلکی سی چپت لگاتا ہے۔ آدمی کے کولون کی خوشبو۔ وہ فوراً یہ محسوس کر لیتی ہے کہ اب اسے ہر طرح کی خوشبوؤں کا عادی ہونا پڑے گا۔ کم از کم یہ خوشبو تو ہے۔ وہ ایک دوسرے سے کافی قریب ہو کر رقص کرتے ہیں۔ ایک اور فروٹ جوس کاک ٹیل، وقت گزر رہا ہے، کیا میلان نے زیادہ سے زیادہ پینتالیس منٹ نہیں کہا تھا؟ وہ اپنی گھڑی کی طرف دیکھتی ہے، وہ اس سے پوچھتا ہے کہ کیا وہ کسی کا انتظار کر رہی ہے، وہ کہتی ہے کہ اس کی چند دوست ایک گھنٹے کے بعد وہاں پہنچنے والی ہیں، وہ اسے اپنے ساتھ ہوٹل چلنے کی دعوت دیتا ہے۔ ہوٹل کا کمرہ، تین سو پچاس فرانک اور مباشرت کے بعد نہانا (اس شخص نے تجسس کے ساتھ کہا کہ پہلے کبھی بھی کسی نے ایسا نہیں کہا تھا) یہ ماریا نہیں ہے۔ یہ کوئی اور شخص ہے جو اس کے جسم کے اندر ہے جو کچھ بھی محسوس نہیں کرتا اور جو میکانکی طور پر ایک رواج کے سارے افعال سرانجام دیتا ہے۔ وہ ایک اداکارہ ہے۔ میلان نے اسے ہر چیز کے بارے میں آگاہ کیا تھا حتیٰ کہ یہ بھی کہ گاہک کو گڈ بائے کیسے کہنا ہے۔ وہ اس کا شکریہ ادا کرتی ہے اور وہ بھی خود کو نیم خوابیدہ اور تھکا ہوا محسوس کرتا ہے۔

وہ کلب واپس نہیں جانا چاہتی، وہ اپنے گھر جانا چاہتی ہے، لیکن پچاس فرانک میلان کے حوالے کرنے کے لئے اسے بہر صورت واپس جانا ہے اور پھر وہاں ایک اور شخص موجود ہے، ایک اور کاک ٹیل، برازیل کے متعلق مزید سوالات، ایک ہوٹل، ایک مرتبہ پھر نہانا، (اس مرتبہ بغیر کوئی بات کہے) واپس بار میں، جہاں بار کا مالک اپنی کمیشن وصول کرتا ہے اور اسے بتاتا ہے کہ اب وہ جا سکتی ہے۔ آج رات وہاں زیادہ گاہک نہیں ہیں۔ وہ ٹیکسی نہیں لیتی، وہ ریوڈی برن میں پیدل ہی چلتی رہتی ہے، دیگر کلبوں کو دیکھتے ہوئے، دوکانوں کی کھڑکیوں کو دیکھتے ہوئے جو گھڑیوں سے

بکھری پڑی ہیں، کونے پہ موجود چرچ کو دیکھتے ہوئے (جو کہ ہمیشہ بند رہتا تھا) حسب معمول کوئی بھی اس کی طرف نہیں دیکھتا۔

وہ سردی میں پیدل چلتی رہتی ہے۔ وہ جما دینے والے درجہ حرارت سے آگاہ نہیں ہے، وہ روتی نہیں، وہ ان پیسوں کے متعلق نہیں سوچتی جو اس نے کمائے تھے، وہ ایک قسم کے سکتے کے عالم میں ہے، کچھ لوگ تنہا ہی زندگی کا سامنا کرنے کے لئے پیدا ہوئے تھے اور یہ نہ ہی اچھا ہے نہ ہی برا، یہ محض زندگی ہے۔ ماریا ان لوگوں میں سے ایک ہے۔

کچھ دیر پہلے جو ہوا تھا وہ اس کے بارے میں سوچنا شروع کرتی ہے۔ اس نے محض آج ہی کام کا آغاز کیا تھا اس کے باوجود وہ خود کو ابھی سے ایک پیشہ ور سمجھتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے اس نے مدتوں پہلے شروعات کی تھی، جیسے کہ وہ ساری زندگی یہ ہی کچھ کرتی رہی تھی۔ وہ فخر کے ایک عجیب احساس سے ہم کنار ہوتی ہے۔ وہ خوش ہے کہ وہ یہاں سے بھاگی نہیں تھی۔ اب اسے محض یہ فیصلہ کرنا ہے اس کام کو جاری رکھا جائے یا نہیں۔ اگر وہ اسے جاری رکھتی ہے تو وہ اس بات کو یقینی بنائے گی کہ وہی سب سے بہتر ہے، اتنی بہتر جتنی وہ پہلے کبھی نہیں تھی۔

لیکن زندگی جو کہ بہت تیز تھی، اسے سکھا رہی تھی کہ صرف طاقت ور ہی زندہ رہتے ہیں۔ طاقت ور بننے کے لئے اسے سب سے بہتر بننا پڑے گا، اس کا اور کوئی متبادل نہیں۔

ماریا کی ڈائری سے، ایک ہفتے کے بعد:

میں ایک ایسا جسم نہیں جس میں روح ہوتی ہے۔ میں ایک ایسی روح ہوں جس کا ایک نظر نہ آنے والا حصہ ہے جسے جسم کہا جاتا ہے۔ اس پورے ہفتے کے دوران میں توقعات کے برعکس، معمول سے زیادہ اس روح سے باخبر رہی۔ اس نے مجھ سے کچھ نہیں کہا تھا، مجھ پر تنقید نہیں کی تھی یا میرے لئے غمگین نہیں ہوئی تھی، یہ بس مجھے دیکھتی رہتی تھی۔

آج مجھے احساس ہوا کہ یہ سب کیوں ہو رہا تھا۔ بہت عرصہ پہلے میں محبت یا محبت نامی کسی شے کے بارے میں سوچتی تھی۔ یہ مجھے خود سے دور بھاگتی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ جیسے اب یہ میرے لئے اہم نہیں رہی تھی اور خوشگوار محسوس نہیں ہوتی تھی لیکن اب میں محبت کے بارے میں نہ سوچوں تو پھر میرا کوئی وجود باقی نہیں رہے گا۔

جب میں دوسری رات کو پا کبانہ واپس گئی تو میری پہلے سے کہیں زیادہ عزت افزائی ہوئی۔ بظاہر بہت سی لڑکیاں یہ سب ایک رات کے لئے کرتی ہیں لیکن وہ اسے جاری رکھنے کی متحمل نہیں ہوسکتیں۔ جولڑکی اسے جاری رکھتی ہے وہ ایک قسم کی ساتھی اور رفیق بن جاتی ہے کیونکہ وہ مشکلات اور اسباب یا اس طرز زندگی کا انتخاب کرنے پر کسی سبب کی عدم موجودگی کو سمجھ سکتی ہے۔

وہ سب کسی ایسے شخص کے خواب دیکھتی ہیں جو آئے گا اوران میں موجود حقیقی عورت کو دیکھے گا۔ ساتھی، محبت کرنے والی دوست۔ لیکن وہ سب ہرنئی ملاقات کے آغاز میں ہی یہ جانتی ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

# (12)



اگرچہ ماریا محبت کو انتہائی اہم تصور کرتی تھی تاہم وہ اس نصیحت کو نہیں بھولی تھی جو اسے پہلی رات کی گئی تھی اور وہ محبت کو اپنی ڈائری کے صفحات تک محدود رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتی تھی۔ اس کے علاوہ وہ سب سے بہتر بنے، کم سے کم مدت میں بہت سارا پیسہ کمانے، بہت کم سوچنے اور جو کچھ وہ کر رہی تھی اس کا ایک مناسب جواز تلاش کرنے کی حد سے زیادہ کوشش کرتی تھی۔

یہ مشکل ترین مرحلہ تھا۔ اصل وجہ کیا تھی؟ وہ یہ اس لئے کر رہی تھی کہ اسے اس کی ضرورت تھی۔ لیکن یہ سچ نہیں تھا۔ ہر کوئی پیسہ کمانا چاہتا ہے لیکن کوئی بھی معاشرے سے الگ تھلگ رہنے کا انتخاب نہیں کرتا۔ وہ یہ اس لئے کر رہی تھی کیونکہ وہ ایک نئی چیز کو آزمانا چاہتی تھی۔ نہیں، یہ قطعی طور پر سچ نہیں تھا، دنیا نئے تجربات سے بھری پڑی تھی جیسے برف پر سکی انگ کرنا یا جھیل جنیوا میں کشتی رانی کرنا۔ لیکن اسے کبھی بھی ان چیزوں میں دلچسپی نہیں تھی۔ وہ یہ اس لئے کر رہی تھی کیونکہ اس کے پاس کھونے کے لئے کچھ نہیں تھا، کیونکہ اس کی زندگی روزمرہ کی دائمی مایوسیوں میں سے ایک تھی۔

ان میں سے کوئی بھی جواب درست نہیں تھا، پس اس کے متعلق سب کچھ بھول جانا اور اس کے اپنائے ہوئے راستے میں جو کچھ بھی تھا اس سے نبرد آزما ہونا ہی سب سے بہتر تھا۔ اس میں اور ان دیگر بیسواؤں میں بہت سی چیزیں مشترک تھیں جنہیں وہ اپنی زندگی میں جانتی تھی۔ ان کا سب سے بڑا خواب شادی کرنا اور بے خطر زندگی بسر کرنا تھا، اور جو ایسا قطعی نہیں سوچتی تھیں وہ یا تو شادی شدہ تھیں یا ان کو حال ہی میں طلاق ہو چکی تھی (اس کی کم از کم ایک تہائی ہم پیشہ ساتھی شادی شدہ تھیں)

اسی وجہ سے اور خود کو سمجھنے کے لئے اس نے ___ جس حد تک ممکن ہو سکتا تھا موقع شناسی

سے کام لیتے ہوئے ـــــ یہ سمجھنے کی کوشش کی کہ اس کی ہم پیشہ ساتھیوں نے اس پیشے کا انتخاب کیوں کیا تھا۔

ماریا کو کوئی نئی بات سننے کو نہ ملی، لیکن اس نے ان کے جوابات کی ایک فہرست بنائی۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں اپنے شوہروں کی مدد کرنا پڑتی تھی (کیا وہ حسد نہیں کرتے تھے؟ اگر کسی رات ان کے شوہروں کا کوئی دوست کلب میں آ جائے تو پھر کیا ہو گا؟ لیکن ماریا میں یہ سوالات پوچھنے کی ہمت نہیں تھی) اور یہ کہ وہ اپنی ماں کے لئے ایک نیا گھر خریدنا چاہتی تھیں (اس کا اپنا عذر جو کہ بظاہر نہایت مناسب تھا اور سب سے عام بھی) اتنا پیسہ کمانا چاہتی تھیں کہ وہ اپنے گھر واپس جانے کے لئے کرائے کے پیسے جمع کر سکیں (کولمبیائی، تھائی، برازیلی اور پیرو کے لوگ، بھی یہ جواز پیش کرتے تھے، اگرچہ وہ کئی دفعہ اس سے کئی گنا زیادہ پیسہ کما چکے ہوتے تھے لیکن فوراً ہی اسے خرچ کر دیتے تھے اور اپنے خوابوں کو حقیقت میں بدلنے سے ڈرتے تھے) وہ یہاں تفریح کرنا چاہتی تھیں (یہ جواب کلب کے ماحول سے مطابقت نہیں رکھتا تھا، اصل معاملہ اس کے برعکس تھا) وہ کوئی اور کام تلاش نہیں کر سکی تھیں (یہ مناسب جواز نہیں تھا، سوئٹزرلینڈ میں کلینرز، ڈرائیوروں اور باورچیوں کی ملازمتوں کی بھرمار تھی)۔

ان میں سے کسی کے پاس کوئی معقول جواز نہیں تھا، لہٰذا اس نے اپنی مخصوص کائنات کے بارے میں وضاحت پیش کرنے کی کوشش ترک کر دی۔

اس نے دیکھا کہ کلب کا مالک میلان بالکل صحیح کہتا تھا۔ اسے دوبارہ کسی نے بھی اس کے ساتھ چار گھنٹے گزارنے کے استحقاق کے عوض ایک ہزار فرانک نہیں دیئے تھے۔ دوسری طرف، جب بھی اس نے کسی سے تین سو پچاس فرانک مانگے تو کسی نے بھی اس کا شکوہ نہیں کیا تھا، جیسے کہ وہ پہلے سے ہی جانتے تھے یا وہ محض اس کی تذلیل کرنے کے لئے پوچھتے تھے یا وہ کسی ناخوشگوار غیر متوقع واقعے سے احتراز کرنا چاہتے تھے۔

ان میں سے ایک لڑکی نے کہا:

''عصمت فروشی دیگر کاروباروں جیسی نہیں ہے۔ نو آموز زیادہ پیسے کماتے ہیں جبکہ انتہائی تجربہ کار بہت کم۔ ہمیشہ یہی ظاہر کرو کہ آپ نو آموز ہیں۔''

ماریا ابھی تک نہیں جانتی تھی کہ یہ ''خاص گاہک'' کون تھے۔ ان کا ذکر محض پہلی رات کیا گیا

تھا اور پھر کسی نے بھی ان کے بارے میں گفتگو نہیں کی تھی۔ اس نے رفتہ رفتہ اس دھندے کے اہم ترین داؤ پیچ سے آگاہی حاصل کر لی تھی۔ جیسے کہ کبھی بھی کسی سے ذاتی سوالات نہ پوچھنا، حد سے زیادہ مسکرانا، جس حد تک ممکن ہو سکے کم گفتگو کرنا، کلب کے باہر کسی سے بھی ملاقات کا اہتمام نہ کرنا وغیرہ۔ اگرچہ سب سے اہم مشورہ نایا نامی ایک فلپائنی لڑکی نے دیا:

''جب آپ کا گاہک آئے تو آپ کو بہر صورت کراہنا چاہئے کہ جیسے آپ بھی جنسی لذت حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ اس سے گاہک کی وفاداری یقینی ہو جاتی ہے۔''

''لیکن کیوں؟ وہ محض اپنی تسکین کا معاوضہ ادا کرتے ہیں۔''

''نہیں، یہ ہی تو تم سب کی غلط فہمی ہے۔ جنسی عضو کی ایستادگی سے کسی مرد کی مردانگی ثابت نہیں ہوتی۔ اس کی مردانگی تبھی ثابت ہوتی ہے جب وہ عورت کو بھی لذت مہیا کر سکے۔ وہ یہ سوچے گا کہ وہ اس بلاک کا بہترین عاشق ہے۔''

# ساچشت لبزانکی دیوان
# (13)

اوراس طرح چھ ماہ گزر گئے۔ ماریا کوکئی اہم باتوں کا پتہ چلا، مثال کے طور پر یہ کہ کوپاکبانہ کا کام کیسے چلتا تھا۔ چونکہ یہ ریوڈی برن کے مہنگے ترین مقامات میں سے ایک تھا اس لئے اس کے گاہک عام طور پراعلیٰ عہدوں پر مامور کاروباری افراد تھے جنہیں دیر سے گھر لوٹنے کی اجازت تھی کیونکہ وہ یہ ظاہر کرتے تھے کہ وہ اپنے گاہکوں کے ساتھ شام کے کھانے کے لئے باہر گئے تھے۔ لیکن یہ "شام کے کھانے" رات کے گیارہ بجے سے زیادہ دیر تک جاری نہیں رہ سکتے تھے۔ یہاں پر کام کرنے والی زیادہ تر بیسواؤں کی عمریں اٹھارہ سے بائیس سال کے درمیان تھیں اور وہ یہاں اوسطاً دو سال تک کام کرتی تھیں اس کے بعد ان کا تبادلہ نئی بھرتی ہونے والی خواتین سے کر دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد وہ نیون (Neon) چلی جاتیں، پھر وہاں سے زینیم (Xenium) اور جیسے جیسے ان عورتوں کی عمر بڑھتی جاتی ان کے دام بھی کم ہو جاتے اور ان کے کام کے اوقات کار بھی بتدریج کم ہو جاتے۔ تقریباً وہ تمام عورتیں آخر میں ٹراپیکل ایکسٹیسی (Tropical Extasy) چلی جاتیں جہاں تیس سال سے زائد عمر کی عورتوں کو بھی بھرتی کر لیا جاتا تھا، لیکن جب وہ وہاں کام کرنا شروع کرتیں تو وہ محض اتنے پیسے کما پاتیں جس سے وہ اپنے دوپہر کے کھانے کے اخراجات اور دن میں ایک یا دو مرتبہ کسی طالب علم کے ساتھ باہر جانے کی کمیشن کی ادائیگی کر سکیں (ایک گاہک کا معاوضہ عام طور پر محض اتنا ہوتا تھا کہ اس سے سستی وائن کی ایک بوتل ہی خریدی جا سکتی تھی)

اس نے متعدد مردوں کے ساتھ ہم بستری کی۔ اسے اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ ان کی عمر کیا تھی یا انہوں نے کس قسم کا لباس پہنا ہوا تھا، لیکن اس کے ہاں یا ناں کہنے کا دارومدار اس پر ہوتا تھا کہ ان سے کس قسم کی مہک آتی تھی۔ اسے سگریٹوں پر کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن وہ سستے آفٹر شیو اور ان لوگوں سے نفرت کرتی تھی جو نہاتے نہیں تھے یا جن کے کپڑوں سے

بدبودار شراب کی مہک آتی تھی۔ ''کوپاکبانہ'' ایک خاموش جگہ تھی۔ اگر آپ کے پاس رہائشی اجازت نامہ اور کام کا اجازت نامہ ہو، آپ کی تمام دستاویزات قانون کے مطابق ہوں اور آپ نے سوشل سکیورٹی کی ادائیگی کی ہو تو ممکنہ طور پر سوئٹزرلینڈ بیسواؤں کے لئے دنیا کی بہترین جگہ تھی۔ میلان ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ وہ نہیں چاہتا کہ اس کے بچے اس کا نام کسی چھوٹے اخبار میں دیکھیں اور اسی وجہ سے وہ اپنی ''ملازماؤں'' پر نظر رکھنے کے معاملے میں کسی پولیس والے جیسی سختی کا مظاہرہ کرتا تھا۔

ایک دفعہ جب آپ پہلی اور دوسری رات کی رکاوٹوں کو عبور کرلیں تو یہ پیشہ بھی دیگر پیشوں جیسا تھا، جہاں آپ سخت محنت کرتے ہیں، مسابقت کے لئے لڑتے ہیں، معیار برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، ضروری وقت صرف کرتے ہیں، کام کے بوجھ کے بارے میں شکایت کرتے ہیں اور اتوار کو آرام کرتے ہیں۔ زیادہ تر بیسوائیں کسی حد تک مذہب پر یقین رکھتی تھیں اور اپنے متعلقہ گرجا گھروں اور اجتماعات میں حاضری دیتی تھیں، عبادت کرتی تھیں اور اپنے خدا سے ملاقات کرتی تھیں۔

اسے حیرت انگیز طور پر یہ معلوم ہوا کہ ہر پانچ میں سے ایک گاہک اس کے ساتھ ہم بستری کرنے کی بجائے محض اس سے باتیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ بار کے بل اور ہوٹل کے کمرے کے کرائے کی ادائیگی کرتے اور جب وہ وقت آتا کہ دونوں اپنے کپڑے اتاریں تو وہ شخص کہتا، نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ وہ سب اپنے کام کے بوجھ، اپنی بے وفا بیویوں کے متعلق گفتگو کرنا چاہتے تھے اور یہ کہ وہ خود کو کس قدر تنہا محسوس کرتے تھے اور ان کے ساتھ باتیں کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ (ان سب باتوں سے وہ بخوبی واقف تھی)

شروع میں ماریا کو یہ باتیں بہت عجیب لگیں۔ پھر ایک رات وہ ایک گھمنڈی فرانسیسی کے ساتھ ہوٹل گئی جو کہ اعلیٰ ملازمتوں کا بھرتی کار تھا۔ (اس نے ماریا کو یہ سب کچھ اس انداز سے بتایا کہ جیسے وہ دنیا کی انتہائی مسحور کن چیزوں کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے) اور اس نے ماریا سے یہ کہا:

''کیا تم جانتی ہو کہ اس دنیا میں تنہا ترین شخص کون ہے؟''

ایک ایسا منتظم اعلیٰ جس کا کیریئر کامیابیوں سے بھرا پڑا ہے، جس پر اس کے ماتحت لوگ اور

افسرانِ بالا اعتماد کرتے ہیں، جس کے بیوی بچے بھی ہیں جن کے ساتھ وہ چھٹی منانے جاتا ہے اور ہوم ورک کرنے میں اپنے بچوں کی مدد کرتا ہے، لیکن پھر مجھ جیسا ایک شخص اس سے رابطہ کرتا ہے اور اس سے یہ سوال پوچھتا ہے:

''تمہارا اپنی نوکری تبدیل کرنے اور دوگنا پیسے کمانے کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

وہ منتظم اعلیٰ جس کے پاس خوشی محسوس کرنے اور اس بات کا معقول جواز ہے کہ وہ ہر ایک کو مطلوب ہو، اُس وقت اس کائنات کا سب سے بدنصیب شخص بن جاتا ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ اس کے ساتھ باتیں کرنے والا کوئی نہیں۔ اسے لالچ دیا گیا ہے کہ وہ میری پیش کش قبول کرے۔ وہ اس کے بارے میں اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو نہیں بتا سکتا کیونکہ وہ اسے روکنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ وہ اپنی بیوی سے اس کے متعلق بات نہیں کر سکتا جو کامیابی کی منازل طے کرنے میں اس کے شانہ بشانہ رہی تھی اور وہ تحفظ کے بارے میں تو بہت کچھ جانتی ہے مگر وہ خطرات مول لینے کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ وہ اس کے بارے میں کسی سے بھی بات نہیں کر سکتا اور یہاں وہ اپنی زندگی کے سب سے بڑے فیصلے کے روبرو کھڑا ہے۔ کیا تم تصور کر سکتی ہو کہ وہ شخص کیا محسوس کرتا ہے؟

نہیں، یہ آدمی دنیا کا تنہا ترین شخص نہیں تھا۔ ماریا دنیا کے تنہا ترین شخص کو جانتی تھی، جو کہ وہ خود تھی۔ اس کے باوجود اس نے اپنے گاہک کی بات سے اتفاق کیا، اس امید میں کہ وہ اسے بھاری معاوضہ دے گا جو کہ اس نے دیا بھی۔ لیکن اس کے الفاظ نے ماریا کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ اسے اپنے گاہکوں کو دباؤ سے نکالنے کے لئے، جس سے وہ دوچار تھے، کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کرنا چاہئے۔ اس سے اس کے کام کے معیار میں بہتری آئے گی اور اضافی پیسے کمانے کے امکان میں اضافہ ہوگا۔

جب اسے احساس ہوا کہ روح میں سے تناؤ کو زائل کرنا اتنا ہی سودمند ثابت ہو سکتا تھا جتنا کہ جسم میں سے تناؤ کو زائل کرنا، تو اس نے پھر سے لائبریری جانا شروع کر دیا۔ اس نے ازدواجی مسائل، نفسیات اور سیاسیات سے متعلقہ کتابوں کے بارے میں استفسار کرنا شروع کر دیا، اور لائبریری کی منتظم یہ دیکھ کر خوش ہوئی کہ ایک نوجوان عورت جسے وہ انتہائی بے وقوف سمجھتی تھی، نے سیکس (Sex) کے بارے میں سوچنا بند کر دیا تھا اور اب وہ قدرے اہم معاملات پر توجہ دے رہی تھی۔

ماریا باقاعدگی سے اخبارات کا مطالعہ کرنے لگی، بالخصوص جب بھی ممکن ہوتا وہ مالیات سے متعلقہ صفحات کا مطالعہ کرتی کیونکہ اس کے بہت سے گاہک کاروباری افراد تھے۔ وہ ذاتی مسائل کے حل میں مددفراہم کرنے والی کتابیں تلاش کرتی کیونکہ اس کے سبھی گاہک ایک قسم کی جذباتی بے چینی میں مبتلا تھے۔ ماریا ایک قابل احترام بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ایک انوکھی قسم کی بیسوا تھی اور اس نے چھ ماہ کے بعد وفادار اور خاص لوگوں کو اپنا گاہک بنا لیا تھا جس کے باعث اس کے ساتھ کام کرنے والی لڑکیوں کے دلوں میں ماریا کے لئے حسد اور عداوت کے جذبات پیدا ہو گئے تھے لیکن عین اسی وقت وہ اسے خراج تحسین بھی پیش کرتی تھیں۔

جہاں تک سیکس (Sex) کا تعلق تھا تو اس کی وجہ سے ماریا کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ اسے محض اپنی ٹانگوں کو کھولنا پڑتا تھا، انہیں کونڈم کے استعمال کا کہنا پڑتا تھا، تھوڑی آہ وزاری کرنی پڑتی تھی، اس امید میں کہ اسے تھوڑے اور پیسے مل جائیں گے (اس فلپائنی خاتون نایا کی مہربانی جس سے اس نے سیکھا تھا کہ آہ وزاری کرنے پر اسے پچاس فرانک اور مل سکتے تھے) بعد میں نہانا پڑتا تھا، اس امید میں کہ پانی اس کی روح کو پاک صاف کر دے گا۔ اس میں کوئی غیر معمولی بات نہیں اور بوسہ لئے بغیر۔ ایک بیسوا کے لئے بوسہ انتہائی مقدس تھا۔ نایا نے اسے سمجھایا تھا کہ وہ اپنے بوسے اپنی زندگی کے ہمسفر کے لئے بچا کر رکھے۔ سلیپنگ بیوٹی (Sleeping Beauty) نامی کہانی کی طرح۔ ایک ایسا بوسہ جو اسے ابدی نیند سے جگائے گا اور اسے واپس جادوئی دنیا میں لے جائے گا۔ اس فرضی داستان میں بھی سوئٹزرلینڈ چاکلیٹوں اور گھڑیوں کا دیس تھا۔

اور انتہائے لذت بالکل نہیں، نہ ہی کوئی لذت نہ جوش۔ ماریا نے سب سے بہتر بننے کے لئے چند عریاں فلمیں دیکھی تھیں۔ اسے یہ امید تھی کہ اسے اپنے کام کے حوالے سے کچھ گر سیکھنے کو ملیں گے۔ وہ ان فلموں میں بہت سی دلچسپ چیزیں دیکھ چکی تھی مگر اس نے انہیں اپنے گاہکوں پر نہ آزمانے کو ترجیح دی کیونکہ ان میں کافی وقت ضائع ہوتا تھا اور میلان سب سے زیادہ خوش اس وقت ہوتا تھا جب کلب کی عورتیں ایک رات میں تین مردوں کے ساتھ ہم بستری کرتی تھیں۔

چھ ماہ کے بعد ماریا کے بنک اکاؤنٹ میں ساٹھ ہزار فرانک تھے۔ وہ اچھے ریستورانوں میں کھانا کھاتی تھی، اس نے حال ہی میں ایک ٹی وی خریدا تھا (مگر اس نے کبھی بھی ٹی وی نہیں دیکھا تھا، لیکن یہ اسے وہاں پڑا ہوا اچھا لگتا تھا) اور اب وہ کسی بہتر اپارٹمنٹ میں منتقل ہونے کے بارے

میں سنجیدگی سے سوچ رہی تھی۔ اگرچہ اب وہ آسانی سے کتابیں خریدنے کی استطاعت رکھتی تھی تاہم وہ لائبریری جاتی رہی جو کہ اس کے لئے حقیقی دنیا تک پہنچنے کا ایک ذریعہ تھی اور وہ ایک ٹھوس اور پائیدار دنیا تھی۔ اسے لائبریری کی منتظم، جو کہ خوش تھی کیونکہ اس کے خیال میں ماریا کو ایک بوائے فرینڈ اور نوکری مل گئی تھی، اگرچہ اس نے کبھی پوچھا نہیں تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ سوئس لوگ قدرتی طور پر انتہائی شرمیلے اور موقع شناس تھے (یہ بات مکمل طور پر مبالغہ آرائی پر مبنی تھی کیونکہ کوپاکبانہ میں اور بستر میں وہ اتنے ہی بے باک اور پُرمسرت تھے جتنا کہ دیگر قومیتوں کے لوگ۔)

ماریا کی ڈائری سے، ایک گرم اتوار کی شام:

تمام مرد چاہے وہ دراز قد ہوں یا چھوٹے قد کے، خود پسند ہوں یا سادہ مزاج، دوست پرور ہوں یا سرد مزاج، ان سب میں ایک خصوصیت مشترک ہے کہ وہ جب بھی کلب میں آتے ہیں تو وہ خوفزدہ ہوتے ہیں۔ ان میں سے نسبتاً تجربہ کار مرد اونچی آواز میں بات کرتے ہوئے اپنا خوف چھپاتے ہیں جبکہ منکسر مزاج والے مرد اپنے احساسات کو چھپا نہیں پاتے اور شراب پینا شروع کر دیتے ہیں، اس امید میں کہ شاید اس طرح وہ اپنے خوف سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ چند مخصوص مردوں کے سوا ___ وہ خاص گاہک جن کے ساتھ میلان نے ابھی تک میرا تعارف نہیں کرایا تھا ___ وہ بھی خوفزدہ تھے۔

انہیں کس چیز کا خوف تھا؟ پریشان تو مجھے ہونا چاہئے۔ کلب کو چھوڑ کر کسی انجان ہوٹل میں تو میں جاتی ہوں اور میرے پاس دوسروں سے زیادہ جسمانی طاقت یا زیادہ بہتر ہتھیار نہیں ہیں۔ مرد بہت عجیب ہوتے ہیں، اور اس سے میری مراد محض وہ مرد نہیں جو کوپاکبانہ آتے ہیں، بلکہ وہ تمام مرد ہیں جن سے میں آج تک مل چکی ہوں۔ وہ آپ کو مار سکتے ہیں، آپ پر چلا سکتے ہیں، ڈرا دھمکا سکتے ہیں، پھر بھی وہ خواتین کی موت سے ڈرتے ہیں۔ ماسوائے اس عورت کے جس سے وہ شادی کرتے ہیں، ان کی زندگی میں کوئی نہ کوئی ایسی عورت ہوتی ہے جو انہیں اپنی اطاعت کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ چاہے یہ ان کی اپنی ماں کی کیوں نہ ہو۔

# (14)

# ساچنشت لبزانکی دیوان

جنیوا پہنچنے کے بعد جن مردوں سے اس کی ملاقات ہوئی تھی وہ ہر وقت پُراعتماد نظر آنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے جیسے کہ انہیں کائنات اور اپنی زندگیوں پر مکمل اختیار تھا۔ اگرچہ ماریا ان کی آنکھوں میں یہ دیکھ سکتی تھی کہ وہ اپنی بیوی سے خوفزدہ تھے اور انہیں یہ ڈر بھی تھا کہ وہ اپنی جنسی خواہش کو بیدار کرنے میں ناکام ہو جائیں گے، اور یہ کہ شاید وہ اس عام سی بیسوا پر بھی اپنی مردانگی ثابت نہیں کر سکیں گے جس کو وہ اس کی خدمات کا معاوضہ ادا کر رہے تھے۔ اگر وہ کسی دوکان پر جاتے اور وہاں سے ایسے جوتے خرید لیتے جو انہیں پسند نہیں تھے تو وہ رسید لے کر فوراً اس دوکان پر واپس جاتے اور رقم واپس کرنے کا مطالبہ کرتے۔ اور اس کے باوجود اگر وہ کسی عورت کی صحبت کا معاوضہ ادا کرتے اور اگر وہ اپنی جنسی خواہش کو بیدار کرنے میں ناکام رہتے تو وہ دوبارہ کبھی اس کلب میں واپس جاتے ہوئے شرم محسوس کریں گے کیونکہ وہ یہ سمجھیں گے وہاں پر موجود دیگر عورتوں کو اس بات کا پتہ چل جائے گا۔

"شرمسار تو مجھے ہونا چاہیے کہ میں ان کی جنسی خواہش کو بیدار کرنے میں ناکام رہی تھی، لیکن نہیں، وہ ہمیشہ خود کو ہی موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔"

ایسی شرمندگیوں سے بچنے کے لئے ماریا [illegible] مردوں کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتی تھی۔ اگر ان میں سے کوئی شرابی یا معمول سے زیادہ کمزور دکھائی دیتا تو وہ مکمل سیکس سے احتراز کرتی اور اس کی بجائے وہ بوس و کنار اور مشت زنی پر زیادہ توجہ دیتی جسے وہ بہت پسند کرتے، اگرچہ یہ تھوڑا مضحکہ خیز لگتا ہے کیونکہ یہ کام وہ خود ہی بڑے احسن طریقے سے انجام دے سکتے تھے۔

اسے اس بات کو یقینی بنانا تھا کہ وہ ندامت محسوس نہ کریں۔ یہ مرد کافی بااختیار تھے اور اپنے

کام میں بہت قدر و منزلت رکھتے تھے، اور انہیں اپنے ملازموں، گاہکوں، سپلائرز، بدگمانیوں، بھید، دھوکہ دہی، ریاکاری، خوف اور ظلم و زیادتی سے نبرد آزما ہونا پڑتا تھا اور شام کو وہ نائٹ کلب جاتے تھے اور ایک رات کے لئے ان سب چیزوں سے جان چھڑانے کے لئے تین سو پچاس فرانک کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

ایک رات کے لئے؟ جانے دو ماریا، تم مبالغہ آرائی سے کام لے رہی ہو۔ درحقیقت یہ محض پینتالیس منٹ کی بات ہے اور اگر تم کپڑے اتارنے کے لئے وقت دو، پیار محبت کے بناوٹی اشارے کرو، تھوڑے گھسے پٹے جملے استعمال کرو اور دوبارہ سے کپڑے پہن لو تو مباشرت کے دوران صَرف ہونے والا وقت گیارہ منٹ سے زیادہ نہیں ہوگا۔

گیارہ منٹ۔ ساری کائنات اس چیز کے اردگرد گھوم رہی تھی جس کے لئے محض گیارہ منٹ درکار تھے۔

اور چوبیس گھنٹوں میں سے محض ان گیارہ منٹ کی وجہ سے وہ شادی کرتے تھے (وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ سب اپنی بیویوں کے ساتھ روزانہ ہم بستری کرتے تھے، جو کہ بظاہر مضحکہ خیز اور صریحاً جھوٹ ہے)، اپنے خاندان کی کفالت کرتے تھے، چیخ و پکار کرتے بچوں کو صبر کے ساتھ برداشت کرتے تھے، دیر سے گھر لوٹنے کا جواز پیش کرنے کے لئے مضحکہ خیز بہانے سوچتے تھے، اور اگر سینکڑوں نہیں تو کم از کم ایسی درجنوں خواتین کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے تھے جن کے ساتھ وہ جھیل جنیوا کے کنارے چہل قدمی کے لئے جانا پسند کریں گے، اپنے لئے مہنگے کپڑے خریدتے تھے اور اپنی بیویوں کے لئے اس بھی زیادہ مہنگے کپڑے خریدتے تھے، [illegible] کو پیسے دیتے تھے کہ وہ انہیں وہ سب کچھ مہیا کریں جو ان کے پاس نہیں تھا، لہٰذا اس طرح وہ کاسمیٹک، اشیائے خورد و نوش، [illegible] کی صنعت کو قائم رکھتے تھے، اور جب وہ [illegible] سے ملتے تھے تو مقبول عام روایت کے برعکس، وہ کبھی بھی خواتین سے متعلق گفتگو نہیں کرتے تھے۔ وہ ملازمتوں، پیسوں اور کھیلوں کے بارے میں گفتگو کرتے تھے۔

اس معاشرے کو ایک نہایت گمبھیر مسئلہ درپیش تھا، اور یہ مسئلہ ایمیزون (Amazon) کے گھنے جنگلات یا اوزون (Ozone) کی تہہ کی تباہی، پانڈا کی موت، سگریٹ، کینسر کا سبب بننے والی اشیائے خورد و نوش یا جیلوں کی حالت نہیں تھا، جیسا کہ اخبارات میں بتایا جاتا تھا۔

یہ بلاشبہ وہ چیز تھی جس کے ساتھ ماریا کام کر رہی تھی: سیکس ۔

لیکن ماریا یہاں انسانیت کو بچانے نہیں بلکہ اپنا بنک بیلنس بڑھانے کے لئے آئی تھی اور اسے تنہائی کے مزید چھ ماہ اور اس چیز کے لئے چھ ماہ تک اپنا وجود قائم رکھنا تھا جس کا اس نے انتخاب کیا تھا۔ ہر ماہ باقاعدگی سے اپنی ماں (جس کے جسم میں یہ جان کر سنسنی کی لہر دوڑ گئی کہ شروع میں اسے پیسے نہ ملنے کا سبب سوئس ڈاک خانہ تھا جو کہ برازیل کے ڈاک کے نظام سے کم مئوثر تھا) کو ہر ماہ ایک مخصوص رقم بھیجتی تھی، اور وہ تمام چیزیں خریدتی تھیں جن کے وہ خواب دیکھتی تھی اور وہ اسے کبھی نہیں ملی تھیں۔ وہ ایک بہتر اپارٹمنٹ میں منتقل ہو گئی جہاں آتش دان بھی موجود تھا (اگرچہ گرمیوں کا موسم شروع ہو چکا تھا) اور اپنی کھڑکی میں سے وہ ایک چرچ، ایک جاپانی ریستوران، ایک سپر مارکیٹ اور ایک نہایت ہی عمدہ قہوہ خانے کا نظارہ کر سکتی تھی جہاں وہ اکثر جاتی تھی اور اخبار پڑھتی تھی۔ درحقیقت اصل سوال اپنے پرانے معمولات کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے کا تھا جیسا کہ اس نے اپنے آپ سے وعدہ کیا تھا۔ مثال کے طور پر، کوپا کبانہ جانا، ایک ڈرنک پینا اور رقص کرنا، تمہارا ''برازیل کے بارے میں کیا خیال ہے'' جیسے سوالات، اور پھر اس کے ساتھ ہوٹل جانا، پیشگی معاوضہ وصول کرنا، تھوڑی بات چیت کرنا اور یہ جاننا کہ جسم کے کن حصوں کو چھونا ہے (روح اور جسم دونوں کے، لیکن زیادہ تر روح کے) ذاتی مسائل کے حوالے سے مشورے دینا، آدھے گھنٹے کے لئے اس کی دوست بن جانا، جس میں سے گیارہ منٹ اپنی ٹانگیں کھولنے، ٹانگیں بند کرنے اور لذت سے کراہنے کا بہانہ کرنے میں صرف ہو جائیں گے۔ تمہارا بہت بہت شکریہ، اگلے ہفتے پھر ملیں گے، تم بڑے جواں مرد ہو، تمہیں پتہ ہے؟ اگلی ملاقات پر کیا صورت حال ہو گی، اوہ، یہ تمہاری کریم الفسی ہے، لیکن اس کی کوئی ضرورت نہیں، تمہارے ساتھ بہت خوشگوار وقت گزرا۔

اور سب سے بڑھ کر کبھی بھی، کسی کی محبت میں مبتلا نہ ہونا۔ یہ اس نصیحت کا سب سے اہم اور ذی شعور پہلو تھا جو برازیلی خاتون نے اسے کی تھی، جس کے بعد وہ کہیں غائب ہو گئی تھی، شاید اس لئے کہ وہ خود کسی کی محبت میں مبتلا ہو گئی تھی۔ اس لئے کہ اگرچہ یہ بات ناقابل یقین معلوم ہوتی ہے تاہم وہاں پر کام کرنے کے دو ماہ بعد ماریا کو شادی کے پیغامات ملنا شروع ہو گئے تھے، جن میں سے کم از کم تین لوگ سنجیدہ تھے: مثال کے طور پر اکاؤنٹس کمپنی کا ڈائریکٹر، ایک پائلٹ جس کے

ساتھ وہ پہلی رات باہر گئی تھی، اور ایک دوکان کا مالک جسے چاقو سازی میں مہارت حاصل تھی۔ ان سب نے ماریا کو اُس زندگی سے دور لے جانے اور ایک عمدہ گھر، فرنیچر اور شاید بچے اور پوتے/نواسے دینے کا وعدہ کیا تھا۔

اور یہ سب محض گیارہ منٹ کی وجہ سے؟ یہ ممکن نہیں تھا۔ کوپا کبانہ میں ہونے والے تجربات کے بعد وہ یہ جان چکی تھی کہ وہ واحد شخص نہیں تھی جو خود کو تنہا محسوس کرتی تھی۔ انسان ایک ہفتے تک پانی کے بغیر، دو ہفتوں تک خوراک کے بغیر رہ سکتے ہیں اور خانہ بدوشی کی زندگی بسر کر سکتے ہیں مگر وہ تنہا نہیں رہ سکتے۔ یہ تمام اذیتوں سے بدتر ہے، تمام مصیبتوں سے بدتر ہے۔ ماریا کی طرح یہ مرد اور بہت سے ایسے مرد جو اس کی رفاقت کے خواہش مند تھے، وہ سب اس تباہ کن احساس کے باعث روحانی تکلیف میں مبتلا تھے، یہ احساس کہ اس پوری کائنات میں کسی کو بھی ان کی پرواہ نہیں تھی۔

محبت کے چنگل میں پھنسنے سے بچنے کے لئے ماریا نے اپنی توجہ ڈائری پر مرکوز رکھی۔ وہ کوپا کبانہ میں محض اپنے جسم اور دماغ جو کہ روز بروز بہت تیز اور باشعور ہوتا جا رہا تھا، کے ساتھ داخل ہوتی تھی۔ اس نے خود کو قائل کرنا سیکھ لیا تھا کہ وہ ایک خاص مقصد کے لئے جنیوا آئی تھی لیکن ہوا یہ کہ وہ ریو ڈی برن پہنچ گئی، اور جب بھی وہ لائبریری سے کوئی کتاب اُدھار لیتی تھی تو اس کے اس نقطہ نظر کی توثیق ہو جاتی تھی کہ کسی نے بھی دن کے ان گیارہ منٹ کے بارے میں صحیح طور پر نہیں لکھا تھا۔ شاید یہ ہی اس کی تقدیر تھی، اگرچہ اس لمحے اسے ایک کتاب لکھنا، اپنی داستان اور اپنی مہم جوئی کو بیان کرنا مشکل معلوم ہوتا تھا۔

یہ ہی اس کی مہم جوئی تھی۔ اگرچہ یہ ایک ممنوعہ لفظ تھا جس کے بارے میں بات کرنے کی کسی میں بھی جرأت نہیں تھی، اور زیادہ تر لوگ اسے اپنے ٹیلی وژن اور فلموں میں دیکھنے کو ترجیح دیتے تھے جو کہ ٹی وی پر دن رات دکھائی جاتی تھیں اور اسے اسی کی تلاش تھی۔ یہ لفظ صحراؤں، نامعلوم مقامات کی طرف سفر، دریا کے وسط میں کشتی پر سوار لوگوں کے ساتھ لاحاصل گفتگو، جہاز کے سفر، سینما سٹوڈیوز، ہندوستانی قبائل، گلیشیروں اور افریقہ کے بارے میں گفتگو کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

وہ ایک کتاب لکھنے کے تصور کو پسند کرتی تھی اور حتیٰ کہ اس نے اس کا عنوان بھی سوچ لیا تھا:

''گیارہ منٹ'' اس نے اپنے گاہکوں کو تین درجات میں رکھنا شروع کر دیا تھا۔ جیسے کہ ختم کر دینے والے (ایک فلم کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے جس سے وہ بے حد لطف اندوز ہوتی تھی) جو کہ شراب کے نشے میں مست ہو کر وہاں پہنچتے تھے اور یہ ظاہر کرتے تھے کہ کسی پر بھی توجہ نہیں دے رہے تھے لیکن انہیں اس بات کا یقین ہوتا تھا کہ سب انہی کی جانب دیکھ رہے تھے۔ وہ مختصر سا رقص کرتے اور پھر اصل بات پر آتے اور کسی لڑکی کو اپنے ساتھ ہوٹل لے جاتے۔ خوبصورت عورت قسم کے مرد (یہ بھی ایک فلم کا نام تھا) جو کہ شائستہ، شریف اور ملنسار نظر آنے کی کوشش کرتے تھے جیسے کہ یہ دنیا اپنے مدار میں گردش کرنے کے لئے ان کی شفقت پر انحصار کرتی تھی، جیسے کہ وہ گلی میں چہل قدمی کر رہے تھے اور اتفاقاً کلب میں آ گئے تھے۔ وہ شروع میں تو بڑی خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے لیکن ہوٹل پہنچنے کے بعد اتنے ہی مذبذب ہو جاتے تھے، لیکن اس کی وجہ سے وہ ''ختم کر دینے والوں'' سے بھی زیادہ چاہنے والے ثابت ہوتے تھے۔ اور آخر میں گاڈ فادر قسم کے لوگ تھے (یہ نام بھی ایک فلم سے متاثر ہو کر رکھا گیا تھا) جو کہ عورت کے جسم کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے تھے کہ جیسے یہ کوئی مال تجارت ہو، وہ رقص کرتے تھے، باتیں کرتے تھے، کوئی گر نہیں بتاتے تھے۔ وہ یہ جانتے تھے کہ جو چیز وہ خرید رہے تھے اس کی اصل قیمت کیا تھی، اور ان کی منتخب کردہ عورت چاہے جو کچھ بھی کہے وہ اس کے ہاتھوں بے وقوف نہیں بنتے تھے۔ فقط وہی ایسے مرد تھے جو ''مہم جوئی'' کے معنی سے بخوبی واقف تھے۔

ماریا کی ڈائری سے، جب اسے حیض آیا ہوا تھا اور وہ کام پر نہیں جا سکی تھی۔

''اگر میں آج اپنی زندگی کے متعلق کسی کو بتاؤں، تو میں [illegible] بارے میں [illegible] اس طرح سے بتا سکتی ہوں کہ وہ مجھے بہادر، خوش اور ایک آزاد عورت تصور کریں گے۔ بکواس۔ مجھے تو ایک [illegible] کرنے کی اجازت [illegible] نہیں دی گئی جو میرے [illegible] گیارہ منٹ سے [illegible] زیادہ اہم ہے۔ محبت۔''

میں ساری زندگی محبت کو ایک قسم کی رضا کارانہ غلامی سمجھتی رہی تھی۔ خیر، یہ جھوٹ ہے۔ آزادی اس وقت تک قائم رہتی ہے جب محبت موجود ہو۔ ایسا شخص جو کسی کو اپنا سب کچھ دے دیتا ہے اور خود کو سب سے زیادہ آزاد محسوس کرتا ہے وہ ایک ایسا شخص ہے جو تہہ دل سے محبت کرتا ہے۔

اور جو شخص تہہ دل سے محبت کرتا ہے وہ خود کو آزاد محسوس کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ میں سوچتی ہوں کہ میرے لئے کچھ بھی معنی نہیں رکھتا، اس بات سے قطع نظر کہ مجھے کن تجربات کا سامنا کرنا پڑے گا یا میں کیا کروں گی یا کیا سیکھوں گی۔ میں توقع کرتی ہوں کہ یہ وقت جلدی سے گزر جائے تاکہ میں خود ہی اس شخص کی تلاش دوبارہ شروع کر سکوں جو مجھے سمجھنے اور میرے لئے تکلیف کا باعث نہ بنے۔

لیکن یہ میں کیا کہہ رہی ہوں؟ محبت میں کوئی بھی کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ہم سب اپنے احساسات کے خود ذمہ دار ہیں اور ہم جو کچھ محسوس کرتے ہیں اس کے لئے کسی کو قصوروار نہیں ٹھہرا سکتے۔ میں جن مردوں کی محبت میں مبتلا ہوئی تھی جب میں نے انہیں کھو دیا تو اس سے میرے دل کو ٹھیس پہنچی۔ تاہم اب مجھے یقین ہو چکا ہے کہ کوئی بھی کسی کو نہیں کھوتا کیونکہ کوئی بھی کسی کا مالک نہیں ہے۔

یہ آزادی کا حقیقی احساس ہے کہ دنیا کی ہر اہم چیز آپ کے پاس ہو لیکن وہ آپ کی ملکیت نہ ہو۔

# (15)



تین مہینے اور گزر گئے اور خزاں کا موسم آ گیا۔ اس کے گھر واپس لوٹنے میں نوے دن باقی رہ گئے تھے جیسا کہ کیلنڈر سے ظاہر تھا۔ سب کچھ اتنی تیزی اور اتنی آہستگی سے ہوا تھا کہ وہ محسوس کرتی تھی کہ وقت دو مختلف سمتوں میں اپنا وجود رکھتا ہے اور اس کا انحصار کسی کی ذہنی حالت پر ہے لیکن ان دونوں اقسام کے اوقات میں اس کی مہم جوئی اختتام کی راہ پر گامزن تھی۔ وہ یقیناً اپنا سفر جاری رکھ سکتی تھی لیکن وہ اس غیبی عورت کی اداس مسکراہٹ کو نہیں بھول سکی تھی جو جھیل کے کنارے چہل قدمی کے دوران اس کے ساتھ تھی اور جس نے اسے بتایا تھا کہ چیزیں اتنی آسان نہیں تھیں۔ اگرچہ وہ اپنا سفر جاری رکھنا چاہتی تھی اور بے شک وہ اس سفر کے دوران پیش آنے والے خطرات کا سامنا کرنے کو تیار تھی تاہم خود کے ساتھ تین ماہ تک تنہا رہنے کے دوران اس نے یہ سیکھا تھا کہ کسی چیز کو ترک کرنے کا ہمیشہ کوئی صحیح لمحہ ہوتا ہے۔ نوے دن بعد وہ برازیل کے وسطی علاقے میں لوٹ جائے گی جہاں وہ ایک چھوٹا سا فارم، (اس نے اپنی توقعات سے بھی زیادہ پیسے کما لیتے تھے) چند گائیں (سوئس نہیں، برازیلی) خریدے گی اور اپنے ماں باپ کو دعوت دے گی کہ وہ وہاں آئیں اور اس کے ساتھ رہیں اور پھر وہ چند کارکنوں کا بندوبست کرے گی اور اپنے کاروبار کا آغاز کرے گا۔

اگرچہ وہ مانتی تھی کہ آزادی کا حقیقی احساس محبت میں ہی ہوتا ہے اور کوئی بھی کسی کا مالک نہیں بن جاتا۔ تاہم اس کے دل میں انتقام کی خواہش اب بھی باقی تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ ایک فاتح کی حیثیت سے برازیل واپس لوٹنا چاہتی تھی۔ فارم کی بنیاد رکھنے کے بعد وہ اپنے آبائی قصبے واپس جائے گی اور اس بینک میں ہزاروں فرانک جمع کروائے گی جہاں وہ لڑکا کام کرتا تھا جس نے بیک وقت اس کی بہترین دوست اور اس کے ساتھ تعلقات استوار کر رکھے تھے۔ ہائے، تم کیسی

ہو؟ تمہیں یاد ہے میں کون ہوں؟ وہ اس سے کہے گا۔ وہ یہ ظاہر کرے گی کہ وہ یاد کرنے کی سخت کوشش کر رہی ہے اور آخر میں کہے گی؛ نہیں مجھے تمہیں یاد۔ وہ حال ہی میں یو۔رپ (وہ یہ لفظ نہایت آہستگی سے کہے گی تا کہ اس کے تمام ساتھی سن لیں) سے ایک سال بعد واپس آئی ہے۔ بلکہ اس کی بجائے سو۔ئٹزر۔لینڈ (فرانس کی بجائے یہ زیادہ غیر ملکی اور مبہم جو لگے گا)، ٹھیک تھا جہاں دنیا کے بہترین بنک موجود تھے۔

وہ کون تھا؟

وہ اپنے سکول کے زمانے کا ذکر کرے گا۔ وہ کہے گی، ''اوہ ہاں، میرا خیال ہے مجھے کچھ کچھ یاد ہے......''

لیکن اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو گا کہ اسے کچھ یاد نہیں تھا۔ اس کی انتقام کی خواہش پوری ہو جائے گی اور اس کے بعد اسے فقط سخت محنت کرنا ہو گی اور جب فارم نے اس حد تک کام کرنا شروع کر دیا جتنی اسے توقع تھی تو وہ خود کو اس چیز کے لئے وقف کرنے کے قابل ہو سکے گی جس کی اس کی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت تھی۔ مثال کے طور پر اپنے حقیقی محبوب کو تلاش کرنا، جو کہ پچھلے کئی سالوں سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ لیکن ماریا کو اب تک اس سے ملنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

ماریا نے ''گیارہ منٹ'' کے عنوان سے کتاب لکھنے کے بارے میں سب کچھ بھول جانے کا فیصلہ کیا۔ اب اسے اپنے فارم اور اپنے مستقبل کے منصوبوں پر توجہ مرکوز رکھنے کی ضرورت تھی ورنہ آخر میں اسے اپنا سفر ملتوی کرنا پڑے گا جو کہ جان لیوا حد تک خطرناک تھا۔

اس دوپہر وہ اپنی بہترین اور واحد دوست لائبریری کی منتظم سے ملنے گئی۔ ماریا نے مویشیوں کی افزائش اور فارم کے نظم و نسق سے متعلقہ کتابوں کے بارے میں استفسار کیا۔ لائبریری کی منتظم نے کہا:

تمہیں پتہ ہے کہ جب چند ماہ پہلے تم سیکس (Sex) سے متعلقہ کتابوں کی تلاش میں یہاں آئی تھی تو میں تمہارے لئے فکر مند ہونا شروع ہو گئی تھی۔ بہت سی نوجوان لڑکیاں پیسوں کے آسان حصول کے لئے خود کو غلط کاموں پر آمادہ کر لیتی ہیں۔ وہ یہ بھول چکی ہوتی ہیں کہ ایک دن وہ بوڑھی ہو جائیں گی اور اپنی زندگی کی سچی محبت کو پانے کا موقع کھو چکی ہوں گی۔

''تمہارا مطلب ہے جسم فروشی؟''

''یہ بہت بڑا لفظ ہے۔''

''جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ میں ایک ایسی کمپنی کے لئے کام کر رہی ہوں جو کہ گوشت درآمد اور برآمد کرتی ہے۔ لیکن اگر مجھے ایک بیسوا بننا پڑے اور اگر میں یہ کام ترک کرنا چاہوں تو کیا حالات انتہائی سنگین ہوں گے؟ کیونکہ جوان ہونے کے ناطے آپ لازمی طور پر غلطیاں کرتے ہیں۔''

''تمام نشے کے عادی افراد بھی یہی کہتے ہیں کہ آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کب رکنا ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کرتا۔''

''تم جوانی میں یقیناً بہت حسین ہوتی ہوگی اور تمہاری پرورش ایک ایسے ملک میں ہوئی تھی جو اپنے باشندوں کا احترام کرتا ہے۔ کیا تمہارے لئے خوش رہنے کے لئے یہ کافی تھا؟''

''میں نے اپنی زندگی کی ہر رکاوٹ کا جس طرح سامنا کیا مجھے اس پر فخر ہے۔''

کیا مجھے اپنی بات جاری رکھنی چاہئے، لائبریری کی منتظم نے سوچا۔ ہاں، کیوں نہیں، اس لڑکی کو زندگی کے متعلق بہت کچھ سیکھنے کی ضرورت تھی۔

''میرا بچپن بہت اچھا گزرا تھا۔ میں ایک ایسے سکول میں پڑھتی تھی جو برن کے بہترین سکولوں میں سے ایک تھا۔ پھر میں کام کی غرض سے جنیوا آ گئی جہاں میں ایک ایسے شخص سے ملی اور اس سے شادی کی جس سے میں محبت کرتی تھی۔ میں نے اس کے لئے سب کچھ کیا اور اس نے میرے لئے سب کچھ کیا۔ وقت گزرتا گیا اور وہ ریٹائر ہو گیا۔ وہ جب وہ سب کچھ کرنے کے لئے فارغ ہوا جو اس کی خواہش تھی تو اس کی آنکھوں میں پہلے سے زیادہ اداسی چھا گئی کیونکہ غالباً اس نے ساری زندگی اپنے بارے میں کبھی نہیں سوچا تھا۔ ہمارے بیچ کبھی بھی سنجیدہ گفتگو نہیں ہوئی یا ہم کبھی بھی حد سے زیادہ خوش نہیں ہوئے تھے۔ اس نے کبھی بھی میرے ساتھ بے وفائی نہیں کی تھی اور کبھی بھی سب لوگوں کے سامنے میرے ساتھ سخت کلامی سے پیش نہیں آیا تھا۔ ہم اس قدر عام زندگی بسر کرتے تھے کہ نوکری کے بغیر وہ خود کو بے مصرف اور غیر اہم محسوس کرتا تھا اور ایک سال بعد کینسر کے باعث اس کی موت واقع ہو گئی۔ وہ سچ بتا رہی تھی لیکن اس نے محسوس کیا کہ شاید وہ اپنے سامنے کھڑی ہوئی لڑکی پر ایک منفی تاثر چھوڑ رہی تھی۔

''میں اب بھی یہ سمجھتی ہوں کہ کسی قسم کی توقعات کے بغیر زندگی گزارنا بہتر ہے۔'' اس نے مزید کہا۔ ''اگر ہم نے ایسا نہ کیا ہوتا تو کیا پتہ میرا خاوند کافی دیر پہلے ہی مر چکا ہوتا۔''

ماریا فارم کے حوالے سے سب کچھ سیکھنے کا عزم لئے وہاں سے واپس آ گئی۔ چونکہ دوپہر میں اسے فراغت تھی اس لئے اس نے چہل قدمی کے لئے جانے کا فیصلہ کیا اور شہر کے بالائی علاقے میں اسے تختی آویزاں نظر آئی جس پر ایک سورج کی تصویر اور ''روڈ ٹو سینٹیا گو'' کے الفاظ کندہ تھے۔ اس کا کیا مطلب تھا؟ سڑک کی دوسری جانب ایک بار تھا اور چونکہ وہ ان چیزوں کے بارے میں پوچھنا سیکھ چکی تھی جن کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتی تھی اس لئے اس نے اندر جانے اور اس کے بارے میں پوچھنے کا فیصلہ کیا۔

''میں کچھ نہیں جانتی''، بار کے پیچھے فرائض انجام دینے والی لڑکی نے کہا۔ یہ بہت مہنگی جگہ تھی اور کافی کی قیمت عام قیمت سے تین گنا زیادہ تھی۔ تاہم اس کے پاس چونکہ پیسے موجود تھے اور جبکہ وہ وہاں چلی گئی تھی اس لئے اس نے ایک کافی کا آرڈر دیا اور اگلا ایک گھنٹہ فارم کے نظم ونسق کو سمجھنے میں گزارا۔ اس نے بڑے اشتیاق کے ساتھ کتاب کھولی لیکن وہ اس پر توجہ مرکوز رکھنے میں ناکام رہی۔ یہ انتہائی اُکتا دینے والی کتاب تھی، اپنے کسی گاہک کے ساتھ اس کے متعلق گفتگو زیادہ دلچسپ ہوتی۔ وہ جانتے تھے کہ پیسے کو کیسے سنبھالا جاتا ہے۔ اس نے کافی کا بل ادا کیا، کھڑی ہوئی، کافی لانے والی لڑکی کا شکریہ ادا کیا، اسے بھاری ٹِپ دی (اس میں ایک توہم پرستانہ اعتقاد پیدا ہو گیا تھا کہ آپ جتنا دیتے ہیں آپ کو اس سے زیادہ ملتا ہے)، دروازے کی جانب گئی جہاں اس نے اس لمحے کی اہمیت کو محسوس کئے بغیر وہ الفاظ سنے جو اس کے منصوبوں، اس کے مستقبل، اس کے فارم، اس کے خوشی کے تصور، اس کی زنانہ روح، زندگی کے بارے میں اس کی مردانہ نہج اور دنیا میں اس کے مقام کو ہمیشہ کے لئے تبدیل کر دیں گے۔

''ایک منٹ ٹھہرو۔''

اس نے حیرانگی کے عالم میں ایک جانب دیکھا۔ یہ ایک قابلِ احترام بار تھا۔ یہ کوپا کبانہ نہیں تھا جہاں مردوں کو ایسا کہنے کا حق حاصل تھا، اگرچہ عورتیں ہمیشہ یہ جواب دے سکتی تھیں کہ ''نہیں، میں جا رہی ہوں اور تم مجھے نہیں روک سکتے۔''

وہ اس بیان کو نظر انداز کرنے ہی والی تھی لیکن اس کا تجسس اس پر غالب آ گیا اور وہ اس

آواز کی جانب پلٹی۔اس نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ایک لمبے بالوں والا نوجوان جس کی عمر تقریباً تیس سال تھی (یا اسے کہنا چاہئے تھا، تیس سالہ لڑکا؟ زندگی بہت تیزی سے گزری تھی) فرش پر گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا اور اس کے اردگرد مختلف اقسام کے پینٹ برش بکھرے پڑے تھے اور وہ اپنے سامنے کرسی پر براجمان ایک شخص کی تصویر بنا رہا تھا اور اس کے پیچھے تخم بادیان کی شراب کا ایک گلاس پڑا تھا۔جب وہ اندر آئی تھی تو اس نے ان پر توجہ نہیں دی تھی۔

''ابھی مت جانا، میں نے تقریباً یہ تصویر مکمل کر لی ہے، اور میں تمہاری تصویر بنانا چاہوں گا۔''

ماریا نے جواب دیا____ اور جب اس نے ایسا کیا تو اس نے ایک ایسا ربط قائم کر لیا جو اس کی زندگی میں ناپید تھا۔

''نہیں، مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں۔''

تمہارے اندر ایک ''خاص روشنی'' ہے۔مجھے بس ایک سکیچ بنا لینے دو۔

''یہ سکیچ کیا تھا؟ ایک ''خاص روشنی'' سے اس کی کیا مراد تھی؟'' اس کے علاوہ اسے کسی ایسے شخص کے ہاتھوں اپنی تصویر بنوانا غیر حقیقی لگتا تھا جو کہ ایک بہت بڑا مصور دکھائی دیتا تھا۔اگر وہ واقعی بہت مشہور ہوا تو؟ وہ ایک تصویر میں ہمیشہ کے لئے یادگار بن جائے گی جس کی نمائش پیرس اور سیلواڈور ڈی باہیا اس میں ہوگی، وہ ایک داستان بن جائے گی۔

دوسری جانب وہ شخص جس کے اردگرد بے حد ہجوم تھا، اس مہنگے اور شاید عمومی طور پر پُرہجوم کیفے میں کیا کر رہا تھا؟ اس کے خیالات کو بھانپتے ہوئے ویٹرس نے آہستگی سے کہا:

''وہ ایک انتہائی مشہور مصور ہے۔''

اس کا مشاہدہ بالکل درست تھا۔ماریا نے اپنے احساسات کا اظہار نہ کرنے اور پُرسکون رہنے کی کوشش کی۔

''وہ یہاں اکثر آتا ہے اور وہ ہمیشہ کسی اہم گاہک کو اپنے ساتھ لاتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ اسے یہاں کا ماحول پسند ہے کیونکہ یہ اس میں جوش پیدا کرتا ہے۔وہ ان لوگوں کی تصویر بنا رہا ہے جو شہر کی نمائندگی کرتے ہیں۔اسے یہ ذمہ داری ٹاؤن ہال نے سونپی ہے۔''

ماریا نے تصویر بنوانے والے شخص کی جانب دیکھا۔ایک مرتبہ پھر ویٹرس نے اس کے

خیالات کو بھانپ لیا۔

''وہ ایک کیمیا دان ہے جس نے بظاہر چند انتہائی انقلابی چیزیں دریافت کی ہیں۔ وہ نوبل انعام بھی جیت چکا ہے۔''

''ابھی مت جانا''، مصور نے ایک مرتبہ پھر کہا۔ ''میں پانچ منٹ میں کام ختم کرلوں گا۔ تمہیں جو چیز پسند ہے وہ منگوالو اور اسے میرے بل میں شامل کردو۔''

وہ بار میں بیٹھ گئی جیسے کہ وہ اس کے سحر میں گرفتار ہوگئی تھی۔ اس نے تخمِ بادیان کی شراب کا آرڈر دے دیا (وہ شراب کی عادی نہیں تھی اور اس کو یہ خیال محض اس لئے آیا کہ وہ بھی وہی چیز آرڈر کرے جو اس نوبل انعام یافتہ شخص نے کی تھی) اور اس شخص کو کام کرتے دیکھتی رہی۔ ''میں اس شہر کی نمائندگی نہیں کرتی لہٰذا وہ کسی اور چیز میں دلچسپی رکھتا ہے۔'' لیکن درحقیقت وہ میرے معیار پر پورا نہیں اُترتا، ماریا نے بلاارادہ اس بات کو دوہراتے ہوئے سوچا جو وہ کوپا کبانہ میں کام کرنے کے دوران خود سے کہا کرتی تھی۔ یہ اس کی رست کاری تھی، اس کے دل کے بچھائے ہوئے جال کی رضا کارانہ تردید تھی۔ یہ بات واضح ہو جانے کے بعد اسے کچھ دیر انتظار کرنے پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ شاید وہ ویٹرس درست کہتی تھی، شاید یہ شخص اس کے لئے ایسی دنیا کے دروازے کھول سکتا تھا جس کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔

اس نے مشاہدہ کیا کہ اس نے کتنی جلدی اور مہارت سے اس تصویر کو حتمی شکل دی۔ بظاہر یہ ایک بہت بڑا کینوس تھا لیکن یہ سارا لپیٹا ہوا تھا، اور اسی وجہ سے وہ یہ دیکھنے سے قاصر تھی کہ اس نے اور کن کن لوگوں کی تصویر بنائی تھی۔ اگر یہ ایک نیا موقع ہوا تو کیا ہوگا؟ اس شخص (اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ ایک آدمی تھا نہ کہ لڑکا، کیونکہ اس طرح سے وہ خود کو وقت سے پہلے بوڑھی محسوس کرنا شروع کردے گی) کو دیکھ کر یہ نہیں لگتا تھا کہ وہ محض اس کے ساتھ رات گزارنے کے لئے کوئی پیش کش کرے گا۔ پانچ منٹ کے بعد وہ اپنے وعدے کے مطابق کام ختم کر چکا تھا اور اس دوران ماریا برازیل کے متعلق، اور وہاں اپنے شاندار مستقبل اور ان نئے لوگوں کو ملنے میں اپنی مکمل عدم دلچسپی کے بارے میں سوچتی رہی جو شاید اس کے تمام منصوبوں کو خطرے میں ڈال سکتے تھے۔

''شکریہ، اب آپ حرکت کر سکتے ہیں''، مصور نے کیمیا دان سے کہا، جو کہ ایسے دکھائی دیتا تھا جیسے وہ کسی خواب سے جاگا ہو۔

"آپ اس کونے میں بیٹھ جائیں اور خود کو آرام پہنچائیں۔ روشنی نہایت عمدہ ہے۔"

ایسا لگتا تھا کہ جیسے سب کچھ تقدیر کے ماتحت ہو گیا تھا؛ جیسے کہ یہ دنیا کی سب سے زیادہ قدرتی چیز تھی، جیسے کہ وہ اس شخص کو ہمیشہ سے جانتی تھی یا پہلے ہی خوابوں میں اس لمحے سے واقف تھی اور جانتی تھی کہ جب حقیقت میں ایسا ہو گا تو وہ کیا کرے گی۔ ماریا نے تخم بادیان کا گلاس، اپنا بیگ اور فارم کے انصرام سے متعلقہ کتابیں اٹھائیں اور اس جگہ چلی گئی جس کی جانب اس شخص نے اشارہ کیا تھا اور جہاں کھڑکی کے نزدیک ایک میز پڑی ہوئی تھی۔ وہ اپنے برش، ایک بڑا کینوس، مختلف رنگوں سے بھری ہوئی شیشے کی متعدد بوتلیں اور سگریٹ کا ایک پیکٹ اپنے ساتھ لے آیا اور اپنے قدموں پر جھک گیا۔

"اب حرکت مت کرنا۔"

"یہ بہت بڑا مطالبہ ہے، میری زندگی مسلسل متحرک ہے۔"

ماریا سمجھتی تھی کہ اس کی حسِ مزاح بہت اچھی تھی۔ لیکن اس شخص نے اس کے بیان کو نظرانداز کر دیا۔ چونکہ وہ شخص اسے جس انداز سے دیکھتا تھا وہ اس کے لئے پریشانی کا باعث تھا اس لئے اس نے خود کو قدرتی ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہوئے سڑک کے پار آویزاں تختی کی جانب اشارہ کیا:

"یہ 'سینٹیا گو جانے والی سڑک' کیا ہے؟"

"یہ ایک زیارت کو جانے والا راستہ ہے۔ عہدِ وسطیٰ میں یورپ بھر کے لوگ سپین کے ایک شہر 'سینٹیا گو ڈی کمپس ٹیلا' (Santiago de Compostela) جانے کے لئے اس گلی میں آیا کرتے تھے۔"

اس نے کینوس کے ایک حصے کو تہہ کر دیا اور اپنے برش تیار کئے۔ ماریا اب بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا کرے۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اگر میں اس گلی میں چلتی جاؤں تو آخرکار میں سپین پہنچ جاؤں گی؟"

"ہاں، دو یا تین مہینوں میں۔" "لیکن کیا تم مجھ پر ایک مہربانی کر سکتی ہو؟ گفتگو مت کرو۔ اس میں محض دس منٹ کا وقت لگے گا، اور میز پر سے اپنا سامان اٹھا لو۔"

"یہ کتابیں ہیں"، ماریا نے کہا۔ وہ اس کے تحکمانہ لہجے پر برانگیختہ تھی۔ وہ اسے بتانا

چاہتی تھی کہ وہ ایک مہذب خاتون کے آگے جھکا ہوا تھا جو اپنا وقت دو کانوں کی بجائے لائبریریوں میں گزارتی تھی۔ لیکن اس نے خود ہی اس کا سامان اُٹھایا اور نہایت روکھے انداز سے فرش پر رکھ دیا۔

ماریا اسے متاثر کرنے میں ناکام رہی تھی۔ وہ یقینی طور پر اسے متاثر کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتی تھی۔ وہ اس وقت ڈیوٹی پر نہیں تھی اور وہ ایسے شخص کے لئے اپنی بہکانے والی قوت کو بچا کر رکھ سکتی تھی جو اس کی کوششوں کا خاطر خواہ معاوضہ دے گا۔ کسی ایسے مصوّر کے ساتھ رشتہ قائم کرنے کی زحمت کیوں کی جائے جس کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں کہ وہ اسے ایک کافی خرید کر دے سکے؟ ایک تیس سالہ مرد کو اتنے لمبے بال نہیں رکھنے چاہئیں، وہ انتہائی مضحکہ خیز لگتے تھے۔ اس نے یہ کیوں سمجھ لیا تھا کہ اس کے پاس زیادہ پیسے نہیں تھے؟ کیا ویٹرس نے یہ کہا تھا کہ وہ مشہور تھا یا پھر محض وہ کیمیادان ہی مشہور تھا؟ ماریا نے اس کے کپڑوں کا جائزہ لیا لیکن اس سے بھی کوئی مدد نہ ملی۔ اسے زندگی میں یہ تجربہ ہوا تھا کہ جو لوگ اپنے ظاہر پن پر خاطر خواہ توجہ نہیں دیتے تھے ان کے پاس سوٹ اور ٹائی میں ملبوس حضرات سے زیادہ پیسہ ہوتا تھا۔

''میں اس شخص کے بارے میں کیوں سوچ رہی ہوں؟ مجھے صرف اپنی تصویر میں دلچسپی ہے۔''

ایک تصویر کے ذریعے لازوال بننے کے لئے اپنے وقت میں سے دس منٹ نکالنا اتنی بڑی قیمت نہیں تھی۔ اس نے دیکھا کہ وہ اس کی تصویر اس نوبل انعام یافتہ کیمیادان کے شانہ بشانہ بنا رہا تھا اور اسے شک ہونے لگا کہ وہ بہرصورت اس سے کوئی معاوضہ طلب کرے گا۔

''کھڑکی کی جانب رخ بدل لو۔''

ماریا نے ایک مرتبہ پھر بغیر کسی حجت کے اس کے حکم کی تعمیل کی، جو کہ صریحاً اس کی فطرت کے خلاف تھا۔ وہ بیٹھ گئی اور باہر گزرنے والے لوگوں اور اس تختی کو دیکھتی رہی جس پر اس سڑک کا نام لکھا ہوا تھا اور یہ سوچتی رہی کہ وہ سڑک صدیوں سے وہاں کیسے موجود تھی اور وہ اس دنیا اور بنی نوع انسان میں ہونے والی تبدیلیوں اور ترقی سے کیسے محفوظ رہی تھی۔ شاید یہ ایک اچھا شگون تھا، شاید اس کی تصویر کی تقدیر بھی ویسی ہو اور شاید یہ پانچ سو سال تک شہر کے عجائب گھر کی زینت بنی رہے۔

اس شخص نے تصویر بنانا شروع کی اور تھوڑا وقت گزرنے کے بعد ماریا اپنے ابتدائی ہیجان کے احساس سے محروم ہو گئی اور اس کی بجائے وہ خود کو انتہائی غیر اہم محسوس کرنے لگی۔ جب وہ اس کیفے میں گئی تھی تو اس وقت وہ ایک نہایت پُر اعتماد عورت تھی جو کہ انتہائی مشکل فیصلہ کرنے ___ مثال کے طور پر اس نوکری کو چھوڑنے جس کی وجہ سے اس نے ڈھیروں پیسے کمائے تھے، اور اس سے بھی مشکل چیلنج قبول کرنے ___ مثال کے طور پر اپنے ملک میں فارم چلانے کی اہلیت رکھتی تھی۔ اب دنیا کے بارے میں اس کے عدم تحفظ کے احساسات دوبارہ سے اُبھر آئے تھے۔ کوئی بھی بیسوا خود کو ایسی عیش پرستی کی اجازت نہیں دے سکتی تھی۔

آخر کار اس نے اس گتھی کو سلجھا لیا کہ وہ خود کو اس قدر بے چین کیوں محسوس کر رہی تھی۔ کئی مہینوں میں پہلی دفعہ ایسا ہوا تھا کہ کوئی شخص اسے کسی چیز اور عورت کے طور پر نہیں بلکہ ایک ایسی نظر سے دیکھ رہا تھا جس کا وہ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ وہ اپنے احساسات کا بہترین اظہار ان الفاظ کے ذریعے کر سکتی تھی کہ:

''وہ میری روح، میرے خدشات، میری کمزوری کو دیکھ رہا تھا۔ وہ میری اس دنیا سے نبرد آزما ہونے کی نا اہلی کو دیکھ رہا تھا جس کی ماہر ہونے کا میں بہانہ کرتی تھی مگر اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔''

یہ مضحکہ خیز ہے، خالصتاً تخیل۔

''میں چاہوں گی............''

''پلیز بولو مت''، مصور نے کہا۔ ''اب میں تمہاری روشنی دیکھ سکتا ہوں۔''

اُسے آج تک کسی نے بھی ایسا نہیں کہا تھا۔ ''میں تمہاری مضبوط چھاتیوں کو دیکھ سکتا ہوں''، ''میں تمہاری نہایت نفیس گول رانوں کو دیکھ سکتا ہوں''، ''میں تمہارے اندر گرم خطے کا بدیسی حسن دیکھ سکتا ہوں''، یا سب سے بڑھ کر ''میں دیکھ سکتا ہوں کہ تم اس زندگی سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہو، میں تمہیں کسی اپارٹمنٹ میں منتقل کر دیتا ہوں۔'' وہ اس قسم کے الفاظ کی عادی تھی لیکن اس کی روشنی؟ کیا اس کا مطلب شام کی روشنی تھا؟

''تمہاری اپنی روشنی''، اس نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہا کہ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کس چیز کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا۔

اس کی اپنی روشنی۔ اچھا، اس معصوم مصور نے کس قدر غلط اندازہ لگایا تھا جس نے یقینی طور پر تین برسوں کے دوران زندگی کے بارے میں کچھ نہیں سیکھا تھا۔ لیکن پھر، جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ خواتین مردوں کی نسبت زیادہ جلدی بالغ ہو جاتی ہیں اور اگرچہ ماریا شاید اپنے مخصوص فلسفیانہ مسائل کے بارے میں سوچتے ہوئے بے خواب راتیں نہیں گزارے گی، وہ ایک بات ضرور جانتی تھی کہ اس میں وہ چیز موجود نہیں تھی جسے اس مصور نے ''روشنی'' کا نام دیا تھا اور جسے ماریا نے ''ایک خاص چمک'' سمجھا تھا۔ وہ محض دوسرے لوگوں جیسی تھی۔ وہ اپنی تنہائی کو خاموشی سے برداشت کرتی تھی، جو کچھ وہ کرتی تھی اسے جائز ثابت کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ جب وہ کمزور ہوتی تھی تو مضبوط ہونے کا بہانہ کرتی تھی یا جب وہ خود کو مضبوط محسوس کرتی تھی تو کمزور ہونے کا بہانہ کرتی تھی۔ اس نے محبت سے دستبرداری اختیار کر لی تھی اور ایک خطرناک پیشے کا انتخاب کیا تھا، لیکن اب چونکہ یہ سب ختم ہونے والا تھا اور اس کے پاس مستقبل کے لئے منصوبے تھے اور اسے اپنے ماضی پر افسوس تھا، اور اس جیسی عورت میں وہ ''خاص روشنی'' نہیں تھی۔ یہ لازمی طور پر اسے خاموش اور ساکن رکھنے، خوش رکھنے اور ایک بے وقوف کو بہلانے کو ایک حربہ تھا۔

اپنی روشنی، واقعی۔ وہ اس کی بجائے کچھ اور بھی کہہ سکتا تھا، جیسے کہ ''تم ایک خوبصورت شخصیت کی مالک ہو۔''

روشنی گھر میں کیسے داخل ہوتی ہے؟ کھلی کھڑکیوں کے ذریعے۔ روشنی کسی شخص میں کیسے داخل ہوتی ہے؟ محبت کے کھلے دروازوں کے ذریعے۔ اور ماریا کا دروازہ یقیناً بند تھا، وہ ضرور ایک وحشت ناک مصور تھا، وہ کسی چیز کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔

''میں نے اپنا کام ختم کر لیا ہے، مصور نے کہا اور اپنا سامان اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔''

ماریا وہیں بیٹھی رہی۔ وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ کیا وہ تصویر دیکھ سکتی تھی لیکن شاید یہ غیر مہذب بات تھی اور اس سے یہ تاثر قائم ہوگا کہ ماریا کو اس کے کام پر اعتبار نہیں تھا۔ تاہم ماریا پر اس کا تجسس غالب آ گیا اور اس نے تصویر کے بارے میں پوچھا اور مصور اس پر متفق ہو گیا۔ اس نے صرف اس کے چہرے کی تصویر بنائی تھی یہ اس کے جیسی دکھائی تو دیتی تھی مگر جب کچھ دن بعد وہ یہ تصویر دیکھے گی تو وہ اس ماڈل کو پہچان نہیں پائے گی اور وہ کہہ سکے گی کہ وہ کوئی مضبوط عورت تھی، ایک ایسی عورت جو روشنی سے بھرپور تھی جس کا عکس اس نے آئینے میں نہیں دیکھا تھا۔

''میرا نام رالف ہارٹ ہے۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے ایک اور ڈرنک منگوا سکتا ہوں۔''

''نہیں، شکریہ۔''

ایسا لگتا تھا کہ جیسے یہ لڑائی ایک لمبے عرصے تک جاری رہنے والی تھی، اس لئے مصور اسے ورغلانے کی کوشش کرتا ہے:

''تخم بادیان کی شراب کے دو اور گلاس پلیز''، اس نے ماریا کے انکار کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

ماریا کے پاس اس کے علاوہ کرنے کو کیا تھا؟ فارم کے انصرام سے متعلقہ کتاب پڑھنا۔ جھیل کے کنارے چہل قدمی کرنا جو کہ وہ سینکڑوں مرتبہ کر چکی تھی۔ اور یا کسی ایسے شخص سے باتیں کرنا جس نے اس کے اندر ایک ایسی روشنی دیکھی تھی جس کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔

''تم کیا کام کرتی ہو؟''

یہ وہ سوال تھا جو وہ سننا نہیں چاہتی تھی۔ اور جب کوئی شخص کسی ایک یا دوسری وجہ سے اس کے قریب آتا تھا (اگرچہ سوئس لوگوں کی قدرتی صوابدید کے پیش نظر ایسا کبھی کبھار ہی ہوتا تھا) تو ایسے سوال کی وجہ سے وہ مزید بحث و تکرار سے گریز کرتی تھی۔ وہ اس سوال کا ممکنہ جواب کیا دے سکتی تھی؟

''میں ایک نائٹ کلب میں کام کرتی ہوں۔''

ٹھیک۔ اس کے کندھوں سے ایک بھاری بوجھ اُتر گیا اور وہ اس سے خوش تھی۔ اس نے سوئٹزرلینڈ پہنچنے کے بعد یہ سیکھ لیا تھا۔ مثال کے طور پر سوالات پوچھنا (''کرد کون ہیں؟ یہ 'سیفیا گو جانے والی سڑک'' کیا ہے؟) اور جواب دینا (میں ایک نائٹ کلب میں کام کرتی ہوں) اس بات کی پرواہ کئے بغیر کے دیگر لوگ کیا سوچیں گے۔

''مجھے لگتا ہے کہ میں نے پہلے تمہیں کہیں دیکھا ہے۔''

ماریا کو احساس ہوا کہ وہ معاملات کو مزید آگے لے جانا چاہتا ہے اور اسے اپنی فتح کا احساس ہوا۔ مصور جو کہ چند منٹ پہلے احکامات جاری کر رہا تھا اور جس کے بارے میں ماریا کو یقین ہو چکا تھا کہ وہ کیا چاہتا تھا، اب اس نے دیگر مردوں جیسا رویہ اپنا لیا تھا اور وہ ایک عورت کے روبرو ہونے پر عدم تحفظ کا شکار تھا جس کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔

''اور یہ کتابیں کونسی ہیں؟''

ماریا نے اسے کتابیں دکھائیں۔ فارم کا انتظام وانصرام۔ وہ شخص اور زیادہ عدم تحفظ کا شکار ہو گیا۔

''کیا تم بیسوا ہو؟''

اس نے خود کو مکمل طور پر ظاہر کر دیا تھا۔ کیا اس نے بیسواؤں جیسا لباس پہنا ہوا تھا؟ بہر حال اسے کچھ وقت درکار تھا، وہ خود کا جائزہ لے رہی تھی۔ یہ ایک دلچسپ کھیل کو پرکھنے کی شروعات تھی، اور اس کے پاس کھونے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔

''کیا تمام مرد ایسا ہی سوچتے ہیں؟''

مصور نے کتابیں واپس بیگ میں رکھ دیں۔

سیکس اور فارم کا انتظام وانصرام۔ نہایت اُکتا دینے والا کام۔

کیا! اب ماریا کی باری تھی کہ وہ اپنا رد عمل ظاہر کرے۔ اسے یہ جرأت کیسے ہوئی کہ وہ اس کے پیشے کو برا بھلا کہے؟ وہ اب بھی ٹھیک طور پر نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا کام کرتی تھی، وہ محض قیاس آرائی کر رہا تھا، لیکن ماریا کو اس کی بات کا جواب دینا تھا۔

''اچھا، میرے خیال میں مصوری سے زیادہ اُکتا دینے والی چیز اور کوئی نہیں: یہ ایک جامد چیز، وقت میں منجمد ایک لمحہ، اور ایسی تصویر ہے جو اصل سے کبھی بھی مماثلت نہیں رکھتی۔ یہ ایک مردہ چیز ہے جو کسی کے لئے بھی زیادہ عرصے تک دلچسپی کا باعث نہیں رہتی، سوائے ان مصوروں کے، جو کہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ وہ بہت اہم اور مہذب ہیں۔ لیکن وہ باقی دنیا سے مشابہت نہیں رکھتے۔ کیا تم نے کبھی جان مائرو کے بارے میں سنا ہے؟ خیر، میں بھی اس کے بارے میں نہیں جانتی تھی تاوقتیکہ ایک عرب شخص نے ایک ریستوران میں اس کا ذکر کیا تھا، لیکن اس کا نام جاننے سے میری زندگی میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔''

وہ سوچنے لگی کہ کیا وہ کچھ زیادہ ہی کہہ گئی تھی لیکن پھر ان کے ڈرنک آ گئے اور ان کی گفتگو منقطع ہو گئی۔ وہ کچھ دیر تک بنا کچھ کہے بیٹھے رہے۔ ماریا نے سوچا کہ غالباً اسے اب یہاں سے چلے جانا چاہئے تھا اور شاید رالف ہارٹ بھی یہی سوچ رہا تھا۔ لیکن ان کے سامنے اس کراہت انگیز مشروب کے دو گلاس پڑے ہوئے تھے اور یہی ایک وجہ تھی کہ وہ اب بھی

وہاں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔

''فارم کے انتظام وانصرام سے متعلقہ کتاب ہی کیوں؟''

''کیا مطلب ہے تمہارا؟''

''میں ریوڈی برن جاتا رہتا ہوں۔ جب تم نے کہا تھا کہ تم ایک نائٹ کلب میں کام کرتی ہوتو مجھے یاد آیا تھا کہ میں تمہیں اس انتہائی مہنگی جگہ پر پہلے دیکھ چکا ہوں۔ جب میں تصویر بنا رہا تھا تب میں نے غور نہیں کیا تھا، اگر چہ تمہاری ''روشنی'' بہت زبردست تھی۔''

ماریا کو اپنے قدموں کے نیچے سے زمین سرکتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اسے پہلی مرتبہ اپنے کئے پر ندامت ہوئی اگر چہ اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ یہ سب اپنی اور اپنے اہل خانہ کی دیکھ بھال کے لئے کر رہی تھی۔

ریوڈی برن جانے پر اس مصور کو ندامت ہونی چاہئے تھی۔ اس ملاقات کا ممکنہ سحر اچانک ختم ہو گیا۔

''سنو، مسٹر ہارٹ، میں بے شک ایک برازیلی ہوں لیکن میں سوئٹزرلینڈ میں نو مہینے گزار چکی ہوں اور میں جان چکی ہوں کہ سوئس لوگ اس قدر موقع شناس اس لئے ہیں کہ وہ بہت چھوٹے ملک میں رہتے ہیں جہاں تقریباً سبھی لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہیں جیسا کہ ہمیں تھوڑی دیر پہلے پتہ چلا ہے، یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی شخص کبھی بھی کسی سے یہ نہیں پوچھتا کہ دوسرے لوگ کیا کرتے ہیں۔ تمہاری رائے غیر مناسب اور انتہائی غیر مہذبانہ تھی۔ لیکن اگر تمہارا مقصد میری تذلیل کرنا تھا تا کہ تم خود کو مجھ سے بہتر ثابت کر سکو تو تم اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ ڈرنک کا شکریہ جو کہ ویسے تو کراہت آمیز ہے لیکن میں اسے آخری قطرے تک پیوں گی۔ پھر میں ایک سگریٹ پیوں گی اور بالآخر میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔ لیکن اگر تم چاہو تو اسی وقت یہاں سے جا سکتے ہو، ایک مشہور مصور اور ایک بیسوا کا ایک ہی میز پر بیٹھے رہنے مناسب نہیں۔ کیونکہ میں ایسی ہی ہوں جیسا کہ تم جانتے ہو۔ ایک بیسوا۔ میں شروع سے آخر تک بیسوا ہوں، سر سے لے کر پاؤں تک، اور مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کوئی یہ جانتا ہے یا نہیں۔ یہ میری سب سے بڑی خوبی ہے۔ میں تمہیں یا خود کو دھوکہ دینے سے انکار کرتی ہوں۔ کیونکہ اس کی کوئی اہمیت نہیں، کیونکہ تم کسی جھوٹ کے مستحق نہیں ہو۔ ذرا سوچو کہ اگر وہاں بیٹھے ہوئے اس کیمیادان کو یہ علم ہو جائے کہ میں کیا ہوں تو کیا ہو۔''

ماریا نے اور زیادہ اونچی آواز میں بولنا شروع کر دیا۔

''ہاں، میں ایک بیسوا ہوں! اور تمہیں پتہ ہے ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ سے میں خود کو آزاد محسوس کرتی ہوں۔ یہ جانتے ہوئے کہ میں ٹھیک نوے دن بعد اس دہشت ناک جگہ کو چھوڑ کر چلی جاؤں گی، میرے پاس ڈھیر سارے پیسے ہوں گے، میں پہلے سے کہیں زیادہ تعلیم یافتہ ہو چکی ہوں گی، ایک عمدہ وائن کی بوتل خریدنے کی اہل ہوں گی، اور میرا بیگ برف کی تصاویر سے بھرا ہوگا اور میں مردوں کے بارے میں بہت کچھ جان چکی ہوں گی!''

ویٹرس خوفزدہ ہو کر سن رہی تھی۔ کیمیادان ان باتوں سے بے خبر نظر آتا تھا۔ شاید یہ گفتگو محض الکوحل کا اثر تھا یا پھر یہ احساس تھا کہ وہ بہت جلد ایک مرتبہ پھر سے برازیل کے اندرونی علاقے سے تعلق رکھنے والی عورت بن جائے گی، یا پھر اس کی یہ خوشی تھی کہ وہ جو کچھ کرتی تھی وہ اس کے بارے میں بات کرنے اور دہشت زدہ ردِعمل، تنقیدی نظروں اور مجروح کر دینے والے اشاروں پر ہنسنے کے قابل تھی۔

''کیا تم سمجھتے ہو رالف ہارٹ؟ میں شروع سے لے کر آخر تک ایک بیسوا ہوں، سر سے لے کر پاؤں تک، اور یہ ہی میری اچھائی اور خوبی ہے۔''

مصور کچھ نہ بولا۔ حتیٰ کہ وہ اپنی جگہ ہلا بھی نہیں۔ ماریا کو اپنا اعتماد بحال ہوتا محسوس ہوا۔

''اور جناب، آپ ایک مصور ہیں جو اپنے ماڈلز کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ شاید وہاں بیٹھا اونگھتا ہوا دنیا سے بے خبر کیمیادان حقیقت میں ایک ریلوے ملازم ہے۔ شاید آپ کی تصویروں میں موجود لوگ وہ نہیں جو وہ نظر آتے ہیں۔ بصورت دیگر میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ ایک ایسی عورت میں ایک ''خاص روشنی'' دیکھ سکتے ہیں جس کے بارے میں تصویر بنانے کے دوران آپ کو پتہ چلا تھا کہ وہ ایک بیسوا کے سوا اور کچھ نہیں!''

یہ آخری الفاظ آہستگی سے اور اونچی آواز میں کہے گئے تھے۔ کیمیادان جاگ گیا اور ویٹرس بل لے آئی۔

''اس بات کا تعلق تمہارے بیسوا ہونے سے نہیں بلکہ تمہارے عورت ہونے سے ہے۔

رالف نے پیش کردہ بل کو نظر انداز کر دیا اور اتنی ہی آہستگی سے مگر دھیمی آواز میں جواب دیا۔

تم میں ایک خاص چمک ہے، ایسی روشنی جو مکمل خود اعتمادی سے وجود میں آتی ہے، ایسے شخص کی

روشنی جس نے ان چیزوں کے نام پر عظیم قربانیاں دی ہیں جنہیں وہ اہم سمجھتی ہے۔ یہ تمہاری آنکھوں میں ہے ___ وہ روشنی تمہاری آنکھوں میں ہے۔"

ماریا نے خود کو غیر مسلح محسوس کیا، اس شخص نے ماریا کا چیلنج قبول نہیں کیا تھا۔ وہ یہ یقین کرنا چاہتی تھی کہ وہ محض اسے حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ماریا کو کم از کم اگلے نوے دن تک یہ سوچنے کی اجازت نہیں تھی کہ روئے زمین پر دلچسپ مرد موجود تھے۔

"تم نے اپنے سامنے پڑے ہوئے تخم بادیان کے گلاس کو دیکھا ہے؟ اس نے اپنی بات جاری رکھی۔"

"تم اس وقت محض شراب کو دیکھتی ہو، اور دوسری جانب میں جو کچھ بھی کرتا ہوں چونکہ مجھے اس کی تہہ تک پہنچنا ہوتا ہے اس لئے میں اس پودے کو دیکھتا ہوں جہاں سے یہ پیدا ہوئی، ان طوفانوں کو دیکھتا ہوں جن میں یہ پودا ثابت قدم رہا، ان ہاتھوں کو دیکھتا ہوں جنہوں نے اس کا اناج اکٹھا کیا، ایک خطے سے دوسرے خطے تک کے بحری سفر کو دیکھتا ہوں، اور اسے الکوحل میں ڈالنے سے پہلے جن رنگوں اور مہک میں بھگویا گیا، میں وہ سب دیکھتا ہوں۔ اگر میں اس منظر نامے کی تصویر بناتا تو میں ان سب چیزوں کی تصویر بناتا، اگرچہ جب تم یہ تصویر دیکھتی تو تم یہ سوچتی کہ تم بس تخم بادیان کی شراب کے ایک گلاس کو دیکھ رہی ہو۔

"بالکل ایسے ہی جب تم باہر دیکھ رہی تھی اور 'سینٹیا گو جانے والی سڑک' کے بارے میں سوچ رہی تھی، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم ایسا کر رہی تھی، تو میں نے تمہارے بچپن، تمہارے لڑکپن، تمہارے کھوئے ہوئے اور ٹوٹے ہوئے خوابوں، تمہارے مستقبل کے خوابوں اور تمہاری خواہش کی تصویر بنائی۔ یہ سب چیزیں مجھ میں تجسس پیدا کرتی ہیں۔ جب تم نے اپنی تصویر دیکھی......"

ماریا نے محتاط رہنے اور بغیر سوچے سمجھے قدم اُٹھانے سے اجتناب کرنے کا فیصلہ کیا۔

"......تو میں نے وہ روشنی دیکھی...... اگرچہ میرے سامنے محض تمہارے جیسی ایک عورت بیٹھی تھی۔"

ایک مرتبہ پھر خاموشی چھا گئی۔ ماریا نے اپنی گھڑی کی جانب دیکھا۔

"مجھے کچھ دیر بعد یہاں سے جانا ہے۔ تم نے یہ کیوں کہا تھا کہ سیکس اُکتا دینے والی

''یہ تمہیں مجھ سے بہتر پتہ ہونا چاہئے۔''

''میں جانتی ہوں، کیونکہ یہ میرا پیشہ ہے۔ میں یہ ہر روز کرتی ہوں۔ لیکن تم ایک تیس سالہ نوجوان...........''

''اُنتیس۔''

''......جوان، پُرکشش، اور مشہور شخص ہو جسے ان چیزوں میں دلچسپی ہونی چاہئے اور جسے کسی رفاقت کی تلاش میں ریوڈی برن نہیں جانا چاہئے۔''

''ہاں میں ایسا کرتا تھا۔ میں نے تمہاری چند ساتھیوں کے ساتھ ہم بستری کی تھی، مگر اس لئے نہیں کہ مجھے کسی عورت کی رفاقت تلاش کرنے میں کسی مشکل کا سامنا تھا۔ مسئلہ میرے ساتھ ہے۔''

ماریا کو حسد کی ایک چبھن محسوس ہوئی اور وہ خوفزدہ تھی۔ اسے واقعی یہاں سے چلے جانا چاہئے۔

''یہ میری آخری کوشش تھی، اب میں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں''، رالف نے کہا اور اپنا سامان اکٹھا کرنا شروع کر دیا جو کہ فرش پر بکھرا پڑا تھا۔

''کیا تمہیں کوئی جسمانی مسئلہ لاحق ہے؟''

''نہیں، بس مجھے اس میں دلچسپی نہیں۔''

یہ ممکن نہیں تھا۔

''بل ادا کرو اور چہل قدمی کے لئے چلتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ بہت سے لوگ ایسا محسوس کرتے ہیں، لیکن کوئی بھی ایسا نہیں کہتا۔ کسی ایماندار شخص سے بات کر کے اچھا لگا۔''

انہوں نے سینٹیا گو جانے والی سڑک کے کنارے چلنا شروع کر دیا، جو پہلے بلندی کی طرف جاتی تھی اور وہاں سے نیچے دریا تک، پھر جھیل تک اور وہاں سے پہاڑوں میں جاتی تھی اور سپین کے کسی دور افتادہ علاقے میں ختم ہوتی تھی۔ وہ دوپہر کے کھانے کے بعد کام پر واپس جانے والے لوگوں، بچہ گاڑیوں کے ہمراہ ماؤں، جھیل کے وسط میں موجود عظیم الشان فوارے کی تصاویر کھینچتے ہوئے سیاحوں، سکارف والی مسلمان خواتین، جاگنگ کرتے ہوئے لڑکوں اور لڑکیوں اور ان زائرین کے پاس سے گزرے جو اس افسانوی شہر سینٹیا گوڈی کومپسٹیلا کی تلاش میں نکلے تھے،

جس کا شاید کوئی وجود نہیں تھا جو کہ محض ایک قصہ تھا جس پر لوگ اس لئے اعتبار کرتے تھے تاکہ وہ اپنی زندگیوں کو با معنی بنا سکیں۔ اس سڑک پر سینکڑوں سالوں کے دوران بہت سے لوگ گزر رہے تھے اور اس وقت اس پر ایک لمبے بالوں والا شخص اپنا بھاری بیگ اُٹھائے ہوئے چل رہا تھا جو کہ برش، رنگوں، کینوس اور پنسلوں سے بھرا ہوا تھا اور اس کے ہمراہ ایک عورت تھی جو قدرے جوان تھی اور اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا جو فارم کے انتظام و انصرام سے متعلقہ کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان دونوں میں سے کسی کو بھی یہ خیال نہ آیا کہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ وہ اکٹھے اس سفر پر کیوں جا رہے تھے، یہ دنیا کی سب سے زیادہ قدرتی چیز تھی، وہ ماریا کے متعلق سب کچھ جانتا تھا تاہم وہ اس کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔

اسی لئے اس نے پوچھنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ ہر وقت سوال کرنا اب اس کی حکمتِ عملی تھی۔ شروع میں اس شخص نے شرماتے ہوئے اپنا ردِعمل ظاہر کیا۔ لیکن ماریا چاپلوسی کے ذریعے مردوں سے معلومات حاصل کرنا جانتی تھی اور بالآخر اس نے ماریا کو بتا دیا کہ وہ دو مرتبہ شادی شدہ رہ چکا تھا (کسی انتیس سالہ شخص کے لئے یہ ایک ریکارڈ تھا)، دور دراز کے علاقوں کا سفر کر چکا تھا، بادشاہوں اور ملکاؤں اور مشہور اداکاروں سے مل چکا تھا، اور ناقابلِ فراموش تقاریب میں جا چکا تھا۔ وہ جنیوا میں پیدا ہوا تھا، لیکن میڈرڈ، ایمسٹرڈیم، نیویارک اور فرانس کے شمالی شہر تاربا میں رہ چکا تھا جو کسی بھی سیاح کی معمول کی فہرست میں نہیں تھا، لیکن اسے اس سے محبت تھی کیونکہ یہ پہاڑوں کے نزدیک تھا اور اس کے لوگ نہایت ملنسار تھے۔ وہ محض بیس سال کا تھا جب اسے ایک مصور تسلیم کر لیا گیا تھا اور جب فنونِ لطیفہ کا ایک اہم تاجر جنیوا کے ایک جاپانی ریستوران میں آیا کرتا تھا جو اس کی تصاویر سے آراستہ تھا۔ اس نے بہت سا پیسہ کمایا تھا، وہ جوان اور صحت مند تھا، وہ کچھ بھی کر سکتا تھا، کہیں بھی جا سکتا تھا، جس سے چاہتا مل سکتا تھا۔ وہ ان تمام مسرتوں سے واقف تھا جن سے ایک مرد واقف ہو سکتا تھا، وہ وہی کچھ کرتا تھا جس سے وہ سب سے زیادہ لطف اندوز ہوتا تھا اور پھر بھی سب کچھ مثال کے طور پر شہرت، دولت، عورتیں اور سیر و سیاحت کے باوجود وہ ناخوش تھا اور اس کی زندگی میں بس ایک ہی خوشی تھی۔ اس کا پیشہ۔

''کیا عورتوں نے تمہیں بہت دکھ پہنچائے تھے؟'' ماریا نے پوچھا، ایک لمحے کے لئے محسوس کرتے ہوئے کہ یہ کس قدر احمقانہ سوال تھا اور یہ کسی دستاویز میں لکھی ہوئی واضح نصیحت پر مبنی تھا

طاقت اور شان وشوکت سے متاثر نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ بدکردار عورت ہے جو سب سے زیادہ غیر محفوظ لوگوں پر جھپٹتی ہے اور ایسا کرنے سے وہ صورت حال پر قابو پا لیتی ہے اور انہیں ذمہ داری سے نجات دلا دیتی ہے، کیونکہ پھر انہیں کسی بھی چیز کے بارے میں فکرمند نہیں ہونا پڑتا۔ اور سب سے آخر میں ایک سمجھدار ماں ہے جو ایسے لوگوں کی دیکھ بھال کرتی ہے جنہیں نصیحت کی ضرورت ہو اور جو مختلف نوعیت کو کہانیوں کو مکمل توجہ کے ساتھ سنتی تھی۔

تم ان تینوں میں سے کس سے ملنا پسند کرو گے؟

''تم سے۔''

ماریا نے اسے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا، کیونکہ اس کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا۔ برازیل چھوڑنے کے بعد اس نے پہلی مرتبہ ایسا کیا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کے غیر روایتی پیشے کے باوجود اس کی زندگی میں کوئی سنسنی خیز واقعہ پیش نہیں آیا تھا سوائے ریوڈی جینیرو میں گزارے ہوئے ایک ہفتے اور سوئٹزرلینڈ میں پہلے مہینے کے۔ لہٰذا اس کی زندگی میں گھر، کام، گھر، کام کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

جب اس نے اپنی بات ختم کی تو وہ ایک اور بار میں بیٹھے تھے۔ یہ جگہ شہر کی دوسری جانب ''سینٹیا گو جانے والی سڑک'' سے خاصی دور تھی۔ وہ دونوں یہ سوچ رہے تھے کہ ان دونوں کے نصیب میں کیا لکھا تھا۔

''کیا میں کوئی بات کہنا بھول گئی ہوں۔'' ماریا نے پوچھا۔

''خدا حافظ، کیسے کہا جائے؟''

ہاں، یہ دیگر دوپہروں جیسی ایک دوپہر نہیں تھی۔ اس نے خود کو بے تاب اور مضطرب محسوس کیا، کیونکہ اس نے ایک دَر کھول دیا تھا جسے وہ بند کرنا نہیں جانتی تھی۔

''میں مکمل تصویر کب دیکھ سکتی ہوں؟''

رالف نے اسے اپنی ایجنٹ کا کارڈ دیا جو بارسیلونا میں رہتی تھی۔

''اگر اس وقت تک تم یورپ میں ہوئی تو چھ ماہ بعد اسے فون کر لینا۔ جنیوا کے چہرے، مشہور لوگ اور گمنام لوگ۔ اس کی نمائش پہلی بار برلن گیلری میں ہوگی۔ اس کے بعد یہ یورپ کا سفر کرے گی۔''

ماریا کو اپنا کیلنڈر، بقیہ نوے دن اور کسی تعلق اور جذبے کے باعث پیدا ہونے والے خطرات یاد آئے۔ اس نے سوچا:

''زندگی میں زیادہ اہم بات کیا ہے؟ جینا یا جینے کا بہانہ کرنا؟ کیا مجھے خطرہ مول لینا چاہئے اور یہ کہنا چاہئے کہ میں نے یہاں جتنا وقت گزارا ہے یہ اس کی خوبصورت ترین دوپہر تھی؟ کیا بغیر کسی تنقید اور تبصرے کے میری بات سننے پر مجھے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے؟ یا محض مجھے ایک قوتِ ارادی اور ''خاص روشنی'' رکھنے والی عورت کا لبادہ اوڑھ لینا چاہئے اور کچھ کہے بغیر یہاں سے چلے جانا چاہئے؟''

جب وہ سینٹیا گو جانے والی سڑک پر چل رہے تھے اور جب ماریا اسے اپنی زندگی کے بارے میں بتا رہی تھی تو اس وقت وہ ایک خوش عورت تھی۔ وہ خود کو اس پر مطمئن کر سکتی تھی، اس کے لئے زندگی کا یہ تحفہ ہی کافی تھا۔

''میں تم سے ملنے آؤں گا''، رالف ہارٹ نے کہا۔

''نہیں ایسا مت کرنا، میں بہت جلد برازیل واپس چلی جاؤں گی۔ ہم دونوں کے پاس ایک دوسرے کو دینے لائق مزید کچھ نہیں ہے۔''

''میں ایک گاہک کے طور پر تم سے ملاقات کروں گا۔''

''یہ میرے لئے باعثِ تذلیل ہوگا۔''

''میں تم سے ملوں گا تاکہ تم مجھے بچا سکو۔''

اس نے سیکس میں اپنی عدم دلچسپی کے حوالے سے یہ بات پہلے بھی کہی تھی۔ ماریا اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ بھی کچھ ایسا ہی محسوس کرتی تھی لیکن وہ خود کو روک لیتی تھی۔ وہ بہت دفعہ ''نہیں'' کہہ چکی تھی اس لئے کچھ نہ کہنا ہی بہتر ہوگا۔

یہ کس قدر قابلِ افسوس ہے۔ وہ ایک مرتبہ پھر اس چھوٹے لڑکے کے ساتھ موجود تھی فرق صرف اتنا تھا کہ اس بار وہ پنسل کی بجائے اس کی رفاقت کا خواہش مند تھا۔ اس نے اپنے ماضی کی جانب نظر دوڑائی اور پہلی مرتبہ اس نے خود کو معاف کر دیا۔ یہ اس کی غلطی نہیں تھی بلکہ غلطی اس چھوٹے لڑکے کی تھی جس نے ایک کوشش کے بعد ہار مان لی تھی۔ وہ دونوں اس وقت بچے تھے اور بچے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ وہ یا وہ لڑکا دونوں غلط نہیں تھے، اور اسی وجہ سے ماریا کو سکون کا احساس

ہوا اور وہ خود کو بہتر محسوس کرنے لگی۔ اس نے اس پہلے موقعے کو نہیں گنوایا تھا جو زندگی نے اسے فراہم کیا تھا۔ ہم سب ایسا کرتے ہیں۔ یہ بنی نوع انسان کی ابتداء کا ایک حصہ ہے جو کہ اپنی ادھوری شخصیت کو مکمل کرنے کا متلاشی ہے، اور اس دوران ایسا تو ہوتا ہے۔

اب اگرچہ صورتحال مختلف تھی۔ اگرچہ اس کی وجوہات خاصی معقول تھیں (میں برازیل واپس جا رہی ہوں، میں ایک نائٹ کلب میں کام کرتی ہوں، ہم ایک دوسرے کو بمشکل جانتے ہیں، مجھے مباشرت میں دلچسپی نہیں، میں محبت سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی، میں یہ سیکھنا چاہتی ہوں کہ فارم کی دیکھ بھال کیسے کی جاتی ہے، میں مصوری کے بارے میں کچھ نہیں جانتی، ہم دو مختلف دنیاؤں میں رہتے ہیں) تاہم زندگی نے اسے ایک امتحان میں ڈال دیا تھا۔ اب وہ ایک بچی نہیں تھی، اسے کسی ایک چیز کا انتخاب کرنا تھا۔

اس نے کچھ نہ کہنے کو ترجیح دی۔ اس نے اپنے سر کو ہلایا، جیسا کہ وہاں کا رواج تھا، اور گھر چلی گئی۔ اگر وہ وہی شخص تھا جس کی ماریا کو تلاش تھی تو وہ اس کی خاموشی سے خوفزدہ نہیں ہوگا۔

ماریا کی ڈائری سے ایک اقتباس جو اسی دن لکھا گیا:

آج جب ہم جھیل کے کنارے سینٹیا گو جانے والی سڑک پر چہل قدمی کر رہے تھے تو میرے ساتھ موجود شخص جو کہ ایک مصور تھا اور جس کی زندگی میری زندگی سے یکسر مختلف تھی، نے جھیل میں ایک کنکر پھینکا، جس جگہ وہ کنکر پھینکا گیا تھا وہاں چھوٹے چھوٹے دائرے وجود میں آ گئے جو بتدریج پھیلتے گئے حتیٰ کہ وہ ایک بطخ کے ساتھ ٹکرائے جو وہاں سے گزر رہی تھی اور جس کا اس کنکر سے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔ اس غیر متوقع لہر سے خوفزدہ ہونے کی بجائے اس نے اس کے ساتھ کھیلنے کا فیصلہ کیا۔

اس وقوعے سے چند گھنٹے پہلے میں ایک کیفے میں گئی، وہاں ایک آواز سنی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خدا نے اس جگہ ایک کنکر پھینکا تھا۔ توانائی کی لہریں مجھ سے اور کونے میں بیٹھے ایک تصویر بناتے شخص کے ساتھ ٹکرائیں۔ اس نے اس پتھر کے ارتعاش کو محسوس کیا اور میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا، تو اب کیا کیا جائے؟"

جب کسی مصور کو ماڈل مل جاتا ہے تو وہ جانتا ہے کہ اب اسے کیا کرنا ہے۔ جب کسی موسیقار کا ساز ٹھیک کام کرتا ہے تو وہ جانتا ہے کہ اب اسے کیا کرنا ہے۔ میں اس بات سے آگاہ ہوں کہ

میری ڈائری میں چند جملے ایسے ہیں جو میں نے نہیں بلکہ اس عورت نے لکھے ہیں جس میں ایک ''خاص روشنی'' ہے۔ میں ہی وہ عورت ہوں اگرچہ میں اسے ماننے سے انکار کرتی ہوں۔

میں اپنی زندگی معمول کے مطابق گزار سکتی تھی لیکن میں جھیل میں موجود اس بطخ کی طرح موج مستی بھی کر سکتی تھی اور اچانک وجود میں آنے والی ان موجوں سے لطف اندوز بھی ہو سکتی تھی جنھوں نے پانی میں ارتعاش پیدا کر دیا تھا۔

اس کنکر کو جذبے کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اسے دو لوگوں کے مابین ہونے والی زمین کو لرزا دینے والی ملاقات کے حسن کو بیان کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن یہ محض یہاں تک محدود نہیں ہے۔ اس کا تعلق کسی غیر متوقع خوشی، حقیقی گرم جوشی کے ساتھ کچھ کرنے کی خواہش اور کسی خواب کو محسوس کرنے کے یقین سے ہے۔ یہ جذبہ ہمیں اشارے دیتا ہے اور زندگی میں ہماری رہنمائی کرتا ہے اور یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم ان اشاروں کی تشریح کس طرح سے کرتے ہیں۔

مجھے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ مجھے محبت ہو گئی ہے۔ ایک ایسے شخص سے جسے میں جانتی تک نہیں اور جو میرے منصوبوں میں سرے سے موجود ہی نہیں۔

کئی مہینوں تک خود پر ضبط قائم رکھنے اور محبت سے انکار کرنے کا نتیجہ میری توقعات کے برعکس نکلا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو اس پہلے شخص کے سپرد کر دیا ہے جو میرے ساتھ قدرے مختلف طریقے سے پیش آیا تھا۔

دوسری جانب چونکہ میرے پاس اس کا ٹیلی فون نمبر نہیں ہے اور میں یہ بھی نہیں جانتی کہ وہ کہاں رہتا ہے، اس لئے میں خود پر ایک اور موقع گنوانے کا الزام عائد کئے بغیر اسے گنوا سکتی ہوں۔

اور اگر ایسا ہوتا ہے، اور اگر میں اسے پہلے ہی گنوا چکی ہوں تو کم از کم مجھے اپنی زندگی میں ایک خوشگوار دن نصیب ہوا ہوگا۔ اس دنیا کو مدنظر رکھتے ہوئے، ایک دن کی خوشی کسی معجزے سے کم نہیں۔

# (16)



اس رات ماریا کوپا کبانہ پہنچی تو رالف وہاں اس کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ وہاں واحد گاہک تھا۔
میلان جو کہ قدرے دلچسپی سے اس کے روزمرہ کے معمولات کی نگرانی کر رہا تھا، نے دیکھا کہ وہ یہ
جنگ ہار چکی تھی۔

''کیا تم کچھ پینا پسند کرو گی؟'' رالف نے پوچھا۔

''مجھے کام کرنا ہے۔ میں اپنی نوکری گنوانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتی۔''

''میں یہاں ایک گاہک کی حیثیت سے آیا ہوں۔ میں ایک پیشہ ورانہ پیش کش کر رہا ہوں۔''

یہ شخص جو کہ اس دوپہر کیفے میں خاصا پُراعتماد دکھائی دیتا تھا، جو اس قدر مہارت کے ساتھ
پینٹ برش کا استعمال کرتا تھا، اہم لوگوں سے میل جول رکھتا تھا، بارسلونا میں اس کی ایک ایجنٹ تھی
اور بلاشبہ وہ بہت سارے پیسے کماتا تھا، اب اپنی کمزوری ظاہر کر رہا تھا...... وہ ایسی دنیا میں داخل
ہوا تھا جہاں اسے داخل نہیں ہونا چاہئے تھا، اب وہ سینٹیا گو جانے والی سڑک پر واقع کسی رومانوی
کیفے میں نہیں بیٹھا تھا۔ اس سہ پہر کا سحر ختم ہو گیا تھا۔

''تو اب تم کچھ پینا پسند کرو گی؟''

''پھر کبھی سہی۔ آج رات میرے کچھ گاہک میرا انتظار کر رہے ہیں۔''

''میلان نے یہ آخری الفاظ سن لئے تھے، اس کا اندازہ غلط تھا۔ ماریا نے خود کو محبت کے
وعدوں کے جال میں پھنسنے نہیں دیا تھا۔ اس کے باوجود اس بے نور شام کے اختتام کے بعد اس
نے سوچا کہ ماریا نے ایک عمر رسیدہ شخص، ایک بیزار کن اکاؤنٹینٹ اور ایک انشورنس سیلز مین کی
رفاقت کو ترجیح کیوں دی تھی؟''

اوہ، خیر یہ اس کا مسئلہ تھا۔ جب ماریا نے اس کی کمیشن ادا کر دی تھی تو یہ فیصلہ کرنے کا اختیار

اس کے پاس تھا کہ اسے کس کے ساتھ ہم بستری کرنی چاہئے اور کس کے ساتھ نہیں۔

ماریا کی ڈائری سے، ایک عمر رسیدہ شخص، اکاؤنٹینٹ، اور انشورنس سیلز مین کے ساتھ رات گزارنے کے بعد۔

وہ مصور مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ کیا اسے بات کا احساس نہیں کہ ہم مختلف ملکوں، ثقافتوں اور نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا وہ یہ سوچتا ہے کہ میں خوشی کے بارے میں اس سے زیادہ جانتی ہوں اور وہ مجھ سے کچھ سیکھنا چاہتا ہے؟

وہ مجھ سے کچھ کہتا کیوں نہیں، سوائے اس کے کہ وہ یہاں ایک گاہک کی حیثیت سے آیا ہے؟ اس کے لئے یہ کہنا نہایت آسان تھا کہ "میں تمہیں یاد کرتا تھا" یا "میں اس سہ پہر سے بہت لطف اندوز ہوا تھا جو ہم نے اکٹھے گزاری تھی"۔ میرا ردِعمل بھی کچھ ایسا ہی ہوگا (میں ایک پیشہ ور ہوں) لیکن اسے میرے خدشات کو سمجھنا چاہئے کیونکہ میں ایک عورت ہوں، میں کمزور ہوں اور جب میں اس جگہ موجود ہوتی ہوں تو میں ایک مختلف فرد ہوتی ہوں۔ وہ ایک مرد ہے۔ وہ ایک مصور ہے۔ اسے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہر انسان کا مقصد محبت کے معنی کو سمجھنا ہے۔ محبت کسی اور شخص میں نہیں بلکہ ہمارے اپنے اندر موجود ہے، ہمیں محض اسے بیدار کرنا ہوتا ہے۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے ہمیں دوسرے شخص کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ کائنات ہمارے لئے اس وقت اہم ہوتی ہے جب ہم کسی کو اپنے دکھ سکھ میں شریک کرسکیں۔

وہ کہتا ہے کہ وہ سیکس سے بیزار ہو چکا ہے۔ میرے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے اور اس کے باوجود ہم دونوں میں سے کوئی بھی ٹھیک طور پر نہیں جانتا کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ ہم اپنی زندگی کی اہم ترین چیزوں میں سے ایک کو فنا ہو جانے کی اجازت دے رہے ہیں۔ اسے مجھے بچانا چاہئے تھا، مجھے اسے بچانا چاہئے تھا، لیکن اس نے میرے لئے کوئی چارہ نہیں چھوڑا۔

# (17)

وہ خوفزدہ تھی۔ وہ محسوس کرنے لگی تھی کہ کئی مہینوں تک خود پر ضبط رکھنے کے بعد اس کی روح کا آتش فشاں یہ اشارے دے رہا تھا کہ اب وہ پھٹنے کو تھا، اور جس لمحے ایسا ہوا، وہ اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکے گی۔ یہ بدبخت مصور کون تھا، جو کہ شاید اپنی زندگی کے بارے میں مبالغہ آرائی سے کام لے رہا تھا اور جس کے ساتھ ماریا نے صرف چند گھنٹے گزارے تھے، جس نے اسے ہاتھ نہیں لگایا تھا یا اسے جنسی طور پر ورغلانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس سے زیادہ افسوسناک بات کیا ہو سکتی تھی؟

اس کے دل میں الارم کی گھنٹیاں کیوں بج رہی تھیں؟ اس لئے کہ اس نے محسوس کیا تھا کہ ایسا اس مصور کے ساتھ بھی ہو رہا تھا، لیکن نہیں، یقیناً اس کا خیال غلط تھا۔ رالف ہارٹ محض کسی ایسی عورت کی تلاش میں تھا جو اس کے اندر کی آگ کو بھڑکانے کی اہلیت رکھتی ہو جو تقریباً بجھ چکی تھی۔ وہ اسے ایک قسم کی ذاتی سیکس کی دیوی بنانا چاہتا تھا جو روشنی سے لبریز تھی۔ جو اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے ساتھ لے جائے گی اور اسے زندگی کی جانب واپس لوٹنے کا راستہ دکھائے گی۔ وہ اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ماریا بھی ایسی ہی بے حسی محسوس کرتی تھی اور یہ کہ اس کے بھی کچھ مسائل تھے (حتیٰ کہ متعدد مردوں کے ساتھ ہم بستری کرنے کے باوجود وہ کبھی بھی تکمیل مباشرت کے مقام تک نہیں پہنچی تھی) اور یہ کہ وہ اس صبح منصوبے بنا رہی تھی اور ایک فاتح کے طور پر اپنے وطن واپس لوٹنے کی تیاری کر رہی تھی۔

وہ اُس کے متعلق کیوں سوچ رہی تھی؟ وہ کسی ایسے شخص کے بارے میں کیوں سوچ رہی تھی جو شاید اس وقت کسی اور عورت کی تصویر بنا رہا تھا، یہ کہتے ہوئے کہ اس میں ایک ''خاص روشنی'' تھی، اور یہ کہ کیا وہ اس کی سیکس کی دیوی بن سکتی تھی؟

''میں اس کے بارے میں اس لئے سوچ رہی ہوں کیونکہ میں نے اس کے ساتھ گفتگو کی تھی۔''
یہ کس قدر مضحکہ خیز بات تھی۔ کیا وہ لائبریری کی منتظم کے بارے میں سوچتی تھی؟ نہیں۔ کیا وہ اس فلپائنی لڑکی نایا کے بارے میں سوچتی تھی جو کہ کوپا کبانہ میں کام کرنے والی لڑکیوں میں سے واحد ایسی لڑکی تھی جس کے ساتھ وہ اپنے دکھ درد بانٹ سکتی تھی؟ نہیں، وہ اسے یاد نہیں کرتی تھی۔ اور وہ ایسے لوگ تھے جن کے ساتھ وہ اکثر باتیں کیا کرتی تھی اور جن کے ساتھ وہ خود کو مطمئن محسوس کرتی تھی۔

اس نے اپنی توجہ دوسری جانب مبذول کرنے کی کوشش کی جیسے کہ آج کتنی گرمی تھی اور یہ کہ وہ گزشتہ روز سپر مارکیٹ نہیں جاسکی تھی۔ اس نے اپنے باپ کو ایک طویل خط لکھا جس میں اس نے زمین کے اس قطعے کے بارے میں تفصیلات درج کی تھیں جسے وہ خریدنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ یہ اس کے اہل خانہ کے لئے خوشی کا باعث ہوگا۔ اس نے اپنی واپسی کی تاریخ نہیں بتائی تھی لیکن اس نے یہ اشارہ ضرور دیا تھا کہ یہ بہت جلد ہوگی۔ وہ سوتی تھی، جاگتی تھی، پھر سوتی تھی، پھر جاگتی تھی۔ اسے اس بات کا احساس ہو چکا تھا کہ فارم سے متعلقہ کتاب سوئس لوگوں کے لئے تو مفید تھی لیکن برازیلیوں کے لئے یہ بالکل بے کار تھی۔ یہ دونوں خطے ایک دوسرے سے یکسر مختلف تھے۔

سہ پہر کا وقت گزرنے کے بعد اس نے یہ غور کیا کہ اس کے اندر کے زلزلے، آتش فشاں اور دباؤ کی شدت کم ہو رہی تھی۔ اس نے خود کو پہلے سے زیادہ پُرسکون محسوس کیا۔ اس سے پہلے بھی اس کے اندر اس قسم کا جذبہ بیدار ہوتا تھا اور ہمیشہ ہی اگلے روز ختم ہو جاتا تھا۔ یہ اس کے لئے اچھا تھا، اس کی کائنات تبدیل نہیں ہوئی تھی۔ اس کا ایک خاندان تھا جو اس سے محبت کرتا تھا، ایک شخص تھا جو اس کا انتظار کر رہا تھا اور جو اسے اب باقاعدگی کے ساتھ خط لکھتا تھا اور اسے یہ بتاتا تھا کہ کپڑے کی دوکان اب خاصی کشادہ ہو چکی تھی۔ اگر وہ اس رات وطن واپسی کا فیصلہ کر لیتی تو بھی اس کے پاس اتنی رقم موجود تھی جس سے وہ ایک چھوٹا سا فارم خرید سکتی تھی۔ وہ مشکل ترین پڑاؤ پار کر چکی تھی مثال کے طور پر زبان کا مسئلہ، تنہائی، عرب شخص کے ساتھ ریستوران میں پہلی رات، اور جس طرح سے اس نے اپنی روح کو اس بات کی جانب مائل کیا تھا کہ وہ اپنے جسم کے ساتھ جو کچھ بھی کر رہی تھی وہ اس کے بارے میں شکایت نہیں کرے گی۔ وہ جانتی تھی کہ اس کا کیا خواب تھا اور وہ اسے حقیقت میں بدلنے کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار تھی۔ اور بہرحال اس خواب میں مرد شامل نہیں تھے، کم از کم ایسے مرد نہیں جو اس کی مادری زبان نہیں بولتے تھے یا اس کے وطن

سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔

جب ماریا کے اندر کے زلزلے کی شدت کم ہوئی تو اسے احساس ہوا کہ کسی حد تک وہ بھی قصوروار تھی۔ اس نے اس شخص کو یہ کیوں نہ کہا کہ "میں تنہا ہوں، میں بھی تمہاری طرح دکھی ہوں، کل تم نے مجھ میں روشنی دیکھی تھی اور جب سے میں یہاں آئی ہوں، کسی بھی مرد نے مجھے ایسی کھری اور معقول بات نہیں کہی تھی۔"

ریڈیو پر ایک پرانا گانا چل رہا تھا: "میری چاہتیں پیدا ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہیں۔" ہاں، اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا، یہی اس کا نصیب تھا۔

ماریا کی ڈائری سے، جب سب کچھ معمول کے مطابق ہونے لگا اس کے دو دن بعد:

چاہت انسان کو کھانے، سونے، کام کرنے اور پُر امن رہنے سے روکتی ہے۔ بہت سے لوگ اس سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب یہ وجود میں آتی ہے تو یہ اپنے راستے میں آنے والی تمام پرانی چیزوں کو مسمار کر دیتی ہے۔

کوئی بھی اپنی زندگی میں انتشار پیدا کرنا نہیں چاہتا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ اس خطرے پر اپنی بالادستی قائم رکھتے ہیں اور کسی حد تک ایک گھر یا عمارت کو قائم رکھنے کے قابل ہوتے ہیں جو کہ پہلے ہی بوسیدہ ہو چکی ہوتی ہے۔ اپنی کامیابی کے خالق وہ خود ہوتے ہیں۔

دیگر لوگ بالکل اس کے برعکس سوچتے ہیں، وہ کسی دوسرے تصور کے بغیر ہار مان لیتے ہیں۔ وہ اپنی مشکلات کا حل کسی جذبے میں تلاش کرتے ہیں۔ وہ اپنی خوشی کی ذمہ داری دوسرے شخص پر عائد کرتے ہیں اور اپنی رنجیدگی کا قصوروار انہیں ٹھہراتے ہیں۔ وہ یا تو بہت خوش و خرم ہوتے ہیں کیونکہ ان کے ساتھ کوئی ناقابل یقین سانحہ پیش آیا ہوتا ہے یا افسردہ ہوتے ہیں کیونکہ کسی غیر متوقع واقعے نے سب کچھ برباد کر دیا ہوتا ہے۔

سمندر میں رہتے ہوئے اپنا جذبہ قائم رکھنا یا بغیر سوچے سمجھے اس کے آگے ہار مان لینا، ان دو میں سے کون سا رویہ کم تباہ کن ہے؟

میں نہیں جانتی۔

# ساچشت لبزانکی دیوان
# (18)

تیسرے دن رالف ہارٹ جیسے دوبارہ زندہ ہو کر واپس لوٹ آیا۔ وہ تقریباً تاخیر سے وہاں پہنچا تھا کیونکہ ماریا پہلے ہی کسی دوسرے گاہک سے گفتگو کر رہی تھی۔ تاہم جب اس نے رالف کو دیکھا تو اس نے شائستگی سے دوسرے شخص کو بتایا کہ وہ رقص کرنا نہیں چاہتی تھی کیونکہ وہ کسی اور کا انتظار کر رہی تھی۔

ماریا کو محض اس وقت احساس ہوا کہ اس نے پچھلے تین دن رالف کے انتظار میں گزارے تھے، اور اس لمحے اس نے وہ سب کچھ قبول کر لیا جو تقدیر نے اس کے راستے میں رکھا تھا۔

وہ خود سے ناراض نہیں تھی، وہ خوش تھی۔ وہ خود کو اس عیش پرستی کی اجازت دے سکتی تھی کیونکہ ایک دن وہ یہ شہر چھوڑ کر چلی جائے گی۔ وہ جانتی تھی کہ محبت ناممکن تھی، اور اس کے باوجود وہ ہر اس چیز کو حاصل کر سکتی تھی جس کی اسے زندگی کے اس لمحے سے توقع تھی۔

رالف نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ کچھ پینا پسند کرے گی اور ماریا نے فروٹ جوس کاک ٹیل منگوانے کو کہا۔ بار کا مالک جو یہ ظاہر کر رہا تھا کہ وہ گلاس دھو رہا تھا، نے بے یقینی کے عالم میں ماریا کی جانب دیکھا۔ اسے کس چیز نے اس کا ارادہ تبدیل کرنے پر مجبور کیا تھا؟ اس نے یہ اُمید رکھی کہ وہ محض یہاں بیٹھ کر شراب نہیں پئیں گے، اور جب رالف نے ماریا کو رقص کی دعوت دی تو وہ مطمئن ہو گیا۔ وہ رواج کی پیروی کر رہے تھے، اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔

ماریا کو رالف کا ہاتھ اپنی کمر کو چھوتا ہوا محسوس ہوا، اس کے گال ماریا کے گالوں کو چھو رہے تھے اور خدا کا شکر کہ موسیقی کی آواز اس قدر بلند تھی کہ وہ آپس میں گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔

فروٹ جوس کاک ٹیل کا ایک گلاس اسے ہمت دینے کے لئے کافی نہیں تھا اور انہوں نے جو تھوڑے بہت جملوں کا تبادلہ کیا تھا وہ انتہائی رسمی نوعیت کے تھے۔ اب اصل سوال محض وقت

گزارنے کا تھا۔ کیا وہ کسی ہوٹل جائیں گے؟ کیا وہ ہم بستری کریں گے؟ اس میں کوئی مشکل نہیں ہونی چاہئے کیونکہ وہ پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ اسے کسی کے ساتھ ہم بستری کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی، ماریا کو محض اشاروں اور حرکات کے مرحلے سے گزرنا تھا۔ دوسری جانب اس کی عدم دلچسپی کی وجہ سے کسی معمولی قسم کے ممکنہ جذبے کے خاتمے میں مدد ملے گی۔ وہ اس وقت یہ نہیں جانتی تھی کہ اس نے پہلی ملاقات کے بعد خود کو اس کرب میں مبتلا کیوں کیا تھا۔

آج رات وہ ایک ذی فہم ماں بن جائے گی۔ دیگر لاکھوں مردوں کی طرح رالف ہارٹ بھی ایک مایوس مرد تھا۔ اگر ماریا نے اپنا کردار احسن طریقے سے انجام دیا، اگر وہ ان اصولوں کی پیروی کرنے میں کامیاب ہوگئی جو اس نے کوپا کبانہ میں کام کا آغاز کرنے کے بعد اپنے لئے مرتب کئے تھے، تو اسے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ اگرچہ اس شخص کا ماریا کے اس قدر قریب ہونا ایک خطرناک بات تھی، وہ اب اسے سونگھ سکتی تھی، اور اسے اس کی مہک پسند آئی۔ اب وہ اس کے لمس کو محسوس کر سکتی تھی، اور اسے اس کا لمس پسند آیا۔ اب اسے احساس ہوا تھا کہ وہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے یہ پسند نہیں تھا۔

پینتالیس منٹ کے اندر اندر وہ تمام اصولوں کی تعمیل کر چکے تھے، اور اس کے بعد وہ شخص بار کے مالک کے پاس گیا اور اس سے کہا:

"میں اس کے ساتھ ساری رات گزارنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں تین گاہکوں کے برابر معاوضہ دوں گا۔"

بار کے مالک نے اپنے کندھے اچکائے اور ایک مرتبہ سوچنے لگا کہ ماریا محبت کے جال میں پھنس جائے گی۔ دوسری جانب ماریا اچنبھے کا شکار تھی۔ اسے یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ رالف وہاں کے اصولوں سے بخوبی واقف تھا۔

"آؤ میرے گھر چلتے ہیں۔"

شاید یہ ہی سب سے بہتر تھا، ماریا نے سوچا۔ اگرچہ سب کچھ میلان کی نصیحتوں کے برعکس ہو رہا تھا تاہم اس نے خود کو سب سے الگ تھلگ ثابت کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا تھا۔ اس بات کا پتہ لگانے کے علاوہ کہ وہ کبھی شادی شدہ رہا تھا یا نہیں، اسے یہ بھی معلوم ہو سکے گا کہ مشہور مصور کس طرح سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ایک دن وہ کسی مقامی اخبار میں اس حوالے سے ایک مضمون

لکھنے کے قابل ہو گی اور اس طرح سب لوگ جان جائیں گے کہ یورپ میں رہنے کے دوران وہ ذی شعور اور جمالیاتی حلقوں میں جاتی رہی تھی۔

''یہ کتنا بے ہودہ بہانہ ہے''، اس نے سوچا۔

آدھے گھنٹے کے بعد وہ جنیوا کے قریب واقع ایک چھوٹے سے گاؤں پہنچے جس کا نام کولونی (Cologny) تھا۔ وہاں ایک گرجا گھر، ایک نانبائی کی دوکان اور ایک ٹاؤن ہال تھا اور ہر چیز ترتیب سے بنی ہوئی تھی۔ اور واقعی رالف کسی اپارٹمنٹ میں نہیں بلکہ ایک دو منزلہ مکان میں رہتا تھا۔ ماریا کا پہلا ردِعمل یہ تھا کہ وہ یقیناً بہت امیر تھا۔ دوسرا ردِعمل یہ تھا کہ اگر وہ شادی شدہ تھا تو وہ اس کے ساتھ کچھ کرنے کی جرأت نہیں کرے گا کیونکہ وہ کسی کو پتہ چل جانے کے ڈر کی وجہ سے مجبور ہو گا۔

اچھا، وہ امیر تھا اور اکیلا تھا۔

وہ ایک ہال میں گئے جہاں ایک زینہ دوسری منزل کی جانب جاتا تھا مگر وہ سیدھے ان دو کمروں کی جانب گئے جن کے آخر میں ایک باغیچہ تھا۔ ان میں سے ایک کمرے میں ایک کھانے کی میز موجود تھی اور دیواریں تصاویر سے بھری ہوئی تھیں۔ دوسرے کمرے میں صوفے اور کرسیاں، کتابوں سے بھری ہوئی الماریاں، بھرے ہوئے ایش ٹرے اور گندے گلاس پڑے تھے جو یقیناً ایک طویل عرصے سے وہاں موجود تھے۔

''کیا تم کافی پسند کرو گی؟''

ماریا نے اپنے سر کو جھٹکا، نہیں۔ ابھی تم مجھ سے مختلف طریقے سے پیش نہیں آسکتے۔ ابھی میں اپنے آسیبوں سے نبرد آزما ہو رہی ہوں اور جو وعدہ میں نے اپنے آپ سے کیا تھا میں بالکل اس کے برخلاف کر رہی ہوں۔ لیکن ہمیں تھوڑا آہستگی سے چلنا چاہئے۔ آج رات میں ایک بیسوا یا ایک دوست یا ایک ذی شعور ماں کا کردار ادا کروں گی اور حتیٰ کہ روحانی لحاظ سے میں ایک بچی بھی ہوں جسے شفقت کی ضرورت ہے۔ ان سب کے آخر میں تم میرے لئے ایک کافی بنا سکتے ہو۔

''اس باغیچے کی تہہ میں میرا اسٹوڈیو ہے جو کہ میری زندگی ہے ___ اور ان کتابوں اور تصاویر کے بیچ میں میرا دماغ ہے اور یہ میرے خیالات کی ماخذ ہیں۔''

ماریا نے اپنے اپارٹمنٹ کے بارے میں سوچا۔ اس کی پچھلی طرف کوئی باغیچہ نہیں تھا۔ اس کے پاس کتابیں بھی نہیں تھیں، ماسوائے ان کتابوں کے جو اس نے لائبریری سے اُدھار لی تھیں

کیونکہ جو چیز اسے مفت میں مل سکتی تھی اس پر پیسے خرچ کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اس کے اپارٹمنٹ میں کوئی تصویر سرے سے تھی ہی نہیں، سوائے شنگھائی کی سرکس والے پوسٹر کے، جہاں وہ جانے کے خواب دیکھتی تھی۔

رالف نے وہسکی کی ایک بوتل پکڑی اور ماریا کو ایک گلاس کی پیش کش کی۔

''نہیں، شکریہ۔''

اس نے اپنے گلاس میں وہسکی انڈیلی اور بغیر برف ڈالے اور بغیر اس کا ذائقہ چکھے ایک ہی سانس میں اسے پی گیا۔ اس نے ذی فہم چیزوں کے بارے میں گفتگو شروع کر دی۔ اگر چہ یہ گفتگو خاصی دلچسپ تھی لیکن ماریا جانتی تھی کہ جو کچھ ہونے والا تھا اس سے وہ بھی خوفزدہ تھا، کیونکہ اب وہ اکیلے تھے۔ ماریا نے ایک مرتبہ پھر صورتحال پر قابو پا لیا تھا۔

رالف نے اپنے لئے وہسکی کا ایک اور گلاس بھرا اور کہا:

''مجھے تمہاری ضرورت ہے''، جیسے کہ وہ بالکل غیر منطقی بات کر رہا تھا۔

وہاں خاموشی چھا گئی۔ ایک طویل خاموشی۔ اس سکوت کو توڑنا نہیں چاہئے، دیکھتے ہیں وہ آگے کیا کہتا ہے۔

مجھے تمہاری ضرورت ہے ماریا۔ کیونکہ تمہارے اندر ایک روشنی ہے، اگر چہ میرا نہیں خیال کہ تمہیں مجھ پر یقین ہے۔ تم یہ سمجھتی ہو کہ میں محض اپنے الفاظ کے ذریعے تمہیں جنسی طور پر ورغلانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مجھ سے یہ مت پوچھنا کہ: ''میں ہی کیوں؟ مجھ میں ایسی کیا خاص بات ہے؟'' تم میں کوئی خاص بات نہیں، کم از کم ایسا کچھ نہیں جس کی میں نشاندہی کر سکوں، اور اس کے باوجود میں کسی اور چیز کا تصور بھی نہیں کر سکتا، اور یہی زندگی کا پوشیدہ راز ہے۔

''میں تم سے یہ نہیں پوچھنے والی تھی''، ماریا نے جھوٹ بولا۔

''اگر میں کسی وضاحت کی تلاش میں ہوتا تو یہ کہتا: میرے سامنے بیٹھی ہوئی عورت اپنی تکالیف پر قابو پانے اور انہیں کسی مثبت اور کسی تخلیقی چیز میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہوئی تھی، لیکن اس سے ہر چیز کی وضاحت نہیں ہوتی۔''

ماریا کے لئے جان چھڑانا مشکل ہو رہا تھا۔ رالف نے اپنی بات جاری رکھی۔

''اور میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ میرے پاس تخلیقی صلاحیت ہے، میرے پاس

میری تصاویر ہیں جن کی دنیا بھر کی گیلریوں میں مانگ ہے، میرا خواب پورا ہو چکا ہے، میرا گاؤں مجھے اپنا چہیتا بیٹا سمجھتا ہے، میری سابقہ بیویاں کبھی بھی مجھ سے خرچے یا ایسی کسی بھی چیز کا تقاضا نہیں کرتیں۔ میں اچھی صحت، قابل قبول صورت اور ہر اس چیز کا مالک ہوں جس کی کوئی بھی شخص خواہش کر سکتا ہے۔ اور اس کے باوجود میں یہاں ایک عورت، جس سے میں ایک کیفے میں ملا تھا اور جس کے ساتھ میں نے محض ایک سہ پہر گزاری تھی، سے کہہ رہا ہوں کہ ''مجھے تمہاری ضرورت ہے؟'' کیا تم جانتی ہو کہ ''تنہائی کیا ہوتی ہے؟''

''میں جانتی ہوں۔''

''لیکن تم یہ نہیں جانتی کہ اس وقت تنہائی کیا چیز ہوتی ہے جب آپ کے پاس ہر وقت اپنے لوگوں سے ملنے کا موقع ہو، جب ہر شام آپ کو تقریبات، کاک ٹیل تقریبات اور تھیٹر میں اختتامی تقریبات کے دعوت نامے موصول ہوں...... جب خواتین مسلسل آپ کو فون کریں، وہ خواتین جو آپ کے کام کو پسند کرتی ہوں اور وہ آپ سے کہیں کہ ان کی کتنی خواہش ہے کہ وہ آپ کے ساتھ شام کا کھانا کھائیں۔ لیکن پھر کوئی چیز آپ کو پیچھے کی جانب دھکیل دیتی ہے اور کہتی ہے: ''مت جاؤ، تم وہاں خوش نہیں رہو گے۔ تم ساری رات انہیں متاثر کرنے میں گزار دو گے اور اپنی ساری توانائیاں یہ ثابت کرنے میں ضائع کر دو گے کہ کیسے تم ساری دنیا پر اپنا سحر طاری کر سکتے ہو۔''

''لہٰذا میں گھر میں ہی رہتا ہوں، اپنے سٹوڈیو میں جاتا ہوں اور اس روشنی کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں جو میں نے تمہارے اندر دیکھی تھی اور مجھے وہ روشنی تب ہی نظر آتی ہے جب میں کام کر رہا ہوتا ہوں۔''

''میں تمہیں ایسا کیا دے سکتی ہوں جو تمہارے پاس پہلے سے نہیں ہے؟'' ماریا نے دوسری عورتوں کے بارے میں اپنی اس رائے پر شرمندگی محسوس کرتے ہوئے پوچھا، لیکن پھر اسے یاد آیا کہ بہرحال اس نے اسے یہاں لانے کا معاوضہ ادا کیا تھا۔

اس نے وہسکی کا تیسرا گلاس پیا، ماریا نے خیالوں میں اس کا ساتھ دیا، الکوحل رالف کے حلق اور اس کے معدے کو جلاتی ہوئی خون کی نالیوں میں داخل ہو رہی تھی اور اسے ہمت دے رہی تھی، اور ماریا بھی خود کو مخمور محسوس کرنے لگی۔ اگرچہ اس نے وہسکی کا ایک قطرہ بھی نہیں پیا تھا۔

جب رالف نے دوبارہ بولنا شروع کیا تو اس کی آواز پہلے سے زیادہ متوازن سنائی دی۔

''میں تمہاری محبت خرید نہیں سکتا مگر تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم سیکس (Sex) کے بارے میں سب کچھ جانتی ہو، پھر میری رہنمائی کرو۔ یا مجھے برازیل کے بارے میں کچھ بتاؤ۔ کچھ بھی، جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں۔''

اب کیا کیا جائے؟

''میں اپنے ملک کی صرف دو جگہوں سے واقف ہوں: وہ قصبہ جہاں میں رہتی ہوں اور ریوڈی جنیرو۔ میری عمر تئیس (23) برس کے قریب ہے اور تم مجھ سے تقریباً چھ سال بڑے ہو لیکن میں جانتی ہوں کہ تم نے ایک مشکل زندگی گزاری ہے۔ میں جانتی ہوں کہ مرد مجھے وہ سب کرنے کا معاوضہ دیتے ہیں جو وہ کرنا چاہتے ہیں نہ کہ اس کے جو میں کرنا چاہتی ہوں۔''

''میں وہ سب کچھ کر چکی ہوں جس کا کوئی مرد ایک ہی وقت میں ایک، دو یا تین عورتوں کے ساتھ کرنے کا خواب دیکھ سکتا ہے، اور میرا نہیں خیال کہ میں نے کچھ سیکھا ہے۔''

ایک مرتبہ پھر خاموشی چھا گئی، ماسوائے اس کے کہ اب ماریا کے بولنے کی باری تھی۔

______ اور رالف نے اس کی مدد نہ کی، جیسے ماریا نے اس کی مدد نہیں کی تھی۔

''کیا تم مجھے ایک پیشہ ور کے طور پر چاہتے ہو؟''

''ہاں میں تمہیں ایسا ہی چاہتا ہوں، مگر تمہاری بھی یہی خواہش ہے۔''

نہیں، وہ ایسا نہیں کہہ سکتا تھا، کیونکہ جو کچھ وہ سننا چاہتی تھی یہ اس کے عین مطابق تھا۔ وہ زلزلہ، آتش فشاں اور طوفان واپس آ گیا تھا۔ اس کا اپنے ہی پھندے سے بچنا ناممکن تھا۔ وہ اس شخص کو حاصل کیے بغیر ہی کھو بیٹھے گی۔

''تم جانتی ہو ماریا کہ میرا کیا مطلب ہے۔ میری رہنمائی کرو۔ شاید ایسے میں بچ جاؤں، شاید اس سے تم بچ جاؤ اور ہم زندگی کی جانب واپس لوٹ آئیں۔ تم ٹھیک کہتی ہو، میں تم سے صرف چھ سال بڑا ہوں اور اس کے باوجود میں کئی عمریں گزار چکا ہوں۔''

ہمارے تجربات ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہیں لیکن ہم دونوں ہی ناامید لوگ ہیں۔ ایک واحد چیز جو ہمیں سکون مہیا کر سکتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم اکٹھے رہیں۔

وہ یہ سب کیوں کہہ رہا تھا؟ یہ ممکن نہیں تھا، حالانکہ یہ سچ تھا۔ وہ اس سے پہلے محض ایک بار ملے تھے اور اس کے باوجود انہیں ایک دوسرے کی ضرورت تھی۔ اگر وہ ایک دوسرے سے ملتے

رہے تو کیا ہوگا: یہ نہایت تباہ کن ہوگا! ماریا ایک ذہین عورت تھی اور وہ کئی مہینوں سے کتابوں کا مطالعہ اور بنی نوع انسان کا مشاہدہ کر رہی تھی۔ زندگی میں اس کا ایک مقصد تھا، لیکن اس کی ایک روح بھی تھی جس کے بارے میں اسے آگاہی حاصل کرنے کی ضرورت تھی تا کہ وہ اپنی ''روشنی'' کی کھوج لگا سکے۔ وہ اپنے پیشے سے تنگ آ چکی تھی، اور اگرچہ مستقبل قریب میں اس کی برازیل واپسی ایک دلچسپ چیلنج تھا، تاہم اس نے ابھی تک وہ سب نہیں سیکھا تھا جو وہ سیکھ سکتی تھی۔ رالف ہارٹ ایک مرد تھا جس نے تمام چیلنجوں کو قبول کیا تھا اور سب کچھ سیکھا تھا، اور اب وہ اس عورت، اس بیسوا، اس ذی شعور ماں سے درخواست کر رہا تھا کہ وہ اسے بچائے، یہ کتنی فضول بات تھی!

اس کے ساتھ دیگر مردوں نے بھی ایسا برتاؤ کیا تھا۔ ان میں بہت سے مرد ایسے تھے جو اپنی جنسی خواہش کو بیدار کرنے میں ناکام رہے تھے، کچھ یہ چاہتے تھے کہ ان کے ساتھ بچوں جیسا برتاؤ کیا جائے جبکہ کچھ یہ کہتے تھے کہ وہ اسے اپنی بیوی بنانا پسند کریں گے کیونکہ وہ یہ جان کر خوش ہوتے تھے کہ اس کے بہت سے آشنا تھے۔ اگرچہ ابھی تک وہ ان ''خاص گاہکوں'' میں سے کسی ایک سے بھی نہیں ملی تھی، تاہم وہ پہلے ہی تصورات کی وسیع کائنات دریافت کر چکی تھی جو انسانی روح کو مکمل کر دیتے ہیں لیکن وہ تمام مرد اپنی زندگی کے عادی ہو چکے تھے اور ان میں سے کسی نے بھی اسے یہ نہیں کہا تھا کہ: ''مجھے یہاں سے کہیں دور لے چلو۔'' اس کے برعکس وہ ماریا کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔

اور اگرچہ وہ تمام مرد ہمیشہ اسے ایک بھاری رقم دیتے تھے لیکن ان میں توانائی کی کمی تھی۔ تاہم ماریا نے ضرور کچھ نہ کچھ سیکھا ہوگا۔ اگر ان میں سے کوئی ایک واقعی محبت کا متلاشی تھا اور اس تلاش کا مقصد محض سیکس ہی تھا، تو وہ کس قسم کا برتاؤ چاہے گی۔ وہ کیا سوچتی تھی کہ پہلی ملاقات کے موقع پر کیا ہونا چاہئے؟

وہ اصل میں چاہتی کیا تھی کہ کیا ہو؟

''مجھے تحفہ چاہئے''، ماریا نے کہا۔

رالف ہارٹ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ تحفہ؟ وہ اسے پہلے ہی، جب وہ ٹیکسی میں تھے، ایک رات کا پیشگی معاوضہ ادا کر چکا تھا، کیونکہ وہ رواج سے واقف تھا۔ اُس کا کیا مطلب تھا؟

ماریا کو اچانک احساس ہوا کہ وہ یہ جانتی تھی کہ اس موقع پر ایک مرد اور عورت کو کیا محسوس کرنا

چاہئے تھا۔ ماریا نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے بیٹھک میں لے گئی۔

''ہم بیڈروم میں نہیں جائیں گے''، ماریا نے کہا۔

ماریا نے تقریباً تمام روشنیاں گُل کر دیں، قالین پر بیٹھ گئی اور اسے اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا۔

اس نے غور کیا کہ کمرے میں ایک آتش دان بھی موجود تھا۔

''آگ جلادو۔''

''لیکن یہ تو گرمیوں کا موسم ہے۔''

''آگ جلادو۔ تم نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ آج رات میں تمہاری رہنمائی کروں اور میں یہ ہی کر رہی ہوں۔''

ماریا نے اسے نظر بھر کر دیکھا، اس امید میں کہ وہ ایک مرتبہ پھر اس کی ''روشنی'' دیکھ لے گا۔ رالف نے یقیناً وہ روشنی دیکھ لی تھی، کیونکہ وہ باغیچے میں گیا، چند لکڑیاں اکٹھی کیں جو کہ بارش کی وجہ سے ابھی تک گیلی تھیں اور کچھ اخباریں اکٹھی کیں تاکہ انہیں جلانے سے لکڑیاں خشک ہو جائیں اور انہیں جلایا جا سکے۔ وہ تھوڑی سی اور وہسکی لینے کے لئے کچن میں گیا مگر ماریا نے اسے واپس بلا لیا۔

''کیا تم نے مجھ سے یہ پوچھا تھا کہ مجھے کیا چاہئے؟''

''نہیں، میں نے نہیں پوچھا۔''

''کیا خوب، وہ شخص جو تمہارے ساتھ یہاں موجود ہے اسے بھی زندہ رہنا ہے۔ اس کے بارے میں سوچو۔ سوچو کہ کیا اسے وہسکی یا جن یا کافی چاہئے؟ اس سے پوچھو کہ وہ کیا چاہتی ہے؟''

''تم کیا پینا پسند کرو گی؟''

''وائن، اور میں یہ چاہوں گی کہ تم میرا ساتھ دو۔''

رالف نے وہسکی کی بوتل رکھ دی اور وائن کی ایک بوتل لے آیا۔ اس وقت تک آگ جلنا شروع ہو چکی تھی۔ ماریا نے باقی ماندہ روشنیاں بھی گُل کر دیں تاکہ کمرے میں محض شعلوں کی روشنی باقی رہ جائے۔ اس نے ایسا رویہ اپنایا کہ جیسے وہ ہمیشہ سے یہ جانتی تھی کہ دوسرے شخص کو پہچاننا اور یہ جاننا کہ وہ یہاں تھی یا تھا، پہلا مرحلہ تھا۔

ماریا نے اپنا ہینڈ بیگ کھولا اور اس میں سے ایک پین نکالا جو اس نے سپر مارکیٹ سے

خریدا تھا۔

''یہ تمہارے لئے ہے۔ میں نے یہ اس لئے خریدا تھا کہ میں فارم کے انصرام کے متعلق کچھ تصورات قلم بند کر سکوں۔ میں نے اسے دو دن تک استعمال کیا ہے۔ میں اس وقت تک کام کرتی رہتی تھی جب تک میں تھک نہ جاتی۔ اس میں میرا کچھ پسینہ، تھوڑی توجہ اور میری قوت ارادی شامل ہے، اور اسے میں تمہارے حوالے کر رہی ہوں۔''

ماریا نے وہ پین نہایت آہستگی سے رالف کے ہاتھ میں رکھ دیا۔

''کوئی ایسی چیز خریدنے کی بجائے جسے تم پسند کرو، میں تمہیں ایک ایسی چیز دے رہی ہوں جو سچ مچ میری ہے۔ ایک تحفہ۔ میرے روبرو بیٹھے ہوئے شخص کے احترام کی علامت، جس سے میں یہ درخواست کر رہی ہوں کہ وہ اس بات کو سمجھے کہ اس کے ساتھ یہاں موجود ہونا میرے لئے کتنا اہم ہے۔ اب اس کے پاس میرے جسم کا ایک چھوٹا سا حصہ موجود ہے جو میں نے اسے اپنی آزادا اور بے ساختہ رضامندی سے دیا ہے۔''

رالف اٹھا، الماری کے پاس گیا اور کوئی چیز اُٹھا کر واپس آ گیا۔ اس نے وہ چیز ماریا کے حوالے کر دی۔

''یہ بجلی سے چلنے والی ٹرین کی بوگی ہے جو بچپن میں میرے پاس تھی۔ مجھے اپنی مرضی سے اس کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہیں تھی، کیونکہ میرا باپ کہتا تھا کہ یہ امریکہ سے درآمد کی گئی تھی اور بہت مہنگی تھی۔ لیکن مجھے اس وقت تک انتظار کرنا پڑتا جب تک وہ ٹرین سیٹ کو بیٹھک میں نہیں رکھ دیتا تھا، لیکن وہ زیادہ تر اتوار اور پراسنتے ہوئے گزار دیتا تھا، یہی وجہ ہے کہ یہ ٹرین میرے بچپن کے دور میں صحیح سلامت رہی، لیکن اس نے کبھی بھی مجھے خوشی نہیں دی۔ میرے پاس ابھی تک اس کی تمام پٹڑیاں، انجن، گھر اور حتیٰ کہ اس کا کتابچہ بھی موجود ہے کیونکہ میرے پاس ایک ٹرین تھی جو کہ میری نہیں تھی اور جس کے ساتھ میں کبھی نہیں کھیلا تھا۔

''میری خواہش ہے کہ کاش میں دیگر کھلونوں کے ساتھ اسے بھی توڑ دیتا جو کہ مجھے دیئے گئے تھے اور جن کے متعلق میں سب کچھ بھول چکا تھا، کیونکہ تباہی کے اس جذبے کی وجہ سے ایک بچہ دنیا کو دریافت کرنا سیکھتا ہے۔ لیکن یہ قدیم ٹرین سیٹ مجھے ہمیشہ میرے بچپن کی یاد دلاتا ہے جو میں نے کبھی بھی بسر نہیں کیا تھا، کیونکہ یہ بہت نایاب تھا اور اس کے لئے میرے

وہ ڈرتا تھا کہ جب بھی اس نے ٹرین سیٹ جوڑ دیا تو وہ میرے لئے اپنی محبت کا اظہار کر دے گا۔ ماریا آگ کی طرف دیکھنے لگی۔ کچھ نہ کچھ ہو رہا تھا، اور یہ محض وائن کا نشہ یا کمرے کا آرام دہ ماحول نہیں تھا، یہ ان تحائف کا تبادلہ تھا۔

رالف بھی آگ کی جانب دیکھنے لگا۔ انہوں نے کچھ نہ کہا، وہ محض شعلوں کی چر چراہٹ سنتے رہے۔ انہوں نے اپنی وائن پی، جیسے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ انہوں نے کچھ کہا نہیں تھا اور کچھ کیا نہیں تھا۔ وہ محض وہاں اکٹھے بیٹھ کر ایک ہی سمت میں دیکھ رہے تھے۔

''میرے پاس بھی زندگی میں بہت سے ٹرین سیٹ تھے''، ماریا نے کچھ دیر بعد کہا۔

''ان میں سے ایک میرا دل ہے اور میں اس کے ساتھ صرف اس وقت کھیلتی تھی جب دنیا والے اس کی پٹڑیاں جوڑتے تھے اور پھر یہ ہمیشہ ہی ایک ناخوشگوار لمحہ ہوتا تھا۔''

''لیکن تم محبت کرتی تھی۔''

''اوہ، ہاں میں محبت کرتی تھی، میں بڑی شدت سے محبت کرتی تھی۔ میں اتنی شدت سے محبت کرتی تھی کہ جب میرے محبوب نے مجھ سے ایک تحفہ مانگا تو میں خوفزدہ ہوگئی اور وہاں سے فرار ہوگئی۔''

''میں سمجھا نہیں۔''

''تمہیں سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں۔ میں تمہاری تربیت اس لئے کر رہی ہوں کہ میں نے ایک ایسی چیز دریافت کی ہے جس سے میں پہلے واقف نہیں تھی۔ ایک دوسرے کو تحائف دینا۔ اپنی ذاتی چیز تحفے میں دینا۔ کچھ پوچھنے کی بجائے کوئی اہم چیز تحفے میں دینا۔ تمہارے پاس میرا خزانہ ہے، جو کہ ایک قلم ہے جس سے میں نے اپنے کچھ خواب قلم بند کئے تھے۔ میرے پاس تمہارا خزانہ ہے جو کہ ایک ٹرین کی بوگی ہے جو تمہارے اس بچپن کا حصہ ہے جو تم نے بسر نہیں کیا تھا۔''

''میں تمہارے ماضی کو اپنے ساتھ رکھتی ہوں اور تم میرے حال کے ایک مختصر حصے کو اپنے ساتھ رکھتے ہو، کیا یہ خوبصورت بات نہیں؟''

اس نے یہ تمام باتیں آنکھیں جھپکے بغیر اور کسی حیرت کے بغیر کہی تھیں کہ جیسے''

مدتوں سے جانتی تھیں کہ یہی سب سے بہترین اور واحد رد یہ تھا۔ وہ آہستگی سے کھڑی ہوئی، کوٹ ریک پر سے اپنی جیکٹ اٹھائی اور رالف کے گال پر بوسہ دیا۔ رالف ہارٹ جو کہ آگ کے سحر میں گرفتار ہو چکا تھا اور شاید اپنے باپ کے بارے میں سوچ رہا تھا، نے کھڑے ہونے کی ذرا بھی کوشش نہ کی۔

''میں یہ کبھی نہیں سمجھ سکا تھا کہ میں نے یہ بوگی سنبھال کر کیوں رکھا ہوا تھا۔ اب یہ بات میری سمجھ میں آ گئی ہے۔ ایسا اس لئے تھا کہ کسی رات آگ کے سامنے بیٹھ کر میں اسے تمہارے سپرد کردوں گا۔ اب یہ گھر پہلے سے ہلکا محسوس ہو رہا ہے۔''

اس نے کہا کہ اگلے روز وہ بقیہ پٹڑیاں، انجن اور دھواں پیدا کرنے والی گولیاں بچوں کی نگہداشت کے ادارے کو دے دے گا۔

''یہ ایک نادر چیز ہوگی جو کہ کسی اور کے پاس نہیں ہے اور یہ نہایت قیمتی ہے۔'' ماریا نے کہا، لیکن اسے فوراً ہی الفاظ پر پچھتاوا ہوا۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا، اصل مقصد خود کو ایک ایسی چیز سے آزاد کرنا تھا جو اس کے لئے تکلیف کا باعث تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ کوئی ایسی بات کہتی جو اس لمحے سے ہم آہنگ نہ ہوتی، اس نے ایک مرتبہ پھر رالف کے گال پر بوسہ دیا اور داخلی دروازے کی جانب چلنے لگی۔ رالف ابھی تک آگ کی جانب دیکھ رہا تھا، اور ماریا کو اس سے آہستگی سے پوچھنا پڑا کہ کیا وہ اس کے لئے دروازہ کھولے گا۔

رالف کھڑا ہو گیا اور ماریا نے وضاحت پیش کی کہ اگرچہ جب وہ آگ کی جانب دیکھ رہا تھا تو وہ خوش تھی تاہم برازیلی لوگ ایک عجیب قسم کی توہم پرستی کا شکار ہیں کہ جب آپ پہلی مرتبہ کسی سے ملنے جائیں تو وہاں سے رخصت ہوتے وقت آپ کو اکیلے ہی دروازہ نہیں کھولنا چاہئے، کیونکہ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ دوبارہ کبھی بھی اس گھر میں واپس نہیں آئیں گے۔

''اور میں یہاں واپس آنا چاہتی ہوں۔''

''اگرچہ ہم نے اپنے کپڑے نہیں اُتارے تھے اور میں نے تمہارے ساتھ ہم بستری نہیں کی تھی، بلکہ میں نے تمہیں چھوا بھی نہیں تھا، لیکن اس کے باوجود ہم نے ہم بستری کی تھی۔''

وہ ہنسنے لگی۔ رالف نے اسے اس کے گھر تک چھوڑنے کی پیش کش کی لیکن اس نے

انکار کر دیا۔

''تو پھر کل میں تم سے کوپا کبانہ میں ملوں گا۔''

''نہیں، ایسا مت کرنا، میرے تجربے کے مطابق انتظار ایک مشکل چیز ہے اور میں اس احساس کی عادی ہونا چاہتی ہوں، یہ جانتے ہوئے کہ جب تم میرے پاس نہیں ہوتے تب بھی تم میرے پاس ہوتے ہو۔''

وہ سردی اور تاریکی میں سے گزرتی ہوئی واپس چلی گئی کہ جیسے وہ پہلے کئی مرتبہ جنیوا آ چکی تھی۔ عام طور پر ایسی چہل قدمیوں کے دوران اس پر افسردگی اور تنہائی کی کیفیت طاری ہوتی تھی، وہ برازیل واپس جانے کی خواہش کرتی تھی، مالیاتی حساب کرتی تھی، اوقات کار کے بارے میں سوچتی تھی اور اس کے ذہن میں اس زبان کی یاد تازہ ہو جاتی تھی جو اس نے ایک طویل عرصے سے آزادانہ طور پر نہیں بولی تھی۔

اگرچہ اب وہ خود کو تلاش کرنے کی غرض سے اور اس عورت کی تلاش میں پیدل چل رہی تھی جو چالیس منٹ تک ایک مرد کے ساتھ آتش دان کے سامنے بیٹھی رہی تھی اور جو روشنی، دانائی، تجربے اور سحر سے بھرپور تھی۔ وہ کافی عرصہ پہلے اس عورت سے مل چکی تھی جب وہ جھیل کے کنارے یہ سوچتے ہوئے چہل قدمی کر رہی تھی کہ کیا وہ خود کو ایسی زندگی کے لئے وقف کرے یا نہیں جو اس کی نہیں تھی۔ اس دوپہر اس عورت کے چہرے پر ایک انتہائی اداس مسکراہٹ تھی۔ ماریا نے اس عورت کو دوسری مرتبہ اس تہہ شدہ کینوس پر دیکھا تھا اور اب ایک مرتبہ پھر وہ اس کے ساتھ تھی۔ اس نے ایک طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد اس وقت ٹیکسی لی جب وہ سحر ختم ہو گیا اور وہ معمول کے مطابق ایک مرتبہ پھر اکیلی رہ گئی۔

ان سب باتوں کے متعلق کچھ نہ سوچنا ہی بہتر تھا تاکہ یہ سب ختم نہ ہو جائے اور اسے جو تجربہ ہوا تھا اس کی خوبصورتی پریشانی میں تبدیل نہ ہو جائے۔ اگر اس دوسری ماریا کا کوئی وجود تھا تو کسی بھی سازگار وقت پر واپس لوٹ آئے گی۔

ماریا کی ڈائری سے ایک اقتباس جو کہ اس رات لکھا گیا تھا جب اسے ٹرین کی بوگی تحفے میں ملی تھی:

شدید خواہش اور حقیقی خواہش کسی کے قریب ہونے کی خواہش ہے۔ اس مقام سے آگے

چیزیں تبدیل ہو جاتی ہیں، عورت اور مرد اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے جو کچھ ہوتا ہے، مثال کے طور پر وہ کشش جو انہیں ایک دوسرے کے قریب لائی تھی، اسے بیان کرنا ناممکن ہے۔ یہ ایک ان چھوئی خواہش کی خالص ترین حالت ہے۔

جب یہ خواہش اپنی خالص حالت میں رہے تو مرد اور عورت زندگی سے محبت کرنے لگتے ہیں، وہ ہر لمحہ عاجزی اور محتاط انداز سے بسر کرتے ہیں اور اگلی نعمت کا جشن منانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

جب لوگ ایسا محسوس کرتے ہیں تو وہ عجلت سے کام نہیں لیتے، وہ غیر ارادی طور پر کوئی قدم نہیں اُٹھاتے۔ وہ جانتے ہیں کہ جو بات حتمی ہے وہ ہو کر رہے گی اور جو شے حقیقی ہے وہ ہمیشہ کسی نہ کسی طریقے سے خود کو ظاہر کر دیتی ہے۔ جب یہ لمحہ آتا ہے تو وہ ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرتے، وہ اس موقع کو نہیں گنواتے، وہ کسی ایک جادوئی لمحے کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، کیونکہ وہ ہر سیکنڈ کی اہمیت کی قدر کرتے ہیں۔

# (19)
# ساچشت لبزانکی دیوان

آنے والے دنوں میں ماریا نے ایک دفعہ پھر خود کو اس شکنجے میں پھنسا ہوا محسوس کیا جس سے بچنے کی اس نے شدید کوشش کی تھی، لیکن اس نے خود کو افسردہ یا فکرمند محسوس نہیں کیا تھا۔ اس کے برعکس وہ آزاد تھی کیونکہ اس کے پاس کھونے کے لئے کچھ نہیں تھا۔ وہ یہ جانتی تھی کہ اگرچہ یہ صورت حال خاصی رومانوی تھی تاہم ایک دن رالف ہارٹ کو یہ احساس ہوگا کہ ماریا محض ایک بیسوا تھی، جبکہ وہ ایک قابلِ احترام مصور تھا، اور یہ کہ وہ ایک دور افتادہ ملک میں رہتی تھی جو ہمیشہ بحران کا شکار رہتا تھا، جبکہ وہ ایک جنت میں رہتا تھا، جہاں وہ ایک منظم زندگی گزارتا تھا اور اسے پیدائش کے دن سے ہی تحفظ حاصل تھا۔ اس نے اپنی تعلیم بہترین سکولوں، عجائب گھروں اور دنیا بھر کی آرٹ گیلریوں سے حاصل کی تھی جبکہ ماریا بمشکل اپنی ثانوی تعلیم مکمل کر پائی تھی۔ ایسے خواب زیادہ عرصے تک جاری نہیں رہتے اور ماریا کو زندگی کا وسیع تجربہ تھا کہ حقیقت بسا اوقات اس کے خوابوں کے برعکس ثابت ہوئی ہے، اور اب وہ حقیقت کو یہ کہہ کر لطف اندوز ہوتی تھی کہ اب اسے اس کی ضرورت نہیں تھی اور یہ کہ اس نے خوش رہنے کے لئے جو کچھ بھی کیا تھا اب وہ اس کے تابع نہیں تھی۔

''خدایا، میں کس قدر رومانوی ہوں۔''

اس ہفتے کے دوران اس نے کسی ایسی چیز کے بارے میں سوچنے کی کوشش نہیں کی جس سے رالف ہارٹ خوش ہو جائے کیونکہ اس نے ماریا کا وقار اور اس کی ''روشنی'' بحال کر دی تھی جس کے بارے میں ماریا کا خیال تھا کہ وہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہو چکے تھے۔ لیکن وہ اس کا بدلہ کسی ایسی چیز کے ذریعے چکا سکتی تھی جسے وہ اپنی ایک خاص صفت تصور کرتی تھی: سیکس۔ چونکہ کوپاکبانہ کے روزمرہ کے معمولات میں اسے کوئی کشش محسوس نہیں ہوتی تھی اس لئے اس نے اردگرد نظریں

دوڑانے کا فیصلہ کیا۔

وہ ایک مرتبہ پھر چند عریاں فلمیں دیکھنے گئی اور ایک مرتبہ پھر ماسوائے ان میں شریک لوگوں کی تعداد کے فرق کے اسے ان میں کوئی دلچسپ چیز دیکھنے کو نہ ملی۔ جب اسے فلموں سے بھی کوئی مدد نہ ملی تو جنیوا پہنچنے کے بعد پہلی مرتبہ اس نے چند کتابیں خریدنے کا فیصلہ کیا، اگرچہ اس کا اب بھی یہ خیال تھا کہ اپنے اپارٹمنٹ کو کسی ایسی چیزوں سے بھر دینے کا کوئی جواز نہیں تھا جو بعد میں ناقابلِ استعمال تھیں۔ وہ کتابوں کی ایک دوکان پر گئی جو کہ اس نے سینٹیاگو جانے والی سڑک پر رالف ہارٹ کے ساتھ چہل قدمی کے دوران دیکھی تھی، اور پوچھا کہ کیا ان کے پاس سیکس سے متعلقہ کتابیں دستیاب تھیں۔

''اوہ، ایسی ڈھیروں کتابیں ہیں''، سیلز گرل نے کہا۔ درحقیقت ایسا لگتا ہے کہ تمام لوگوں کو بس اسی کی فکر ہے، دوکان کا ایک مخصوص حصہ اسی موضوع سے متعلقہ کتابوں کے لئے مختص ہے۔ لیکن تقریباً سبھی ناولوں میں سیکس سے متعلق کم از کم ایک واقعہ ضرور ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر کوئی اسی کے متعلق سوچتا ہے چاہے اس کا ذکر مختصر سی عشقیہ کہانیوں میں ہو یا پھر انسانی روّیے کے موضوع پر مبنی ضخیم کتابوں میں۔

ماریا جو کہ کافی تجربہ کار تھی، یہ جانتی تھی کہ وہ عورت غلط کہہ رہی تھی، لوگ اس طرح سوچنا چاہتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ ہر کوئی محض سیکس کے بارے میں فکرمند تھا۔ وہ پرہیزی غذا استعمال کرنے لگتے، وِگ پہنتے، حجام کی دوکان یا جم میں کئی گھنٹے ضائع کرتے اور شہوت انگیز لباس پہنتے۔ یہ سب کچھ کر کے وہ اپنے اندر ایک شعلہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے، اور اس کے بعد کیا ہوتا تھا؟ جب کسی کے ساتھ ہم بستری کرنے کا وقت آتا تو گیارہ منٹ کے بعد یہ سب ختم ہو جاتا۔ اس میں کوئی تخلیقی پہلو یا کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو انہیں اٹھا کر جنت میں لے جائے۔ اس شعلے کے باعث بھڑکنے والی آگ جلد ہی بجھ جاتی تھی۔

لیکن اس سنہری بالوں والی نوجوان خاتون جسے یہ یقین تھا کہ کائنات کو کتابوں میں بیان کیا جا سکتا تھا، سے بحث کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ ماریا نے دوکان کے اس مخصوص حصے کے متعلق پوچھا اور وہاں اسے ہم جنس پرست مردوں، ہم جنس پرست عورتوں، گرجا گھر میں راہباؤں کے منظرِ عام پر آنے والے سکینڈل کے متعلق بہت سی کتابیں ملیں۔ اس کے علاوہ وہاں چند باتصویر

کتابیں بھی تھیں جن میں مشرقی طریقوں کے بارے میں بتایا گیا تھا اور ان سب میں انتہائی غیر آرام دہ انداز دکھائے گئے تھے، لیکن ماریا کو ان سب میں سے صرف ایک کتاب پسند آئی جس کا عنوان ''مقدس سیکس'' تھا۔ کم از کم یہ مختلف تو تھی۔

ماریا نے وہ کتاب خریدی، پھر وہ گھر چلی گئی اور ایک مخصوص ریڈیو سٹیشن ٹیون کیا جس سے اسے ہمیشہ سوچنے میں مدد ملتی تھی (کیونکہ وہ ہمیشہ تسکین بخش موسیقی چلاتے تھے)، مختلف قسم کی باتصویر تشریحات کا جائزہ لیا جن میں ایسے انداز دکھائے گئے تھے جنہیں شاید کوئی سرکس کا اداکار ہی انجام دے سکتا تھا۔ لیکن اس کتاب کا متن نہایت بے کیف تھا۔

ماریا نے اپنے پیشے سے بہت کچھ سیکھا تھا اور وہ جانتی تھی کہ زندگی کے ہر معاملے میں اس بات کی کوئی اہمیت نہیں کہ آپ سیکس کے دوران کونسا انداز اپناتے ہیں، اور یہ کہ ان انداز میں فرق ایک قدرتی امر ہے۔

دو گھنٹے بعد وہ دو نتیجوں پر پہنچی۔

پہلا یہ کہ اسے شام کا کھانا کھانا چاہئے کیونکہ اسے کوپا کبانہ پہنچنا تھا۔ دوسرا یہ کہ جس شخص نے یہ کتاب لکھی تھی وہ یقیناً اس موضوع کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا، کچھ بھی نہیں۔ یہ محض ایک کھوکھلے متن، مشرقی بے ہودگی، بے معنی رواجات اور احمقانہ تجاویز پر مشتمل تھی۔ ماریا کو یہ پتہ چلا کہ کتاب کی مصنفہ نے ہمالیہ (وہ ضرور یہ پتہ لگائے گی کہ یہ جگہ کہاں تھی) کے علاقے میں مصالحتی طرزِ عمل کا مطالعہ کیا تھا، یوگا (اس نے اس کے متعلق سن رکھا تھا) کی کلاسوں میں شرکت کی تھی اور یقیناً اس موضوع کے متعلق تفصیل سے پڑھا تھا، کیونکہ اس نے بہت سے مصنفوں کا حوالہ دیا تھا، لیکن وہ سب سے ضروری چیز سمجھنے میں ناکام رہی تھی۔ اس شخص (ایک عورت) نے ایسے موضوع پر کتاب لکھنے کی جرأت کیسے کی تھی جس کے بارے میں ماریا بھی پوری طرح سے نہیں جانتی تھی جو کہ اس پیشے سے وابستہ تھی۔ شاید سارا قصور ہمالیہ کے پہاڑوں کا تھا یا پھر اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک ایسی چیز کو انتہائی پیچیدہ بنا دیا گیا تھا جس کا حسن سادگی اور جوش و جذبے میں پنہاں ہے۔ اگر وہ عورت ایسی احمقانہ کتاب کی اشاعت اور اس کی فروخت میں کامیاب ہو سکتی تھی تو پھر شاید ماریا کو بھی اپنی کتاب ''گیارہ منٹ'' لکھنے کے بارے سنجیدگی سے سوچنا چاہئے۔ یہ طنز اور جھوٹ پر مبنی نہیں ہوگی۔ یہ محض اس کی کہانی ہوگی۔

لیکن نہ تو اس کے پاس وقت تھا اور نہ ہی اسے اس میں دلچسپی تھی۔ اسے رالف ہارٹ کو خوش کرنے اور یہ سیکھنے کی ضرورت تھی کہ فارم کا نظم ونسق کیسے چلایا جاتا ہے۔

ماریا کی ڈائری سے، اس بے زار کن کتاب کو ترک کرنے کے فوراً بعد۔

میں ایک مرد سے ملی اور اس کی محبت میں مبتلا ہو گئی۔ میں نے محض اسے بنا پر خود کو محبت میں مبتلا ہونے کی اجازت دے دی کہ میں اس سے کچھ بھی حاصل کرنے کی توقع نہیں کر رہی۔ میں جانتی ہوں کہ تین ماہ کے بعد میں یہاں سے بہت دور چلی جاؤں گی اور اس کی بس یادیں ہی باقی رہ جائیں گی، لیکن میں زیادہ عرصہ محبت کے بغیر نہیں رہ سکتی تھی، میں اپنی حدود تک پہنچ چکی تھی۔

میں رالف ہارٹ (یہ اس کا نام ہے) کے لئے ایک کہانی لکھ رہی ہوں۔ میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی کہ وہ اس کلب میں واپس آئے گا جہاں میں کام کرتی ہوں، لیکن زندگی میں پہلی مرتبہ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میرے لئے محض اس سے محبت کرنا، خیالوں میں اس کے ساتھ رہنا اور اس کے نقش اور اس کے الفاظ کے ذریعے اس خوبصورت شہر میں رنگ بھرنا ہی کافی ہے۔ جب میں اس ملک کو چھوڑ کر جاؤں گی تو اس کے پاس ایک شناخت ہوگی، ایک نام ہوگا اور آتش دان کی یاد ہوگی۔ مجھے یہاں جو تجربات ہوئے، جن مشکلات پر میں نے قابو پایا، ان کا اُس یاد کے ساتھ کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکے گا۔

میں اس کے لئے وہی کرنا چاہوں گی جو اس نے میرے لئے کیا۔ میں اس کے متعلق بہت زیادہ سوچ رہی ہوں اور میں محسوس کرتی ہوں کہ میرا اس کیفے میں جانا محض اتفاق نہیں تھا۔ انتہائی اہم ملاقاتوں کی منصوبہ بندی روحیں کرتی ہیں اس سے پہلے کہ جسم ایک دوسرے سے ملیں۔

عام طور پر یہ ملاقاتیں اس وقت ہوتی ہیں جب ہم انتہا کو پہنچ جاتے ہیں، جب ہمیں مرنے اور جذباتی طور پر دوبارہ پیدا ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ملاقاتیں ہمارا انتظار کر رہی ہیں لیکن عام طور پر ہم ان سے گریز کرتے ہیں۔ اگر ہم مایوس ہوں، اگرچہ ہمارے پاس کھونے کے لئے کچھ نہیں ہوتا، یا ہم زندگی سے بے حد لگاؤ رکھتے ہیں تو پھر کوئی انجانی چیز خود کو ظاہر کر دیتی ہے اور ہماری کائنات اپنی سمت تبدیل کر لیتی ہے۔

ہر کوئی جانتا ہے کہ محبت کیسے کی جاتی ہے کیونکہ یہ تحفہ ہمیں پیدائشی طور پر ملتا ہے۔ کچھ لوگوں کے پاس یہ صلاحیت قدرتی طور پر ہوتی ہے۔ لیکن زیادہ تر لوگوں کو اسے دوبارہ سے سیکھنا پڑتا ہے

اور یہ یاد کرنا پڑتا ہے کہ محبت کیسے کی جاتی ہے اور ہر کسی کو اپنے سابقہ جذبات کی آگ میں جلنا پڑتا ہے۔ مخصوص خوشیوں اور تکالیف اور زندگی کے نشیب وفراز سے دوبارہ گزرنا پڑتا ہے تاوقتیکہ وہ اس جوڑنے والی کڑی کو دیکھ سکیں جو ہر نئی ملاقات کے پیچھے موجود ہوتی ہے۔

اور پھر ہمارے جسم روح کی زبان بولنا سیکھ جاتے ہیں، جو سیکس کے نام سے جانی جاتی ہے

اور یہ ہی وہ چیز ہے جو میں اس شخص کو دے سکتی ہوں جس نے میری روح مجھے واپس دی، اگرچہ اسے ذرا سا بھی اندازہ نہیں کہ میری زندگی میں اس کی کتنی اہمیت ہے۔ اس نے مجھ سے اسی کی درخواست کی تھی اور یہ اسے ملے گا، میں اسے بہت خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔

# (20)



بعض اوقات زندگی بہت خودغرض ہو جاتی ہے، ایک شخص کسی نئے احساس کے بغیر دن، ہفتے اور مہینے گزار سکتا ہے۔ پھر جب ایک دروازہ کھلتا ہے۔ جیسا کہ ماریا کے ساتھ ہوا تھا، جب وہ رالف ہارٹ سے ملی تھی ___ تو ایک مثبت طوفان آتا ہے۔ ایک لمحے آپ کے پاس کچھ نہیں ہوتا اور اگلے لمحے آپ کے پاس اتنا کچھ ہوتا ہے کہ آپ اسے سنبھال نہیں پاتے۔

ڈائری لکھنے کے دو گھنٹے بعد جب وہ کام پر پہنچی تو کلب کا مالک، میلان اس کو تلاش کرتا ہوا اس کے پاس پہنچا:

''اچھا تو تم اس مصور کے ساتھ باہر گئی تھی، کیا واقعی ایسا ہوا تھا؟''

کلب کے سبھی لوگ یقیناً رالف کو جانتے تھے۔ ماریا نے یہ اس وقت محسوس کیا تھا جب اس نے دام پوچھے بغیر تین گاہکوں کا معاوضہ ادا کیا تھا۔ ماریا نے پُراسرار بننے کی اداکاری کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ لیکن میلان نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی، وہ اس زندگی کو ماریا سے بہتر جانتا تھا۔

''شاید تم اگلے مرحلے کے لئے تیار ہو۔ ہمارا ایک مخصوص گاہک ہے جو اکثر تمہارے بارے میں پوچھتا رہتا ہے۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ تم زیادہ تجربہ کار نہیں ہو اور اس نے میری بات پر یقین کر لیا، لیکن شاید اب وقت آ گیا ہے کہ تمہیں آزمایا جائے۔''

''خاص گاہک؟''

''اس بات کا اس مصور سے کیا تعلق ہے؟''

''وہ بھی ہمارا خاص گاہک ہے۔''

اچھا، تو اس نے رالف ہارٹ کے ساتھ جو کچھ کیا تھا وہ کلب کی کوئی دوسری عورت پہلے ہی

کر چکی تھی۔اس نے اپنا ہونٹ چبایا اور کچھ نہ بولی۔اس نے ایک انتہائی خوبصورت ہفتہ گزارا تھا اور اس نے جو لکھا تھا اسے وہ ہرگز نہیں بھولنا چاہئے۔

''کیا مجھے اس کے ساتھ بھی وہی کچھ کرنا چاہئے جو میں نے رالف کے ساتھ کیا تھا؟''

''مجھے نہیں معلوم کہ تم نے کیا کیا تھا،لیکن آج رات تمہیں اگر کوئی ڈرنک کی پیش کش کرے تو تم انکار کر دینا۔خاص گاہک زیادہ معاوضہ دیتے ہیں،تمہیں اس پر کوئی پچھتاوا نہیں ہوگا۔''

کلب کا کام معمول کے مطابق شروع ہوا۔تمام تھائی خواتین اکٹھی بیٹھی تھیں،کولمبیائی عورتوں نے حسب معمول ایسا رویہ اپنایا ہوا تھا کہ وہ سب کچھ جانتی تھیں جبکہ تینوں برازیلی عورتیں (بشمول ماریا) انہیں عدم توجہی کے ساتھ دیکھ رہی تھیں کہ جیسے کوئی بھی چیز انہیں حیران یا متاثر نہیں کرسکتی تھی۔ان سب کے علاوہ وہاں ایک آسٹرین اور دو جرمن عورتیں بھی تھیں اور وہ سب دراز قد اور زرد آنکھوں والی خوبصورت عورتیں تھیں جو کہ سابقہ مشرقی اتحاد کے ممالک سے آئی تھیں۔

مرد پہنچنا شروع ہو چکے تھے۔روسی،سوئس،جرمن،اور وہ سب انتہائی مصروف اور اعلیٰ عہدوں پر مامور تھے اور وہ دنیا کے مہنگے ترین شہروں میں سے ایک کی مہنگی ترین بیسواؤں کی خدمات کا معاوضہ ادا کرنے کی استطاعت رکھتے تھے۔ان میں سے کچھ ماریا کی میز پر آئے لیکن اس نے اپنی نظریں میلان پر رکھیں جس نے نفی میں سر ہلایا۔ماریا خوش تھی کہ آج رات اسے اپنی ٹانگیں نہیں کھولنی پڑیں گی،بدبوؤں کو برداشت نہیں کرنا پڑے گا یا سرد غسل خانے میں نہانا نہیں پڑے گا۔اسے بس اتنا کرنا تھا کہ اسے سیکس کے حوالے سے فکرمند شخص کو یہ سکھانا تھا کہ ہم بستری کیسے کی جاتی ہے اور اس نے اس کے متعلق سوچا تو اسے خیال آیا کہ ہر عورت اتنی تخلیقی نہیں ہوتی کہ وہ تحائف کا تبادلہ کرے۔

عین اسی وقت وہ یہ سوچ رہی تھی کہ ایسا کیوں تھا کہ یہ مرد ہر چیز کا تجربہ ہونے کے باوجود ایک مرتبہ پھر نئے سرے سے آغاز کرنا چاہتے تھے؟ لیکن ماریا کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں تھا۔جب تک وہ اسے خاطر خواہ معاوضہ دیتے رہیں تو ماریا کا کام ان کی خدمت کرنا تھا۔

کلب میں ایک شخص داخل ہوا،جو کہ رالف سے کم عمر دکھائی دیتا تھا۔وہ خوبصورت تھا اور کالے بالوں اور خوبصورت دانتوں کا مالک تھا اور ایک جیکٹ پہنے ہوئے تھا جو کہ ماؤ جیکٹ جیسی دکھائی دیتی تھی۔بغیر ٹائی کے،محض ایک بڑا کالر اور اس کے نیچے ایک بے داغ سفید قمیص۔وہ بار کی

جانب گیا جہاں وہ اور میلان دونوں پلٹ کر ماریا کی جانب دیکھنے لگے، پھر وہ اس کے قریب آ گیا۔ ماریا نے میلان کو اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دیکھا اور اسی لئے اس نے اس شخص کو میز پر بیٹھنے کی دعوت دی۔ اس نے ایک فروٹ جوس کاک ٹیل کا آرڈر دیا اور انتظار کرنے لگی کہ وہ شخص اسے رقص کی دعوت دے۔ پھر اس شخص نے اپنا تعارف کروایا:

''میرا نام ٹیرنس (Terence) ہے اور میں انگلینڈ کی ایک ریکارڈ کمپنی میں کام کرتا ہوں۔ چونکہ میرا یہ خیال ہے کہ میں ایک ایسی جگہ موجود ہوں جس کے عملے پر میں اعتماد کر سکتا ہوں اس لئے میں یہ امید کرتا ہوں کہ یہ سب مکمل طور پر میرے اور تمہارے بیچ میں ہی رہے گا۔''

ماریا برازیل کے بارے میں گفتگو شروع کرنے ہی والی تھی کہ اس نے اسے ٹوک دیا:

''میلان کہتا ہے کہ تم جانتی ہو کہ میں کیا چاہتا ہوں۔''

''مجھے کچھ اندازہ نہیں کہ تم کیا چاہتے ہو، لیکن میں اپنے کام سے واقف ہوں۔''

انہوں نے عام رواج کی تقلید نہ کی۔ ٹیرنس نے بل ادا کیا، ماریا کا ہاتھ تھاما اور وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے، جہاں اس نے ماریا کو ایک ہزار فرانک ادا کئے۔ ایک لمحے کے لئے ماریا کو وہ عرب شخص یاد آیا جس کے ساتھ وہ ایک ریستوران میں گئی تھی جو کہ مشہور مصوروں کی تصاویر سے بھرا پڑا تھا، اس کے بعد ایسا پہلی دفعہ ہوا تھا کہ اس نے اتنی ہی رقم وصول کی تھی اور اس سے خوش ہونے کی بجائے اس نے خود کو مضطرب محسوس کیا۔ ٹیکسی شہر کے مہنگے ترین ہوٹلوں میں سے ایک کے دروازے پر رک گئی۔

ٹیرنس نے قلی کو سلام کیا اور وہ اس جگہ پر مکمل طور پر پُرسکون دکھائی دیتا تھا۔ وہ دونوں سیدھے کمرے کی جانب گئے، جہاں سے دریا دکھائی دیتا تھا۔ اس نے وائن کی ایک بوتل کھولی، جو کہ ممکنہ طور پر انگوروں کی ایک نایاب شراب تھی، اور ماریا کو ایک گلاس کی پیش کش کی۔

ماریا اسے شراب پیتے ہوئے دیکھتی رہی اور سوچتی رہی کہ اس جیسا خوبصورت شخص ایک بیسوا سے کیا چاہتا تھا؟ چونکہ اس شخص نے بمشکل ہی اس سے کوئی بات کی تھی اس لئے وہ خاموش رہی۔ وہ یہ حساب لگانے کی کوشش کر رہی تھی کہ ایک مخصوص گاہک کو کیسے خوش کیا جا سکتا ہے۔ وہ یہ جانتی تھی کہ اسے شروعات نہیں کرنی چاہئے لیکن ایک مرتبہ جب اس سلسلے کا آغاز ہو گیا تو اسے جتنا جلدی ممکن ہو سکے اس کے احکامات کی پیروی کرنی چاہئے کیونکہ بہر حال ایسا ہر رات نہیں ہوتا تھا

کہ کوئی اسے ایک رات کے ایک ہزار فرانک ادا کرے۔

''ہمارے پاس بہت وقت ہے''، ٹیرنس نے کہا،'' دنیا جہاں کا وقت۔ اگر تم چاہو تو یہاں سو سکتی ہو۔''

اس کے عدم تحفظ کے احساسات ایک مرتبہ پھر واپس لوٹ آئے۔ یہ شخص کسی بھی طرح سے پریشان دکھائی نہیں دیتا تھا، اور اس کے دیگر گاہکوں کے برعکس وہ انتہائی دھیمے لہجے میں بات کرتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے کیا چاہئے تھا۔ اس نے اس مناسب کمرے میں، جس کی کھڑکی سے شہر کی جھیل کا نظارہ کیا جا سکتا تھا، میں مناسب آواز میں اپنی پسند کی موسیقی چلا دی۔ اس کا سوٹ نہایت عمدگی سے سِلا ہوا تھا اور اس کا سوٹ کیس ایک کونے میں پڑا ہوا تھا، جو کہ بہت ہی چھوٹا تھا، جیسے کہ وہ ہمیشہ کم سامان کے ساتھ سفر کرتا تھا یا جیسے وہ محض ایک رات کے لئے جنیوا آیا تھا۔

''میں اپنے گھر میں ہی سو جاؤں گی۔'' ماریا نے کہا۔

اس شخص کا رویہ مکمل طور پر تبدیل ہو گیا۔ اس کی شریفانہ آنکھوں میں سرد مہری کی جھلک نظر آنے لگی۔

''یہاں بیٹھو''، اس نے میز کے پاس پڑی ہوئی ایک کرسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

یہ ایک حکم تھا۔ خالصتاً ایک حکم۔ ماریا نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور خوشی محسوس کرنے لگی جو ایک عجیب بات تھی۔

''ٹھیک طرح سے بیٹھو، سیدھا اور پیچھے ہو کر، کسی عالی مرتبہ خاتون کی طرح۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں تمہیں سزا دوں گی۔''

۔ سزا دوں گا! ایک خاص گاہک! ماریا ایک ہی لمحے میں سب سمجھ گئی۔ اس نے اپنے بیگ میں سے ایک ہزار فرانک نکالے اور میز پر رکھ دیئے۔

''میں جانتی ہوں کہ تم کیا چاہتے ہو''، اس نے ٹیرنس کی نیلی اور سرد آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔'' اور میں یہ سب نہیں کروں گی۔''

وہ شخص اپنی معمول کی حالت میں واپس آنے لگا اور وہ دیکھ سکتا تھا کہ وہ سچ کہہ رہی تھی۔

''میرے ساتھ وائن کا ایک گلاس پیو''، اس نے کہا۔''میں تمہیں کچھ بھی کرنے پر مجبور نہیں

کروں گا۔'' اگر تم چاہو تو یا تو تم مزید کچھ دیر یہاں ٹھہر سکتی ہو یا پھر تم جا سکتی ہو۔''
اس سے وہ خود کو بہتر محسوس کرنے لگی۔

''میں ایک ملازمہ ہوں۔ میرا ایک باس ہے جو میری حفاظت کرتا ہے اور مجھ پر بھروسہ کرتا ہے۔ اگر تم اسے کچھ نہ بتاؤ تو میں تمہاری شکرگزار رہوں گی۔''

ماریا نے یہ سب التجا یا رحم کی درخواست کا تاثر دیئے بغیر کہا تھا، اس نے محض حقیقت بیان کی تھی۔

ٹیرنس ایک دفعہ پھر پہلے جیسا شخص بن گیا تھا۔ نہ ہی شریف اور نہ ہی سخت مزاج، محض ایک ایسا شخص جو کہ دیگر گاہکوں کے برعکس یہ تاثر دیتا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ اسے کیا چاہئے۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ ایک ایسے طلسم اور ایک ایسے کھیل میں سے نمودار ہوا تھا جو ابھی صحیح طرح سے شروع ہی نہیں ہوا تھا۔ کیا اس وقت وہاں سے چلے جانا اور اس ''خاص گاہک'' کی حقیقت دریافت نہ کرنا مناسب تھا؟

''تم چاہتے کیا ہو؟''

''تم جانتی ہو کہ میں کیا چاہتا ہوں درد، تکلیف اور بہت سی لذت۔''

عام طور پر غم اور خوشی ایک ساتھ نہیں چل سکتے، ماریا نے سوچا۔ اور پھر بھی وہ فوری طور پر یہ یقین کر لینا چاہتی تھی کہ ایسا ہوتا تھا لہٰذا وہ اپنے بہت سے منفی تجربات میں سے ایک کو مثبت بنانا چاہتی تھی۔

ٹیرنس نے ماریا کا ہاتھ تھاما اور اسے کھڑکی کے پاس لے گیا۔ وہ جھیل کی دوسری جانب ایک کیتھڈرل مینار دیکھ سکتے تھے۔ ماریا کو یاد آیا کہ وہ اور رالف سینٹیا گو جانے والے سڑک پر چہل قدمی کرتے ہوئے اس کے قریب سے گزرے تھے۔

''تم دریا، جھیل، گھروں اور چرچ کو دیکھ رہی ہو؟ یہ سب کچھ پانچ سو سال قبل بھی تقریباً ایسا ہی تھا، ماسوائے اس کے کہ یہ شہر ویران ہو چکا تھا۔ یورپ بھر میں ایک عجیب قسم کی وباء پھیل چکی تھی اور یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگ کیوں مر رہے تھے۔ انہوں نے اس وباء کو کالی موت کے نام سے پکارنا شروع کر دیا تھا، جو کہ خدا نے بنی نوع انسان کے گناہوں کی وجہ سے ان پر نازل کی تھی۔''

''پھر لوگوں کے ایک گروہ نے انسانیت کی خاطر قربانی دینے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے ایک ایسی چیز کی پیش کش کی جس سے وہ سب سے زیادہ ڈرتے تھے: جسمانی تکلیف۔ انہوں نے ان پلوں کے آر پار، اور ان گلیوں میں چہل قدمی کرتے ہوئے اور اپنے جسم پر کوڑوں اور سنگلیوں کے وار کرتے ہوئے دن گزارنے شروع کر دیئے۔ وہ خدا کے نام پر تکالیف برداشت کر رہے تھے اور اپنے درد کے ذریعے خدا کی حمد وثنا کر رہے تھے۔ جلد ہی انہیں احساس ہوا کہ وہ تنور میں ڈبل روٹیاں بنانے، کھیتوں میں کام کرنے یا اپنے جانوروں کو چارہ ڈالنے کی نسبت ایسا کرنے سے زیادہ خوشی محسوس کر رہے تھے۔ ان کا درد اب ان کے لئے اذیت کا باعث نہیں تھا بلکہ یہ مسرت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ تھا کیونکہ وہ انسانیت کو اس کے گناہوں سے نجات دلا رہے تھے۔ ان کا درد ان کی خوشی اور زندگی کا مقصد بن چکا تھا۔''

اس کی آنکھوں میں ایک دفعہ پھر سرد مہری چھا گئی۔ اس نے وہ رقم اٹھائی جو کہ ماریا نے میز پر رکھی تھی، اس میں سے ایک سو پچاس فرانک علیحدہ کیے اور اس کے بیگ میں ڈال دیئے۔

''اپنے باس کی فکر مت کرنا۔ یہ اس کی کمیشن ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اسے کچھ نہیں بتاؤں گا۔ تم اب جا سکتی ہو۔'' ماریا نے وہ رقم اسے واپس کر دی۔

''نہیں!''

اس وقت وہ وائن، ریستوران میں موجود عرب شخص، اداس مسکراہٹ والی عورت، اس تصور کہ وہ کبھی بھی اس بدبخت جگہ دوبارہ نہیں آئے گی، ایک نئی محبت کا خوف جو ایک مرد کی صورت میں اس کی جانب بڑھ رہا تھا، اپنے ماں کو لکھے ہوئے خط، جن میں اس نے موقعوں سے بھرپور عمدہ زندگی کے بارے میں بتایا تھا، وہ لڑکا جس نے اس سے پنسل ادھار مانگی تھی، اپنی زندگی کی راہ میں حائل مشکلات، اپنے تجسس، پیسوں، اپنی حدوں کو دریافت کرنے کی جستجو اور تمام کھوئے ہوئے مواقع کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اب وہاں ایک اور ماریا موجود تھی۔ وہ اب تحائف کی پیش کش نہیں کر رہی تھی، وہ خود کو قربانی کے لئے پیش کر رہی تھی۔

''اب میں خوفزدہ نہیں ہوں۔ آؤ اسے جاری رکھتے ہیں، اور اگر تم ضروری سمجھو تو تم میری بغاوت پر مجھے سزا دے سکتے ہو۔ میں نے اس شخص سے جھوٹ بولا ہے اور اسے دھوکا دیا ہے اور اسے بدنام کیا ہے جو میری حفاظت کرتا تھا اور جو مجھ سے محبت کرتا تھا۔''

اب وہ اس کھیل کے اہم مرحلے میں داخل ہو رہی تھی۔ وہ صحیح باتیں کر رہی تھی۔

''گھٹنوں کے بل جھک جاؤ''، ٹیرنس نے ایک دھیمے اور سرد لہجے میں کہا۔

ماریا نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے ساتھ کبھی بھی اس قسم کا برتاؤ نہیں کیا گیا تھا، اور وہ جانتی تھی کہ یا تو یہ اچھا تھا یا برا، وہ محض آگے جانا چاہتی تھی۔ وہ اس بات کی مستحق تھی کہ اس نے زندگی میں جو کچھ بھی کیا تھا اس پر اسے ذلیل کیا جائے۔ وہ ایک کردار ادا کر رہی تھی، ایک مختلف شخص اور ایک ایسی عورت بن گئی تھی جس کے بارے میں وہ کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔ ''تمہیں سزا دی جائے گی کیونکہ تم بالکل بے کار ہو، اس لئے کہ تم اصولوں سے واقف نہیں ہو اور اس لئے کہ تم سیکس، زندگی یا محبت کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔''

جب ٹیرنس بول رہا تھا تو وہ دو مختلف مردوں میں تبدیل ہو چکا تھا۔ ایک وہ جو دھیمے لہجے میں اصولوں کی وضاحت کر رہا تھا اور دوسرا وہ جو اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کر رہا تھا کہ ماریا خود کو دنیا کا سب سے بدنصیب انسان محسوس کر رہی تھی۔

''کیا تم جانتی ہو کہ میں یہ سب کیوں کر رہا ہوں؟'' کیونکہ کسی شخص کو ایک انجان دنیا سے متعارف کروانے سے بڑھ کر اور کوئی خوشی نہیں۔ کسی کو اس کے کنوارے پن سے محروم کر دینا۔ جسم کا کنوارہ پن نہیں بلکہ روح کا، سمجھ گئیں!''

ماریا سمجھ گئی تھی۔

''آج تم سوالات پوچھ سکتی ہو، لیکن اگلی دفعہ جب تھیٹر کا پردہ ہٹے گا تو کھیل شروع ہو جائے گا اور یہ رک نہیں سکے گا۔ ایسا اس لئے ہے کہ ہماری روحیں ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ یاد رکھو، یہ ایک کھیل ہے۔ تمہیں بہرصورت ایک ایسا شخص بننا ہے جیسا بننے کی تم میں کبھی بھی ہمت نہیں تھی۔ آہستہ آہستہ تم یہ جان جاؤ گی کہ تم وہی شخص ہو، لیکن اس سے پہلے کہ تمہیں یہ واضح طور پر نظر آئے، تمہیں خود کو ویسا ظاہر کرنا ہوگا۔''

''اور اگر میں اس تکلیف کو برداشت نہ کر سکی تو؟''

''تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی، اس میں محض کچھ ایسا ہے جو خود کو خوشی اور بھید میں تبدیل کر لیتا ہے۔ ایسا کہنا کھیل کا حصہ ہے کہ: ''میرے ساتھ ایسا سلوک مت کرو، تم مجھے تکلیف پہنچا رہے ہو۔'' اسی طرح ''رک جاؤ، میں مزید تکلیف برداشت نہیں کر سکتی۔'' کسی خطرے سے

بچنے کے لئے ..........''

اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی اور کہا،''اپنا سر نیچے رکھو، میری طرف مت دیکھو۔''

ماریا نے گھٹنوں کے بل جھکتے ہوئے اپنا سر نیچے کرلیا اور فرش کی جانب دیکھنے لگی۔

''......اس تعلق کو کسی جسمانی نقصان سے محفوظ رکھنے کے لئے ہم دو خفیہ الفاظ کا سہارا لیں گے۔ اگر ہم دونوں میں سے کوئی کہے'' پیلا'' تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ تشدد میں تھوڑی کمی کی جانی چاہئے۔ اگر ہم میں سے کوئی ''سرخ'' کہے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اسے فوراً روک دینا چاہئے۔''

''تم نے کہا،''ہم میں سے ایک''..........''

''ہم پوزیشن تبدیل کریں گے۔ کوئی بھی کسی دوسرے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ کوئی بھی یہ نہیں جان سکتا کہ کسی شخص کو ذلیل کیسے کیا جاتا ہے اگر وہ خود اس ذلت کے تجربے سے نہ گزرا ہو۔''

یہ انتہائی ہولناک الفاظ تھے اور یہ کسی ایسی دنیا سے تعلق رکھتے تھے جسے وہ نہیں جانتی تھی، تاریکی، دلدل اور تعفن سے بھرپور الفاظ۔ اس کے باوجود وہ اسے جاری رکھنا چاہتی تھی۔ اس کا جسم خوف اور خوشی سے کانپ رہا تھا۔

ٹیرنس نے ایک غیر متوقع شفقت کے ساتھ اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا۔

''بس اتنا ہی کافی ہے۔''

اس نے ماریا کو کھڑے ہونے کو کہا، کسی رحمدلی کے ساتھ تو نہیں لیکن اس روکھی جارحیت کے ساتھ بھی نہیں جس کا اظہار اس نے کچھ دیر پہلے کیا تھا۔ ماریا جو اب تک کانپ رہی تھی، نے اپنی جیکٹ پہن لی۔ ٹیرنس اس کی کیفیت سے آگاہ ہو چکا تھا۔

''جانے سے پہلے ایک سگریٹ پیو۔''

''کچھ بھی نہیں ہوا''، ماریا نے کہا۔

''اس کی ضرورت بھی نہیں، یہ تمہاری روح میں وقوع پذیر ہونا شروع ہو گا، اور جب ہم اگلی دفعہ ملیں گے تو تم تیار ہو گی۔''

''کیا آج کی رات ایک ہزار فرانک کے قابل تھی؟''

ٹیرنس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے بھی ایک سگریٹ سلگا لیا اور انہوں نے اپنی وائن ختم کی، شاندار موسیقی سنی اور خاموشی کا لطف اٹھایا یہاں تک کہ کچھ کہنے کا لمحہ آن پہنچا اور جب ایسا ہوا تو ماریا اپنے ہی الفاظ پر حیران رہ گئی!

''میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ میں اس دلدل میں کیوں قدم رکھنا چاہتی ہوں؟''

''ایک ہزار فرانک کی وجہ سے۔''

''نہیں یہ وجہ نہیں ہے۔''

ٹیرنس اس کے جواب پر خوش دکھائی دیتا تھا۔

''میں نے یہ سوال اپنے آپ سے بھی پوچھا تھا۔ مارکیز ڈی سیڈ نے کہا تھا کہ اہم ترین تجربات جو کسی شخص کو پیش آسکتے ہیں، وہ ہیں جو اسے آخری حد تک لے جاتے ہیں۔ ہم محض اس طریقے سے کچھ سیکھتے ہیں، کیونکہ اس کے لئے ہماری تمام تر ہمت درکار ہوتی ہے، جب ایک باس اپنے ملازم کی تذلیل کرتا ہے یا جب ایک مرد اپنی بیوی کی تذلیل کرتا ہے تو وہ اپنی بزدلی کا اظہار کر رہا ہوتا ہے یا زندگی سے بدلہ لے رہا ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کبھی بھی اپنی روح کی گہرائیوں میں جھانکنے کی جرأت نہیں کی تھی، نہ کبھی کسی جنگلی درندے کو بے لگام چھوڑنے کی خواہش کے ماخذ کے بارے میں جاننے کی کوشش کی تھی اور نہ ہی یہ سمجھنے کی کوشش کی تھی کہ سیکس، درد اور محبت انتہائی سخت تجربات ہیں۔

محض وہی لوگ زندگی سے واقف ہیں جو ان حدوں سے واقف ہیں، باقی سب محض وقت گزار رہے ہیں، وہی کام دوہرا رہے ہیں، اور اس دنیا میں اپنے اقدامات کی اصل حقیقت کو جانے بغیر بوڑھے ہو کر موت کی آغوش میں جا رہے ہیں۔

ایک مرتبہ پھر گلی میں، ایک مرتبہ پھر سردی میں اور ایک مرتبہ پھر وہی پیدل چلنے کی خواہش۔ وہ شخص غلط کہہ رہا تھا۔ خدا کو پانے کے لئے اپنے شیطانوں کو جاننا ضروری نہیں تھا۔ وہ طالب علموں کے ایک گروہ کے پاس سے گزری جو ایک بار میں سے نکل رہے تھے۔ وہ سب خوش تھے اور قدرے نشے کی حالت میں تھے، وہ سب خوش شکل اور صحت مند تھے۔ وہ جلد ہی اپنی یونیورسٹی کی تعلیم ختم کر لیں گے اور جیسا کہ لوگ کہا کرتے تھے، اپنی ''اصل زندگی'' کا آغاز کریں گے۔ کام، شادی، بچے، ٹیلی ویژن، تلخی، بڑھاپے کا دور، بہت کچھ کھو دینے کا احساس، مایوسی، بیماری،

معذوری، دوسروں پر انحصار، تنہائی اور موت۔

یہ سب کیا ہو رہا تھا؟ وہ بھی سکون کی تلاش میں تھی جس میں وہ اپنی ''اصل زندگی'' کو جی سکے۔ سوئٹزرلینڈ میں گزارا ہوا وقت، جس میں اس نے وہ سب کیا تھا جس کا اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا، محض اس کی زندگی کا ایک مشکل دور تھا، جس میں سے ہر کسی کو کبھی نہ کبھی گزرنا پڑتا ہے۔ اس مشکل مرحلے کے دوران، وہ باقاعدگی کے ساتھ کوپا کبانہ جاتی، پیسوں کی خاطر مردوں کے ساتھ ہم بستری کرتی اور ایک معصوم لڑکی، ایک فاحشہ اور ایک ذی شعور ماں کا کردار ادا کرتی، جس کا انحصار اس بات پر ہوتا تھا کہ اس کا گاہک کون تھا۔ لیکن یہ محض اس کا کام تھا جو کہ وہ ان مشوروں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور کم سے کم دلچسپی لیتے ہوئے نہایت پیشہ ورانہ مہارت کے ساتھ سرانجام دیتی تھی، اور وہ ڈرتی تھی کہ کہیں وہ اس کی عادی نہ ہو جائے۔ اس نے نو مہینے اپنے اردگرد کی دنیا کو قابو میں رکھتے ہوئے گزارے تھے اور اپنے ملک واپس لوٹنے سے کچھ دیر پہلے اس پر یہ حقیقت آشکار ہو رہی تھی کہ وہ کسی بھی چیز کا تقاضہ کئے بغیر محبت کرنے اور بغیر کسی وجہ کے اذیتیں جھیلنے کی اہلیت رکھتی تھی۔ یہ ایسا ہی تھا کہ زندگی نے اسے اپنے معمات، خوبیوں اور خامیوں سے آگاہ کرنے کا عجیب انداز اختیار کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

ماریا کی ڈائری سے، ٹیرنس سے پہلی ملاقات سے اگلی رات کے دوران:

اس نے مارکیز ڈی سیڈ کا حوالہ دیا تھا جس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی، سوائے لفظ ''Sadism'' کے۔ یہ سچ ہے کہ ہم محض اس وقت ایک دوسرے کو جانتے ہیں جب ہم اپنی حدوں سے نبرد آزما ہوتے ہیں۔ لیکن یہ غلط بھی ہے، کیونکہ اپنے بارے میں سب کچھ جاننا ضروری نہیں۔ بنی نوع انسان کی تخلیق محض اس لئے نہیں ہوئی تھی کہ وہ حکمت کو تلاش کریں بلکہ اس لئے بھی کہ وہ زمین پر ہل چلائیں، بارش کا انتظار کریں، گندم کاشت کریں، فصلوں کی کٹائی کریں، اناج اکٹھا کریں اور روٹی بنائیں۔

میری شخصیت کے دو پہلو ہیں۔ ایک وہ تمام خوشیاں، چاہتیں اور مہم جوئی حاصل کرنا چاہتی ہے جو زندگی مجھے دے سکتی ہے۔ دوسری روزمرہ کے معمولات، گھریلو زندگی اور ان چیزوں کی غلام بننا چاہتی ہے، جن کی منصوبہ بندی کی جا سکتی ہے اور جنہیں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

میں ایک گھریلو عورت اور ایک بیسوا ہوں۔ہم دونوں ایک ہی جسم میں رہ رہی ہیں اور ایک دوسرے سے مقابلہ کر رہی ہیں۔

ان دونوں خواتین کا میل ایک انتہائی خطرناک کھیل ہے۔ایک خدائی رقص۔جب ہم ملتے ہیں تو دو خدائی قوتیں اور دو جہان آپس میں ٹکراتے ہیں۔اگر یہ ملاقات ادب واحترام کے ساتھ جاری نہ رہے تو ایک کائنات دوسری کائنات کو تباہ کر دیتی ہے۔

# (21)



وہ ایک مرتبہ پھر رالف ہارٹ کی بیٹھک میں موجود تھی، جہاں وہ دونوں ایک مرتبہ پھر وائن کی ایک بوتل کے ساتھ آتش دان کے سامنے فرش پر بیٹھے ہوئے تھے اور پچھلی رات اس انگلستانی شخص نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا تھا وہ محض ایک خواب یا ایک خوفناک خواب تھا، جس کا انحصار اس بات پر تھا کہ وہ کیسا محسوس کر رہی تھی۔ اب وہ ایک مرتبہ پھر زندہ رہنے یا اس کی بجائے مکمل طور پر شکست تسلیم کر لینے کا سبب جاننے کی کوشش کر رہی تھی جس کے تحت ایک شخص کسی کو اپنا دل دیتا ہے اور بدلے میں کسی چیز کا تقاضا نہیں کرتا۔ ماریا نے اس لمحے کے انتظار میں ایک عمر گزار دی تھی۔ وہ بالآخر یہ جان چکی تھی کہ جو وہ سوچتی تھی اس کا سچی محبت سے کوئی تعلق نہیں تھا، اس کا تعلق واقعات کے سلسلے سے تھا ____ مثال کے طور پر اظہار عشق، منگنی، شادی، بچے، انتظار کرنا، کھانا پکانا، اتوار کے روز تفریحی پارک جانا، مزید انتظار کرنا، اکٹھے بوڑھے ہو جانا، انتظار کا خاتمہ، اور پھر اس کے بعد آپ کے خاوند کی ریٹائرمنٹ، بیماری اور مل کر اپنے خوابوں کو پورا کرنے کا احساس جس کے لئے بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔

ماریا نے اس شخص کی جانب دیکھا جسے اس نے اپنا سب کچھ دینے کا فیصلہ کیا تھا اور اس نے عزم کیا تھا کہ وہ کبھی بھی اس سے اپنے جذبات کا اظہار نہیں کرے گی، کیونکہ جو کچھ وہ سوچ رہی تھی اس کے حقیقت میں تبدیل ہونے کے بہت کم امکانات تھے۔ رالف کافی پُرسکون دکھائی دیتا تھا، کہ جیسے وہ اپنی زندگی کے ایک دلچسپ دور کا آغاز کر رہا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا اور ماریا کو اپنے میونخ (Munich) کے حالیہ دورے کے بارے میں بتا رہا تھا جہاں وہ ایک اہم عجائب گھر کے ڈائریکٹر سے ملنے گیا تھا۔

''اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میری تصویر ''جنیوا کے چہرے'' مکمل ہو چکی تھی یا نہیں۔

میں نے کہا کہ مجھے ایک ایسا فرد ملا ہے جس کی میں تصویر بنانا چاہوں گا، ایک ایسی عورت جو روشنی سے لبریز ہے، لیکن میں اپنے متعلق گفتگو نہیں کرنا چاہتا، میں تمہیں گلے لگانا چاہتا ہوں، مجھے تمہاری خواہش ہے۔''

خواہش، خواہش؟ خواہش! اس شام کا نقطہ آغاز یہی تھا، کیونکہ یہ ایسی چیز تھی جسے وہ بہت اچھی طرح سے جانتی تھی!

مثال کے طور پر آپ خواہش کے مقصد کو فوری طور پر سپرد نہ کر کے خواہش کو بیدار کرتے ہیں۔

''تو پھر ٹھیک ہے، میری خواہش کرو۔ ہم یہاں اسی لئے بیٹھے ہیں۔ تم مجھ سے ایک قدم سے بھی کم دوری کے فاصلے پر ہو۔ تم ایک نائٹ کلب گئے، میری خدمات کا معاوضہ ادا کیا اور تم جانتے ہو کہ تمہیں مجھے چھونے کا حق حاصل ہے۔ لیکن تم میں اس کی جرأت نہیں۔ میری طرف دیکھو۔ میری طرف دیکھو اور یہ سوچو کہ شاید میں نہیں چاہتی کہ تم میری طرف دیکھو۔ یہ تصور کرو کہ میرے کپڑوں کے نیچے کیا چھپا ہوا ہے۔''

وہ کام کے دوران ہمیشہ سیاہ لباس زیب تن کرتی تھی اور وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ کوپا کبانہ کی دیگر لڑکیاں مردوں کے شہوانی جذبات کو اُبھارنے کے لئے بڑے گلے اور بھڑکیلے رنگوں والے لباس کیوں پہنتی تھیں۔ ماریا کو یہ لگتا تھا کہ اگر وہ ان دیگر خواتین جیسا لباس پہنے جو شاید ان مردوں کو اپنے دفتر، کسی ٹرین میں یا اپنی بیوی کی دوستوں کے گھر میں نظر آئیں تو یہ ان کے لئے زیادہ خوشی کا باعث ہوگا۔

رالف نے ماریا کی طرف دیکھا۔ ماریا کو یہ محسوس ہوا کہ وہ اس کے کپڑے اُتار رہا تھا اور وہ بغیر کسی ربط کے چاہت کے اس انداز سے لطف اندوز ہوئی، کہ جیسے وہ کسی ریستوران میں بیٹھی تھی یا کسی سینما کی قطار میں کھڑی تھی۔

''ہم ایک ٹرین سٹیشن پر موجود ہیں''، ماریا نے اپنی بات جاری رکھی۔ ''میں تمہارے آگے کھڑی ہوں اور ٹرین کا انتظار کر رہی ہوں، لیکن تم مجھے نہیں جانتے۔ میری نظریں اتفاقیہ طور پر تم سے ملتی ہیں اور میں اپنی نظریں نہیں ہٹاتی۔ تم نہیں جانتے کہ میں کیا کہنے کی کوشش کر رہی ہوں، کیونکہ اگرچہ تم ایک ذہین شخص ہو اور دوسرے لوگوں میں ایک ''روشنی'' دیکھنے کی اہلیت رکھتے ہو

تاہم تم اتنے حساس نہیں ہو کہ تم یہ دیکھو کہ یہ روشنی کس چیز کا اظہار کر رہی ہے۔"
اسے "تھیز" کے متعلق پتہ چلا تھا۔ وہ جتنا جلدی ممکن ہو سکے اس انگلستانی شخص کے چہرے کو بھول جانا چاہتی تھی لیکن وہ وہیں موجود تھا اور خیالوں میں اس کی رہنمائی کر رہا تھا۔

"میری نظریں تم پر جمی ہیں اور شاید میں دل ہی دل میں یہ سوچ رہی ہوں کہ" کیا میں نے اس شخص کو کہیں دیکھا ہے؟" یا میں صرف بے چینی کا شکار ہوں؟ یا پھر شاید میں بے مروّت نظر آنے سے ڈرتی ہوں۔ شاید تم مجھے جانتے ہو اور اسی لئے میں تمہیں چند سیکنڈ کی رعایت دیتی ہوں تاوقتیکہ یا تو یہ بات واضح ہو جائے کہ تم واقعی مجھے جانتے ہو یا پھر یہ کہ یہ محض ایک غلط فہمی ہے۔"

"لیکن شاید میں دنیا کی ایک سادہ ترین چیز یعنی ایک مرد کو پانے کی خواہش بھی کر سکتی تھی۔ شاید میں ایک ناخوشگوار معاشقے سے گریز کرنے کی کوشش کر سکتی تھی۔ شاید میں اپنی حالیہ بے وفائی پر خود سے انتقام لینے کی توقع کر سکتی تھی اور کسی اجنبی کی تلاش میں ریلوے سٹیشن جا سکتی تھی۔ شاید میں محض ایک رات کے لئے تمہاری بیسوا بننے کی خواہش کر سکتی تھی تاکہ میں اپنی بے کیف زندگی میں کوئی منفرد کام کر سکوں۔ حتیٰ کہ میں ایک اصلی بیسوا بھی بن سکتی تھی جو کام کی تلاش میں ہو۔"

وہ کچھ دیر خاموش رہے۔ ماریا بدحواس ہو چکی تھی۔ وہ ہوٹل کے کمرے میں پہنچ گئی تھی اور اپنی بے عزتی کو یاد کر رہی تھی۔ "پیلا"، "سرخ"، درد اور بے پناہ لذت۔ اس مقابلے نے ماریا کی روح کو کچھ اس طرح سے ہلا کر رکھ دیا تھا جو اسے بالکل پسند نہیں تھا۔

رالف نے اس کے خیالات بھانپ لئے اور اسے ٹرین سٹیشن پر واپس لانے کی کوشش کی۔

"کیا اُس ملاقات کے دوران تم میری خواہش بھی کرتی ہو؟"

"میں نہیں جانتی۔ ہم گفتگو نہیں کرتے۔ تم کچھ نہیں جانتے۔"

وہ ایک مرتبہ پھر بدحواس ہو جاتی ہے۔ "تھیز" کا تصور واقعی کافی مددگار ثابت ہو رہا ہے۔ یہ اصل لوگوں کو سامنے لے آتا ہے اور ان غلط لوگوں کو دور کر دیتا ہے جو ہمارے اندر رہتے ہیں۔

"حقیقت یہ ہے کہ میں تم پر سے اپنی نظریں نہیں ہٹاتی اور تم یہ نہیں جانتے کہ تمہیں کیا کرنا چاہئے۔ کیا تمہیں پہل کرنی چاہئے؟ کیا تمہیں مسترد کر دیا جائے گا؟ کیا میں چوکیدار کو آواز دوں گی؟ یا شاید تمہیں ایک کافی کے لئے مدعو کروں گی؟"

''میں میونخ سے واپس آیا ہوں''، رالف ہارٹ نے کہا، اور اس کی آواز مختلف لگ رہی تھی کہ جیسے وہ واقعی پہلی دفعہ مل رہے تھے۔ ''میں سیکس سے تعلق رکھنے والی متعدد شخصیات کی تصاویر اور ان کے بہت سے نقابوں کے بارے میں سوچ رہا ہوں جو لوگ اس لئے پہنتے ہیں کہ انہیں کبھی حقیقی مڈھ بھیڑ کا تجربہ نہ ہو۔''

وہ ''تھیٹر'' کے بارے میں جانتا تھا۔ میلان نے کہا تھا کہ وہ بھی ایک ''خاص گاہک'' تھا۔ الارم کی گھنٹی بجی لیکن ماریا کو سوچنے کے لئے وقت درکار تھا۔

''عجائب گھر کے ڈائریکٹر نے مجھ سے کہا: تم کس چیز کو اپنے کام کی بنیاد بناؤ گے؟'' میں نے کہا: ان عورتوں کو جو خود کو اتنا آزاد محسوس کرتی ہیں کہ وہ کسی کے ساتھ ہم بستری کرتے ہوئے گزر بسر کر سکیں۔ اس نے کہا: ''یہ سودمند ثابت نہیں ہوگا، ہم ایسی خواتین کو بیسوا کے نام سے پکارتے ہیں۔'' میں نے کہا: ''ٹھیک ہے، وہ بیسوائیں ہیں، میں ان کے ماضی کا مطالعہ کروں گا اور ایسی ذی شعور چیز تخلیق کروں گا جو عجائب گھر کا دورہ کرنے والے خاندانوں کے ذوق کے عین مطابق ہوگی۔ اصل سوال ثقافت اور کسی ایسی چیز کو پیش کرنے کے قابلِ قبول طریقے کا ہے جسے دوسری صورت میں قبول کرنا خاصا مشکل ہے۔''

''ڈائریکٹر اپنی بات پر مصر رہا: لیکن سیکس اب ایک ممنوعہ چیز نہیں رہی، اس کا اس کو اس قدر فروغ دیا گیا ہے کہ اس موضوع میں سے کوئی نئی چیز وجود میں لانا بہت مشکل ہے۔'' میں نے کہا: ''تمہیں معلوم ہے کہ جنسی خواہش کیسے وجود میں آتی ہے؟'' ہماری جبلت میں سے، ڈائریکٹر نے کہا۔ میں نے کہا: ''ہاں ہماری جبلت میں سے، لیکن یہ تو سب جانتے ہیں۔''

''ہم جس چیز کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں اگر وہ محض سائنس ہے تو پھر تم ایک خوبصورت نمائش کا انعقاد کیسے کر سکتے ہو؟ میں اس چیز کے متعلق گفتگو کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ایک شخص اس کشش کی وضاحت اسی طرح کرتا ہے جیسے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک فلسفی اس کی وضاحت کرے گا۔'' ڈائریکٹر نے مجھے اس حوالے سے کوئی مثال پیش کرنے کو کہا۔ میں نے کہا کہ اگر میں ٹرین کے ذریعے گھر واپس جاؤں اور ایک عورت میری طرف دیکھے تو میں اس کے قریب جاؤں گا اور اس سے بات کروں گا۔ میں اس سے کہوں گا کہ چونکہ ہم ایک دوسرے کو نہیں جانتے اس لئے ہمیں اس بات کی آزادی ہے کہ ہم وہ سب کچھ کریں جو ہم کرنا چاہتے ہیں، اپنی تمام

خواہشات کو پورا کریں اور پھر اپنے گھر اپنی بیوی یا خاوند کے پاس جائیں اور پھر کبھی ایک دوسرے سے نہ ملیں اور پھر ٹرین سٹیشن پر میں تمہیں دیکھتا ہوں۔''

''تمہاری کہانی اس قدر دلچسپ ہے کہ اس سے تمہاری خواہش کے ختم ہونے کا خدشہ ہے۔''

رالف ہارٹ ہنس پڑا اور اس نے ماریا کی بات سے اتفاق کیا۔ وہ وائن کی ایک بوتل ختم کر چکے تھے اور رالف ایک بوتل لینے کے لئے کچن میں گیا اور ماریا وہاں بیٹھ کر آگ کو دیکھتی رہیں۔ وہ جانتی تھی کہ اگلا قدم کیا ہوگا، لیکن عین اسی وقت وہ وہاں کے آرام دہ ماحول سے لطف اندوز ہو رہی تھی، انگلستانی شخص کو بھول چکی تھی اور ایک مرتبہ پھر ہتھیار ڈال دینے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

رالف نے وائن کے دو گلاس بھرے اور ماریا نے کہا:

''میں محض اپنے تجسس کی وجہ سے پوچھ رہی ہوں، کہ تم عجائب گھر کے ڈائریکٹر کے ساتھ اس کہانی کا اختتام کیسے کرو گے؟''

''چونکہ میں ایک ذی شعور شخص کے ساتھ تھا اس لئے میں افلاطون کا حوالہ دوں گا۔ اس کے مطابق، جب مرد اور عورت کو بنایا گیا تھا تو وہ ایسے نہیں تھے جیسے کہ وہ اب ہیں، اس وقت محض ایک انسان کا وجود تھا جو قدرے چھوٹے قد کا مالک تھا اور اس کا ایک دھڑ اور ایک گردن تھی، لیکن اس کے سر کے دو چہرے تھے جو مختلف اطراف میں دیکھتے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے دو مخلوقوں کو آپس میں جوڑ دیا گیا تھا۔ یہ انسان جنسی اعضاء کے دو سیٹ، چار ٹانگوں اور چار بازوؤں کا مالک تھا۔''

تاہم یونانی دیوتا اس سے حسد کرتے تھے، کیونکہ چار ٹانگوں اور چار بازوؤں والا یہ انسان زیادہ مشقت کر سکتا تھا، اور دو چہروں کی مدد سے یہ چوکنا رہتا تھا اور اس پر اچانک حملہ نہیں کیا جا سکتا تھا، اور چار بازوؤں اور چار ٹانگوں کا مطلب یہ تھا کہ یہ تھکاوٹ محسوس کئے بغیر ایک وقت میں ایک لمبے عرصے تک پیدل چل سکتا تھا یا ایک جگہ کھڑا رہ سکتا تھا۔ اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ تھی کہ یہ دوہرے اور مختلف جنسی اعضاء کا مالک تھا اس لئے اسے پیدائش کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے کسی دوسرے فرد کی ضرورت نہیں تھی۔

اولمپس کے حاکم اعلیٰ، ذیوس (Zeus) نے کہا: ''میں نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ میں ان انسانوں کو ان کی چند صلاحیتوں سے محروم کر دوں۔''

''اور اس نے آسمانی بجلی کے ذریعے انہیں دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اس طرح عورت اور مرد کی تخلیق ہوئی، اس کی وجہ سے دنیا کی آبادی میں بے پناہ اضافہ ہوا اور عین اسی وقت یہاں کے باشندے بدحواسی اور کمزوری کا شکار ہو گئے کیونکہ اب انہیں اپنے کھوئے ہوئے جسم کو تلاش کرنا تھا اور اسے اپنانا تھا اور اس دوران اپنی کھوئی ہوئی صلاحیت، ایک طویل عرصے تک پیدل چلنے اور سخت مشقت کرنے کی سکت کو دوبارہ حاصل کرنا تھا۔ وہ ملاپ جس میں دو جسم ایک مرتبہ پھر سے ایک ہونے کے لئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اسے ہم سیکس کے نام سے پکارتے ہیں۔''

''کیا یہ سچی کہانی ہے؟''

''یونانی فلسفی افلاطون کے مطابق، ہاں یہ سچی کہانی ہے۔''

ماریا رالف کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہی تھی، وہ مسحور ہو چکی تھی اور گزشتہ رات کے تجربے کا اثر زائل ہو چکا تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے سامنے بیٹھے ہوئے شخص میں بھی وہی ''روشنی'' تھی جو اس نے ماریا میں دیکھی تھی، وہ اسے ایک عجیب کہانی سنانے میں مکمل طور پر محو ہو چکا تھا، اور اس کی آنکھوں میں کسی خواہش کی نہیں بلکہ ایک خوشی کی چمک تھی۔

''کیا تم مجھ پر ایک احسان کرو گے؟''

رالف نے کہا کہ وہ کوئی بھی مطالبہ کر سکتی تھی۔

''کیا یہ جاننا ممکن ہے کہ جب دیوتاؤں نے اس چار ٹانگوں والے انسان کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا تب چند لوگوں نے یہ فیصلہ کیوں کیا تھا کہ یہ ملاپ ایک معمولی سی چیز ہو سکتی تھی، محض ایک کاروباری لین دین جیسی، جو لوگوں کی قوت کو بڑھانے کی بجائے اسے کمزور کرتی تھی؟''

''تمہارا مطلب ہے جسم فروشی؟''

''ہاں، کیا تم یہ پتہ لگا سکتے ہو کہ کیا ابتداء میں سیکس ایک مقدس چیز تھی؟''

''اگر تم چاہتی ہو تو''، رالف نے جواب دیا، ''اگرچہ یہ ایسی چیز ہے جس کے بارے میں میں نے اور جہاں تک میرے علم میں ہے، کسی نے بھی آج تک اس کے بارے میں نہیں سوچا۔ شاید اس موضوع کے حوالے سے کسی قسم کا ادبی مواد بھی دستیاب نہیں۔''

ماریا اس دباؤ کو زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

''کیا کبھی تمہارے دل میں یہ بات آئی ہے کہ خواتین اور بالخصوص بیسوائیں محبت کرنے کی اہلیت رکھتی ہیں؟''

''ہاں ایسا ہوا ہے۔ یہ بات مجھے پہلے دن محسوس ہوئی جب ہم کیفے میں بیٹھے تھے اور میں نے تمہاری روشنی دیکھی تھی۔ پھر جب میں نے تمہیں کافی کے ایک پیالی کی پیش کش کرنے کا فیصلہ کیا تو میں نے ہر چیز اور حتیٰ کہ اس امکان پر یقین کر لیا کہ تم مجھے اسی دنیا میں واپس لے جاؤ گی جسے میں کافی عرصہ پہلے خیر باد کہہ چکا تھا۔''

اب واپسی کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ ماریا جو ایک معلم تھی، کو فوری طور پر اپنی مدد کرنے کی ضرورت تھی ورنہ وہ رالف کا بوسہ لے لے گی۔ اس سے بغل گیر ہو جائے گی اور التجا کرے گی کہ وہ کبھی اسے چھوڑ کر نہ جائے۔

''چلو ٹرین سٹیشن واپس چلتے ہیں''، ماریا نے کہا۔ یا اس کی بجائے چلو اس کمرے میں واپس آتے ہیں اور اس دن کو یاد کرتے ہیں جب ہم پہلی مرتبہ یہاں اکٹھے بیٹھے تھے اور تم نے تسلیم کر لیا تھا کہ میں وہاں موجود تھی اور تم نے مجھے ایک تحفہ دیا تھا۔ یہ تمہاری میری روح میں داخل ہونے کی پہلی کوشش تھی اور تم بے یقینی کا شکار تھے کہ تمہیں خوش آمدید کہا گیا تھا یا نہیں۔ لیکن جیسا کہ تم نے اپنی کہانی میں کہا تھا کہ ایک دفعہ انسانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا اور اب وہ اس ملاپ کی تلاش میں ہیں جو انہیں ایک مرتبہ پھر متحد کر دے گا۔ یہ ہماری جبلت میں شامل ہے۔ لیکن یہ ان تمام مشکلات کا مقابلہ کرنے کی وجہ بھی ہے جو ہمیں اس تلاش کے دوران پیش آتی ہیں۔

''میں چاہتی ہوں کہ تم میری طرف دیکھو، لیکن میں چاہتی ہوں کہ تم اس بات کا خیال رکھو میں اس پر کوئی توجہ نہیں دیتی۔ ابتدائی خواہش اہم ہے کیونکہ یہ پوشیدہ اور ممنوعہ ہے اور اس کی اجازت نہیں ہے۔ تم یہ نہیں جانتے کہ آیا تم اپنے کھوئے ہوئے نصف حصے کو دیکھ رہے ہو یا نہیں۔ وہ کچھ بھی نہیں جانتی لیکن کوئی چیز تم دونوں کو اکٹھا کر رہی ہے اور تمہیں یہ یقین کر لینا چاہئے کہ دونوں ایک دوسرے کے نصف حصے ہو۔''

میرے ذہن میں یہ سب باتیں کہاں سے آ رہی ہیں؟ یہ سب باتیں میں دل کی گہرائی سے کہہ رہی ہوں کیونکہ میں ہمیشہ سے ؟؛ ایسا چاہتی تھی۔

ماریا نے اپنے لباس کا فیتہ کندھے پر سے نیچے گرا دیا، اتنا نیچے کہ اس کے نپل کا تھوڑا سا

حصہ دکھائی دینے لگا۔

''خواہش وہ نہیں جو آپ دیکھتے ہیں، بلکہ وہ ہے جو آپ سوچتے ہیں۔''

رالف ہارٹ ایک ایسی عورت کی طرف دیکھ رہا تھا جس کے بال سیاہ تھے اور وہ سیاہ رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھی، جو اس کی بیٹھک کے فرش پر بیٹھی تھی اور وہ نامعقول خواہشات سے بھری ہوئی تھی، جیسے کہ موسمِ گرما کے وسط میں آگ جلانا۔ ہاں وہ یہ تصور کرنا چاہے گا کہ اس کے کپڑوں میں کیا چھپا ہوا تھا، وہ اس کی چھاتیوں کے حجم کا اندازہ لگا سکتا تھا اور وہ جانتا تھا کہ اسے انگیا پہننے کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی جو کہ اس نے پہنی ہوئی تھی، اگرچہ یہ اسے اپنے کام کے لئے پہننی پڑتی تھی۔ اس کی چھاتیاں نہ زیادہ بڑی تھیں نہ چھوٹی، وہ محض نوخیز تھیں۔ اس کی آنکھوں سے کچھ بھی ظاہر نہیں ہو رہا تھا، وہ یہاں کیا کر رہی تھی؟ جب اسے خواتین کو پانے میں کوئی دِقت نہیں تھی تو پھر وہ اس نامعقول اور خطرناک تعلق کو بڑھاوا کیوں دے رہا تھا؟ وہ امیر تھا، جوان تھا، مشہور اور خوبصورت تھا۔ اسے اپنے کام سے محبت تھی، وہ خواتین سے محبت کر چکا تھا جن کے ساتھ بعدازاں اس نے شادی کر لی تھی۔ لوگ اس سے محبت کرتے تھے۔ وہ ایک ایسا شخص تھا جسے تمام اصولوں اور قواعد کے مطابق اونچی آواز میں چلّانا چاہئے تھا: ''میں خوش ہوں۔'' لیکن وہ خوش نہیں تھا۔ جس دوران زیادہ تر انسان روٹی کے ایک ٹکڑے، اپنے سر پر ایک چھت اور ایک نوکری کی تلاش میں تھے تاکہ وہ ایک باوقار زندگی بسر کر سکیں، اس وقت رالف کے پاس یہ سب کچھ تھا، اور وہ خود کو اور زیادہ بدنصیب محسوس کرتا تھا۔ اگر وہ پیچھے مڑ کر دیکھتا کہ کچھ عرصہ پہلے اس کی زندگی کیسی تھی تو شاید وہ محض ایسے دو یا تین دن گزارے تھے کہ جب وہ سو کر اٹھا تھا، اس نے سورج (یا بارش) کو دیکھا تھا اور صبح کو دیکھ کر اسے خوشی کا احساس ہوا تھا، وہ محض خوش تھا، کسی بھی چیز کی خواہش، منصوبہ بندی یا بدلے میں کچھ بھی مانگے بغیر۔ ماسوائے ان چند دنوں کے اس کی ساری زندگی خوابوں کو حقیقت میں بدلنے میں ہی ضائع ہو گئی تھی، جیسے کہ خود سے آگے جانے کی خواہش اور اپنی حدود سے تجاوز کرنے کی خواہش۔ اس نے اپنی زندگی کچھ ثابت کرنے میں گزار دی تھی۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ کیا ثابت کرنے میں۔

رالف نے اپنے سامنے بیٹھی ہوئی عورت کی طرف دیکھا جو موقع محل کے مطابق سیاہ رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھی، جس سے اس کی ملاقات اتفاقاً ہوئی تھی، اگرچہ وہ اسے پہلے بھی نائٹ کلب

میں دیکھ چکا تھا۔۔۔۔ وہ سوچتا تھا کہ شاید وہ اس جگہ کے لئے موزوں نہیں تھی۔ اس نے رالف سے درخواست کی تھی کہ وہ اس کی خواہش کرے اور رالف اسے اس قدر شدت سے چاہتا تھا جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی، لیکن اس خواہش کا تعلق اس کی چھاتیوں یا جسم سے نہیں بلکہ اس کی رفاقت سے تھا۔ وہ اسے بانہوں میں لینا چاہتا تھا اور آگ کو دیکھتے ہوئے، وائن پیتے ہوئے اور سگریٹ پیتے ہوئے خاموشی سے اس کے ساتھ بیٹھنا چاہتا تھا، بس اتنا ہی کافی ہوگا ____ زندگی سادہ چیزوں پر مشتمل تھی وہ ان تمام برسوں کے بارے میں فکر مند تھا جو اس نے کچھ تلاش کرنے میں گزار دیئے تھے، اگرچہ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ کیا تھا۔ اور اس کے باوجود اگر وہ یہ جانتا، اگر وہ اسے چھوتا تو سب کچھ ماضی کا حصہ بن جاتا۔ ______ کیونکہ اس "روشنی" کے باوجود، جو وہ ماریا میں دیکھ سکتا تھا، وہ یہ بات یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا تھا کہ ماریا کو یہ احساس تھا کہ رالف کا اس کے ساتھ ہونا اس کے لئے کتنا اہم تھا۔ کیا وہ اس کا معاوضہ ادا کر رہا تھا؟ ہاں، اور وہ اس وقت تک اسے معاوضہ ادا کرتا رہے گا جب تک وہ اس کا دل نہ جیت لے، اس کے ساتھ جھیل کے کنارے بیٹھ کر محبت کی باتیں کرے اور اسے بھی ایسی باتیں کہتے ہوئے سنے۔ اس وقت کوئی خطرہ مول نہ لینا، جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرنا اور کچھ نہ کہنا ہی بہتر تھا۔

رالف ہارٹ نے خود کو اذیت دینا بند کر دیا اور ایک مرتبہ پھر اس کھیل پر توجہ دی جو انہوں نے مل کر ایجاد کیا تھا۔ اس کے سامنے بیٹھی ہوئی عورت ٹھیک کہتی تھی کہ وائن، آگ، سگریٹ اور رفاقت ہی ان کے لئے کافی نہیں تھی۔ انہیں کسی اور قسم کی مدہوشی کسی اور قسم کے شعلے کی ضرورت تھی۔

وہ ایک ایسا لباس پہنے ہوئے تھی جس کے کندھوں پر سٹریپ لگے ہوئے تھے۔ اس کی ایک چھاتی دکھائی دے رہی تھی، وہ اس کی جلد دیکھ سکتا تھا جو کہ گہرے زرد رنگ کی تھی۔ وہ اسے چاہتا تھا، وہ اسے شدت سے چاہتا تھا، ماریا نے رالف کی آنکھوں میں آنے والی تبدیلی کو بھانپ لیا۔ یہ جانتے ہوئے کہ وہ اسے چاہتا تھا اس نے کسی بھی چیز سے زیادہ خوشی محسوس کی۔ اس کا اس خودکار کلیے سے کوئی تعلق نہیں تھا، جیسے کہ میں تمہارے ساتھ ہم بستری کرنا چاہتا ہوں، میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں، میں تم سے مباشرت کرنا چاہتا ہوں، میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے بچوں کی ماں بنو، میں تم سے عہد لینا چاہتا ہوں۔ نہیں، خواہش ایک مکمل طور پر آزاد احساس تھا جیسے کہ ہوا میں

جھولنا، زندگی میں کسی چیز کو پانے کی خواہش کرنا اور یہ ہی سب کچھ تھا اور اس سے پہلے ناممکنات کو ممکنات میں بدلنے اور خود کو بھگونے کا احساس طاری ہوتا تھا۔

خواہش ہر چیز کی بنیاد تھی، جیسے کہ اپنا ملک چھوڑنا، ایک نئی دنیا دریافت کرنا، فرانسیسی زبان سیکھنا، اپنی بدگمانیوں پر قابو پانا، ایک فارم کی مالک ہونے کا خواب دیکھنا، بدلے میں کچھ مانگے بغیر محبت کرنا، اور یہ محسوس کرنا کہ اسے محض اس لئے عورت بنایا گیا تھا کہ ایک مرد اسے تلاش کر رہا تھا۔ اس نے سوچی سمجھی آہستگی کے ساتھ اپنے لباس کا دوسرا اسٹریپ بھی نیچے گرا دیا اور اس کا لباس اس کے جسم سے پھسل کر نیچے گر گیا۔ پھر اس نے اپنی انگیا اتار دی۔ اب اس کے جسم کا بالائی حصہ مکمل طور پر برہنہ تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا وہ چھلانگ لگا کر اس کے پاس آئے گا، اسے چھوئے گا، پیار محبت کی قسمیں کھائے گا، یا وہ اتنا حساس تھا کہ وہ محض اپنی خواہش میں ہی جنسی لذت محسوس کرے گا۔

ان کے اردگرد کی چیزیں تبدیل ہونے لگیں، سب آوازیں ختم ہو گئیں، تصاویر اور کتابیں آہستہ آہستہ غائب ہو گئیں اور ایک قسم کی وجد کی سی صورت حال پیدا ہو گئی، جس میں صرف خواہش کا وجود قائم رہتا ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی اہم نہیں رہتا۔

رالف اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ شروع میں ماریا کو اس کی آنکھوں میں ایک خاص شرم نظر آئی لیکن وہ زیادہ دیر برقرار نہ رہی۔ وہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور اپنے تصورات کی دنیا میں وہ اپنی زبان اس کے جسم پر پھیر رہا تھا، وہ بوس و کنار کر رہے تھے، پسینے میں شرابور تھے، ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے تھے، ایک دوسرے کو پکار رہے تھے اور آہ و زاری کر رہے تھے۔ اگرچہ حقیقی دنیا میں وہ ایک دوسرے سے کچھ نہیں کہتے تھے، ان دونوں میں سے کوئی بھی حرکت نہیں کرتا تھا اور اس سے ماریا اور زیادہ پُرجوش ہو جاتی تھی کیونکہ اسے بھی وہ سب سوچنے کی آزادی مل جاتی تھی جو اسے پسند تھا۔ وہ اسے خود کو آہستگی سے چھونے کو کہہ رہی تھی، وہ اپنی ٹانگیں کھول رہی تھی، وہ اس کے سامنے مشت زنی کر رہی تھی، انتہائی رومانوی اور انتہائی غیر مہذب باتیں کر رہی تھی کہ جیسے ان میں کوئی فرق نہیں تھا۔ وہ اپنی چیخ و پکار سے ہمسائیوں اور پوری دنیا کو جگاتے ہوئے کئی مرتبہ مشت زنی کر چکی تھی۔ اس کا محبوب اس کے سامنے بیٹھا تھا، جو اسے لذت اور تفریح مہیا کر رہا تھا، جس کے ساتھ وہ اپنی شخصیت کو پا سکتی تھی، جس سے وہ اپنے جنسی مسائل کا ذکر کر سکتی تھی اور اسے

بتا سکتی تھی کہ وہ پوری رات، پورا ہفتہ اور پوری زندگی اس کے ساتھ گزارنا چاہتی تھی۔

ان کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے۔ بظاہر ایسا آگ کی تپش کی وجہ سے تھا۔ لیکن اس کمرے میں موجود وہ مرد اور عورت اپنی انتہا کو پہنچ چکے تھے، اپنے خیالات کا اظہار کر چکے تھے اور صدا ساتھ رہنے والے خوبصورت لمحات کے تجربے سے گزر چکے تھے۔ اب انہیں رک جانا چاہئے تھا، کیونکہ اگر انہوں نے مزید ایک قدم بھی بڑھایا تو یہ سحر ختم ہو جائے گا اور وہ حقیقی دنیا میں واپس آ جائیں گے۔

چونکہ اختتام ہمیشہ آغاز سے زیادہ مشکل ہوتا ہے اس لئے ماریا نے نہایت آہستگی سے اپنی انگیا پہنی اور اپنی چھاتیوں کو چھپالیا۔ کائنات اپنی معمول کی جگہ پر واپس لوٹ آئی تھی، ان کے اردگرد کی چیزیں پھر سے نمودار ہونے لگی تھیں، اس نے اپنا لباس پہنا جو کہ اس کی کمر تک نیچے گر چکا تھا، وہ مسکرائی اور نہایت آہستگی سے اس کے گال پر بوسہ دیا۔ اس نے ماریا کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گال سے لگا لیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے کتنی سختی سے اور کتنی دیر تک اس کا ہاتھ پکڑ کر رکھنا چاہئے۔

ماریا اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ اس سے محبت کرتی تھی۔ لیکن ایسا کرنے سے سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ شاید اس سے وہ خوفزدہ ہو جائے اور اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ تھی کہ کہیں وہ یہ نہ کہہ دے کہ وہ بھی اس سے محبت کرتا تھا۔ ماریا یہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی محبت کی آزادی کا انحصار کچھ نہ کہنے اور توقع نہ کرنے پر ہو۔

''جو کوئی بھی کچھ محسوس کرنے کی اہلیت رکھتا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ دوسرے شخص کو چھونے سے پہلے بھی لذت حاصل کرنا ممکن ہے۔ الفاظ اور نظروں میں اس رقص کا راز پوشیدہ ہے۔ لیکن ٹرین پہنچ چکی ہے۔ ہم دونوں الگ الگ راستوں پر چلے جاتے ہیں۔ میں یہ امید کرتی ہوں کہ اگلی دفعہ میں بھی تمہارے ساتھ.......... کہاں جاؤں گی؟''

''واپس جنیوا''، رالف نے جواب دیا۔

''کوئی بھی شخص جو باریک بین ہے اور جو اس شخص کو تلاش کر لیتا ہے جس کے اس نے ہمیشہ خواب دیکھے ہوئے ہیں، یہ جانتا ہے کہ جنسی توانائی سیکس کے ظہور میں آنے سے بھی پہلے وجود میں آ جاتی ہے۔ سب سے بڑی لذت سیکس نہیں بلکہ وہ جوش ہے جس کے ذریعے اس پر عمل کیا جاتا

ہے۔ جب یہ جوش شدید ہوتا ہے تو اس رقص کو مکمل کرنے کے لئے سیکس بھی اس میں شامل ہو جاتا ہے، لیکن سیکس کبھی بھی بنیادی مقصد نہیں ہوتا۔

''تم محبت کے بارے میں کسی معلم کی طرح گفتگو کر رہی ہو۔''

''ماریا نے اپنی بات جاری رکھی کیونکہ یہ اس کی ڈھال تھی کہ وہ کسی کام کو کرنے کے عزم کے بغیر اس کی حامی بھرتی تھی۔''

کوئی بھی شخص جو کسی کی محبت میں مبتلا ہوتا ہے، وہ اس وقت بھی اس کے ساتھ ہم بستری کر رہا ہوتا ہے جب وہ ایسا نہیں کر رہا ہوتا۔ جب دو جسم آپس میں ملتے ہیں تو وہ کئی گھنٹوں تک، حتیٰ کہ کئی دنوں تک اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ وہ ایک دن یہ رقص شروع کرتے ہیں اور اگلے دن ختم کرتے ہیں، یا وہ اسے کبھی ختم نہیں کر پاتے۔ انہیں ''گیارہ منٹ'' کا موقع نہیں ملتا۔''

''کیا؟''

''مجھے تم سے محبت ہے۔''

''مجھے بھی تم سے محبت ہے۔''

''میں معافی چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔''

''میں بھی نہیں جانتی۔''

''ماریا کھڑی ہو گئی، اس کا بوسہ لیا اور وہاں سے چلی گئی۔ اس مرتبہ اس نے خود دروازہ کھولا کیونکہ برازیلی لوگوں کے عقیدے کے مطابق گھر کے مالک کو کسی مہمان کے لئے محض اس وقت دروازہ کھولنا پڑتا ہے جب وہ پہلی مرتبہ گھر سے رخصت ہوتا ہے۔

ماریا کی ڈائری سے، اگلی صبح:

گزشتہ رات، رالف میری طرف دیکھتا تھا، اس نے ایک دروازہ کھولا تھا کہ جیسے وہ کوئی چور تھا، لیکن جب وہ چلا گیا تو وہ اپنے ساتھ کچھ بھی نہیں لے کر گیا تھا، اس کے برعکس وہ اپنے پیچھے گلاب کے پھولوں کی مہک چھوڑ گیا تھا۔ وہ چور نہیں تھا، وہ ایک دولہا تھا جو مجھے ملنے آیا تھا۔

ہر انسان کو اپنی خواہش کا تجربہ ہوتا ہے ___ یہ ہمارے نجی خزانے کا حصہ ہے۔ اور اگرچہ ایک جذبہ ہونے کے ناطے یہ لوگوں کو ایک دوسرے سے دور لے جا سکتا ہے، تاہم یہ

ان لوگوں کو ہمارے قریب لے آتا ہے جو ہمارے لئے اہم ہیں۔ یہ ایک ایسا جذبہ ہے جس کا انتخاب میری روح نے کیا ہے اور یہ اتنا شدید ہے کہ یہ میرے اردگرد کی ہر چیز اور ہر شخص کو متاثر کرسکتا ہے۔

ہر دن، میں اس سچ کا انتخاب کرتی ہوں جس کے ذریعے میں اپنی زندگی بسر کرتی ہوں۔ میں ماہر پیشہ در بننے کی کوشش کرتی ہوں لیکن میں یہ چاہوں گی کہ میں خواہش کا انتخاب ہمیشہ اپنے ساتھی کے طور پر کروں۔ کسی فریضے کے طور پر نہیں اور نہ ہی اپنی تنہائی کم کرنے کے لئے، بلکہ اس لئے کہ میرے لئے اچھا ہے، ہاں، بہت ہی اچھا۔

# ساچشت لبزانکی دیوان

## (22)

کو پا کبانہ میں اوسطاً اڑتیس خواتین مستقل بنیادوں پر کام کرتی تھیں، لیکن ان میں سے صرف فلپائنی خاتون، نایا کو ہی ماریا اپنی دوست تصور کر سکتی تھی۔ یہاں عورتیں کم سے کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ تین سال تک کام کرتی تھیں، کیونکہ یا تو کوئی انہیں شادی کی پیش کش کر دیتا تھا یا پھر انہیں کوئی گاہک نہیں ملتا تھا، جس کی وجہ سے میلان انہیں انتہائی ملائمت سے کہتا تھا کہ وہ کہیں اور کام تلاش کریں۔

اسی وجہ سے یہ ضروری تھا کہ ایک دوسرے کا احترام کیا جائے اور جب کوئی گاہک اندر آئے اور فوری طور پر کسی مخصوص لڑکی کی جانب پیش قدمی کرے تو اسے ورغلانے کی کوشش نہ کی جائے۔ بددیانتی ہونے کے علاوہ یہ بہت خطرناک بھی ہو سکتا تھا۔ گزشتہ ہفتے ایک کولمبیائی عورت نے نہایت خاموشی سے اپنی جیب میں سے ایک ریزر نکالا اور ایک یوگوسلاوی لڑکی کے استعمال شدہ گلاس کے اوپر رکھ دیا، اور نہایت دھیمی آواز میں کہا کہ اگر اس نے فلاں بنک منیجر، جو کہ اس کا مستقل گاہک تھا، کی جانب پیش قدمی جاری رکھی تو وہ اس ریزر سے اس کے چہرے کو داغ دار کر دے گی۔ یوگوسلاوی عورت نے کہا کہ وہ بنکر ایک آزاد شخص تھا اور اگر اس نے اس کا انتخاب کیا تھا تو وہ انکار نہیں کر سکتی تھی۔

اس رات وہ شخص کلب میں آیا، کولمبیائی خاتون کو سلام کیا، لیکن وہ اس یوگوسلاوی عورت کی میز پر چلا گیا۔ انہوں نے ایک ڈرنک پیا، رقص کیا اور یوگوسلاوی عورت نے کولمبیائی عورت کو آنکھ سے اشارہ کیا (جو کہ ماریا کے نقطہ نظر کے مطابق ایک اشتعال انگیزی تھی) جیسے کہ وہ کہہ رہی ہو کہ دیکھا تم نے؟ اس نے میرا انتخاب کیا ہے۔

لیکن اس آنکھ کے اشارے میں بہت سی اَن کہی چیزیں پوشیدہ تھیں۔ جیسے کہ اس نے میرا

انتخاب اس لئے کیا ہے کیونکہ میں تم سے زیادہ خوبصورت ہوں، کیونکہ میں گزشتہ ہفتے اس کے ساتھ باہر گئی تھی، کیونکہ میں جوان ہوں، کولمبیائی عورت کچھ نہ بولی۔ جب یوگوسلاوی عورت واپس آئی تو دو گھنٹوں کے بعد کولمبیائی عورت اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی، اس نے اپنی جیب میں سے ریزر نکالا اور یوگوسلاوی عورت کے چہرے پر، کان کے قریب ایک کٹ لگا دیا۔ یہ اتنا گہرا کٹ نہیں تھا اور نہ ہی یہ خطرناک تھا، لیکن یہ اس کے چہرے پر ایسا نشان چھوڑ دینے کے لئے کافی تھا جو اسے اس رات کی یاد دلاتا رہے گا۔ وہ دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو گئیں، ہر طرف خون پھیل گیا اور خوفزدہ گاہک وہاں سے بھاگ گئے۔

جب پولیس یہ معلوم کرنے کے لئے وہاں پہنچی کہ وہاں کیا ہو رہا تھا تو یوگوسلاوی عورت نے کہا کہ شیلف پر سے گرنے والے گلاس کے باعث اس کے چہرے پر ایک کٹ لگ گیا تھا (کوپاکبانہ میں ایسی کوئی شیلف نہیں تھی)۔ یہ خاموشی کا قانون تھا، جسے اطالوی بیسوائیں اومرتا (Omerta) کے نام سے پکارتی تھیں۔ ریوڈی برن میں اس قانون کے ذریعے پیار سے لے کر موت تک، ہر مسئلہ قانون کی مداخلت کے بغیر حل کر لیا جاتا تھا۔ وہاں کے لوگ اپنے قوانین خود بناتے تھے۔

پولیس والے اومرتا کے بارے میں جانتے تھے اور وہ اندازہ لگا سکتے تھے کہ وہ عورت جھوٹ بول رہی تھی، لیکن انہوں نے بحث کرنے سے گریز کیا کیونکہ کسی کو گرفتار کرنے، اس پر مقدمہ چلانے اور اسے جیل میں قید رکھنے سے ٹیکس ادا کرنے والوں پر بہت زیادہ بوجھ پڑے گا۔ میلان نے پولیس کے فوری ردِعمل پر ان کا شکریہ ادا کیا، لیکن اس نے کہا کہ یہ ایک غلط فہمی تھی یا پھر کسی مخالف کلب کا مالک مشکلات پیدا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جیسے ہی پولیس وہاں سے روانہ ہوئی، اس نے دونوں عورتوں سے کہا کہ وہ دوبارہ کبھی کلب میں واپس نہ آئیں۔ بہر حال کوپاکبانہ ایک فیملی مقام تھا۔ (ایک ایسا دعویٰ جسے ماریا سمجھنے سے قاصر تھی) اور یہ اپنی ساکھ برقرار رکھے ہوئے تھا (یہ اس کے لئے مزید حیرت کا باعث تھا)۔ عام طور پر یہاں لڑائی جھگڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ یہاں کا پہلا قانون دوسری عورت کے گاہک کا احترام کرنا تھا۔

دوسرا قانون مکمل صوابدید پر مبنی تھا۔ ''بالکل کسی سوئس بنک کی طرح''، میلان نے کہا۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ یہاں کی خواتین ان گاہکوں پر اعتماد کر سکتی تھیں جن کا انتخاب اسی طریقے

سے کیا جاتا تھا جیسے ایک بنک اپنے گاہکوں کا انتخاب کرتا ہے جس کا انحصار ان کے کرنٹ اکاؤنٹ کی صورت حال اور ان کے ذاتی حوالا جات پر ہوتا تھا۔ غلطیاں کبھی کبھار ہی ہوتی تھیں، تاہم کلب میں عدم ادائیگی، لڑکیوں کو ڈرانے دھمکانے اور زدوکوب کرنے کے چند غیر معمولی واقعات پیش آچکے تھے۔ لیکن میلان نے کلب کی ساکھ بحال کرنے کی کوشش میں کئی سال گزار دیئے تھے اور اب وہ یہ شناخت کرنے میں خاصا ماہر ہو چکا تھا کہ کسے کلب میں آنے کی دعوت دی جانی چاہئے اور کسے نہیں۔ یہاں کام کرنے والی عورتوں میں سے کوئی بھی ان اصولوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی، لیکن وہ اکثر دیکھ چکی تھیں کہ کئی مرتبہ چند خوش لباس مردوں کو یہ بتایا گیا تھا کہ اس رات کلب میں جگہ نہیں تھی (حالانکہ یہ خالی ہوتا تھا) اور اگلی چند راتوں میں بھی اس میں جگہ نہیں ہوگی (یعنی برائے مہربانی یہاں دوبارہ مت آیئے گا) وہ یہ بھی دیکھ چکی تھیں کہ میلان بڑھی ہوئی داڑھی اور عام سے کپڑوں میں ملبوس افراد کو بڑی گرم جوشی کے ساتھ شیمپین پینے کی دعوت دیتا تھا۔ کوپا کبانہ کا مالک کسی کا حلیہ دیکھ کر فیصلہ نہیں کرتا تھا، اور وہ ہمیشہ درست فیصلہ کرتا تھا۔

یہ ایک اچھی شراکت داری تھی اور یہ تمام فریقین کے لئے قابلِ قبول تھی۔ زیادہ تر گاہک شادی شدہ تھے، یا پھر وہ کسی کمپنی میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ یہاں پر جو خواتین کام کرتی تھیں ان میں سے بھی کچھ شادی شدہ تھیں اور ان کے بچے بھی تھے، اور وہ اپنے بچوں کے سکول میں منعقد ہونے والی ''والدین کی شام'' کی تقریب میں شرکت کرتی تھیں، لیکن وہ جانتی تھیں کہ اس سے ان کے بے نقاب ہونے کا خطرہ نہیں تھا۔ اگر دیگر بچوں کے والدین میں سے کوئی کوپا کبانہ آ بھی جائے تو وہ بھی سمجھوتہ کر لیتے اور اس طرح وہ ایک لفظ بھی نہیں بول سکتے تھے، یہی اومرتا کا قانون تھا۔

وہاں کام کرنے والی لڑکیوں میں رفاقت تو تھی لیکن دوستی نہیں تھی۔ کوئی بھی عورت اپنی زندگی کے متعلق زیادہ گفتگو نہیں کرتی تھی۔ ماریا نے جن لڑکیوں کے ساتھ گفتگو کی تھی اسے ان کے لہجے میں کسی قسم کی کڑواہٹ، ندامت، یا افسردگی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ ان کے لہجے سے محض ایک قسم کی دستبرداری کا اظہار ہوتا تھا اور ان کی آنکھوں میں ایک عجیب سی سرکشی دکھائی دیتی تھی، جیسے کہ انہیں اس بات پر فخر تھا کہ انہوں نے کیسے آزادانہ طور پر اور اعتماد کے ساتھ دنیا کا مقابلہ کیا تھا۔ ایک ہفتے کے بعد کوئی بھی نووارد ایک ساتھی پیشہ ور تصور کی جاتی تھی اور اسے شادی سے پرہیز

کرنے (ایک بیسوا کو گھر کے استحکام کے لئے خطرہ تصور نہیں کیا جا سکتا) کام کے اوقات کے علاوہ کبھی بھی ملاقات کی دعوت قبول نہ کرنے، اپنی رائے کا اظہار کئے بغیر اعترافات سننے، انتہائے شہوت کے موقع پر آہ وزاری کرنے (ماریا کو پتہ چلا تھا کہ سب ہی ایسا کرتے تھے، لیکن پہلے دن اسے کسی نے بھی اس کے بارے میں نہیں بتایا تھا کیونکہ یہ اس پیشے کا ایک گر تھا) گلی میں پولیس کو ہیلو کہنے، اپنے کام کے اجازت نامے کو وقت کے تقاضوں کے مطابق مکمل رکھنے کے علاوہ باقاعدگی کے ساتھ اپنا طبی معائنہ کروانے، اور سب سے آخر میں جو کام وہ کر رہی تھیں اس کے اخلاقی اور قانونی پہلوؤں کی چھان بین نہ کرنے کی ہدایات جاری کی جاتی تھیں۔

کلب میں رَش بڑھنے سے پہلے، ماریا ہمیشہ کوئی کتاب پڑھتی ہوئی دکھائی دیتی تھی، اور جلد ہی وہ اپنے گروہ کی دانش ور مشہور ہو گئی تھی۔ شروع میں دیگر لڑکیوں نے یہ جاننے کی کوشش کی کہ کیا وہ کوئی عشقیہ کہانی پڑھ رہی تھی لیکن جب انہیں پتہ چلا کہ یہ کتابیں انتہائی غیر دلچسپ موضوعات، مثال کے طور پر معاشیات، نفسیات اور فارم کے انصرام کے متعلق تھیں تو انہوں نے اسے تنہا چھوڑ دیا تا کہ وہ آرام سے اپنی تحقیقات اور اپنی تحریر جاری رکھ سکے۔

چونکہ اس کے بہت سے مستقل گاہک تھے اور چونکہ وہ ہر رات کو پابانہ جاتی تھی، حتیٰ کہ اس وقت بھی جس وقت یہاں زیادہ رَش نہیں ہوتا تھا، اس لئے وہ میلان اور دیگر لڑکیوں کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ وہ سب کہتے تھے کہ وہ حریص اور گھمنڈی تھی اور صرف پیسے کمانے کے بارے میں سوچتی تھی۔ ان کی آخری بات سچ تھی، لیکن وہ ان سے یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ کیا وہ سب بھی اسی وجہ سے یہاں موجود نہیں تھیں۔

بہر حال، اس قسم کے الفاظ سے کبھی کوئی مرا نہیں تھا۔ یہ کسی بھی کامیاب شخص کی زندگی کا حصہ تھے اور ان کا عادی ہو جانا ہی سب سے بہتر تھا، بجائے اس کے کہ اس کی توجہ اپنے دو مقاصد سے ہٹ جائے، جیسے کہ ایک مقررہ تاریخ پر برازیل واپس جانا اور ایک فارم خریدنا۔

رالف ہارٹ اب صبح سے لے کر شام تک ماریا کے خیالات میں گم رہتا تھا اور پہلی مرتبہ ماریا ایک غیر موجود محبت سے خوش تھی۔ اگرچہ اسے اپنی محبت کے اقرار پر تھوڑا پچھتاوا تھا اور یوں وہ سب کچھ کھو دینے کا خطرہ مول لے رہی تھی، لیکن جب وہ بدلے میں کچھ نہیں مانگ رہی تھی تو اس کے پاس کھونے کے لئے تھا ہی کیا؟ اسے یاد آیا کہ جب میلان نے جب اس بات کا ذکر کیا

تھا کہ رالف ایک خاص گاہک تھا، یار ہا تھا، تو اس کے دل کی دھڑکن کتنی تیز ہو گئی تھی۔ اس کا کیا مطلب تھا؟ اسے دھوکہ دہی اور حسد کا احساس ہوا۔

حسد محسوس کرنا ایک قدرتی امر تھا، اگرچہ زندگی نے اسے یہ سکھایا تھا کہ یہ سوچنا بے معنی تھا کہ آپ کسی شخص کے مالک بن سکتے ہیں۔ جو کوئی بھی ایسا سوچتا ہے وہ خود کو دھوکہ دیتا ہے۔ اس کے باوجود وہ خود کو حسد کے جذبات رکھنے یا اس کے بارے میں انتہائی دانشورانہ خیالات رکھنے یا حتیٰ کہ یہ سوچنے سے نہیں روک سکتی تھی کہ یہ کمزوری کا ثبوت تھا۔

سب سے زیادہ شدید محبت وہ محبت ہے جو اپنی کمزوری کا اظہار کر سکے۔ بہر حال اگر میری محبت سچی ہے (اور یہ محض خود کو الجھن میں ڈالنے، خود کو دھوکہ دینے اور وقت گزارنے کا ذریعہ نہیں ہے، جو کہ اس شہر میں کبھی نہیں گزرتا) تو میری آزادی حسد کے اس احساس اور اس سے ہونے والی تکلیف پر غالب آ جائے گی کیونکہ تکلیف بھی قدرتی عمل کا حصہ ہے۔ کوئی بھی شخص جو کسی کھیل میں حصہ لیتا ہے، یہ جانتا ہے کہ اگر آپ اپنے اہداف کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں درد اور بے چینی کے لئے تیار رہنا ہوگا۔ شروع میں یہ ناخوشگوار اور مایوس کن لگتا ہے مگر وقت کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ خوشی محسوس کرنے کے عمل کا حصہ ہے اور وہ لمحہ آ جاتا ہے کہ اگر آپ دکھ محسوس نہ کریں تو آپ کو احساس ہوتا ہے کہ آپ کے اقدامات کے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوئے۔"

اصل خطرہ اس درد پر توجہ دینے، اسے مخصوص شخص کا نام دینے اور ہر وقت اس کے بارے میں سوچنے میں ہے۔ ماریا نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ خود کو اس سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اس کے باوجود وہ بعض اوقات سوچتی تھی کہ وہ کہاں تھا، وہ اس سے ملنے کیوں نہیں آیا تھا۔ کیا اسے ٹرین سٹیشن سے متعلقہ کہانی اور وہ دبی ہوئی خواہش احمقانہ لگی تھی، کیا وہ ہمیشہ کے لئے کہیں دور چلا گیا تھا کیونکہ ماریا نے اس سے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا!

اپنے خوبصورت خیالات کو اذیت میں تبدیل ہونے سے روکنے کے لئے اس نے ایک طریقہ کار بنایا کہ: جب اس کے ذہن میں کوئی مثبت خیال آئے جس کا تعلق رالف ہارٹ سے ہو تو (یہ آتش دان، وائن اور ایک ایسا تصور ہو سکتا تھا جس کے بارے میں وہ رالف سے بات کرنا چاہے گی، یا محض یہ جاننے کی پُر لطف خواہش ہو سکتی تھی کہ وہ کب واپس آئے گا) تو ماریا جو کام

کر رہی ہوگی اسے فوراً ترک کر دے گی، آسمان کی جانب دیکھ کر مسکرائے گی اور زندہ رہنے اور اپنے محبوب سے بدلے میں کسی چیز کی توقع نہ رکھنے پر خدا کا شکر ادا کرے گی۔ دوسری طرف اس کے دل نے رالف ہارٹ کی عدم موجودگی اور ان باتوں کے متعلق شکایت کرنا شروع کی جو اسے رالف ہارٹ سے اس وقت نہیں کہنی چاہئے تھیں جب وہ اکٹھے تھے، تو وہ خود سے کہے گی:

''اچھا، تو تم اس کے متعلق سوچنا چاہتی ہو؟ تو پھر ٹھیک ہے، جو تمہارا دل چاہے وہ کرو، مجھے اس سے بھی زیادہ ضروری کام ہیں۔''

وہ کتاب کا مطالعہ جاری رکھے گی، اور اگر وہ کہیں باہر ہوئی تو وہ اپنے اردگرد کی ہر چیز، مثال کے طور پر رنگوں، لوگوں، آوازوں۔ بالخصوص اس کے اپنے قدموں، صفحات پلٹنے اور کاروں کی آوازوں پر اپنی توجہ مرکوز رکھے گی، اور اس کا بدقسمت خیال اس کے ذہن سے نکل جائے گا، اور اگر یہ خیال پانچ منٹ کے بعد دوبارہ واپس لوٹ آیا تو وہ اسی عمل کو اس وقت تک دوہرائے گی جب تک وہ خیالات ایک طویل عرصے تک اس سے دور رہیں گے۔

ان ''منفی خیالات'' میں سے ایک یہ امکان تھا کہ وہ اسے کبھی نہیں دیکھ سکے گی۔ وہ تھوڑی سی مشق اور بہت زیادہ صبر کے ذریعے اسے ایک ''مثبت سوچ'' میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ جب وہ یہاں سے جائے گی تو یہ شہر اسے ایک لمبے بالوں، بچگانہ مسکراہٹ اور سنجیدہ آواز والے شخص کی یاد دلائے گا۔ اگر کافی سالوں کے بعد کسی نے اس سے یہ پوچھا کہ جوانی میں اس نے جہاں قیام کیا تھا وہ جگہ کیسی تھی، تو وہ جواب دے گی:

''بہت خوبصورت، اور محبت کرنے اور پانے کے قابل۔''

ماریا کی ڈائری سے، کوپا کبانہ میں ایک اداس شام کے دوران:

''یہاں آنے والے بہت سے لوگوں کے ساتھ وقت گزارنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ سیکس کو اب لوگ کسی منشیات کے طور پر استعمال کرنے لگے ہیں تاکہ وہ حقیقت سے منہ موڑ سکیں، اپنے مسائل کو بھول جائیں، اور انہیں چین ملے، اور تمام نشہ ور اشیاء کی طرح یہ بھی یہ ایک نقصان دہ اور تباہ کن عمل ہے۔

اگر کوئی شخص سیکس یا کسی بھی شکل میں منشیات استعمال کرنا چاہتا ہے تو یہ اس کا مسئلہ ہے۔ ان کی سرگرمیوں کے نتائج یا اچھے ہوں گے یا برے، جس کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ وہ کس چیز کا

انتخاب کرتے ہیں۔ لیکن اگر ہم زندگی میں ترقی کرنے کے حوالے سے بات کر رہے ہیں تو ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ''بہتر'' اور ''بہترین'' میں بہت فرق ہے۔

میرے گاہک جو سوچتے ہیں اس کے برعکس سیکس ہر وقت نہیں کیا جا سکتا___ ہم سب کے اندر ایک گھڑی نصب ہے اور ہم بستری کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دونوں گھڑیوں کی سوئیاں ایک جیسا وقت بتا رہی ہوں۔ ایسا ہر روز نہیں ہوتا۔ اگر آپ کسی شخص سے محبت کرتے ہیں تو آپ اچھا محسوس کرنے کے لئے سیکس پر انحصار نہیں کرتے۔ جب دو افراد اکٹھے رہتے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو انہیں صبر اور استقامت، کھیلوں اور تھیٹر کی پرفارمنس کے ساتھ اپنی گھڑیوں کی سوئیاں درست کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، جب تک کہ وہ یہ محسوس نہ کریں کہ ہم بستری محض محاذ آرائی نہیں ہے، یہ اعضائے تناسل کا ملاپ ہے۔ سب کچھ ضروری ہے۔ اگر آپ پوری شدت سے اپنی زندگی بسر کریں تو آپ کو ہر وقت خوشی نصیب ہوتی ہے اور آپ کو سیکس کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ جب آپ سیکس کرتے ہیں تو ایسا کثرت شہوت کے احساس کے باعث ہوتا ہے، کیونکہ وائن کا گلاس اتنا بھرا ہوا ہوتا ہے کہ یہ قدرتی طور پر چھلک جاتا ہے، کیونکہ یہ ناگزیر ہے، کیونکہ آپ زندگی کی پکار کا جواب دے رہے ہوتے ہیں کیونکہ اس لمحے، اور صرف اس لمحے، آپ خود پر قابو نہیں رکھ پاتے۔

اضافی نوٹ: میں نے جو کچھ لکھا ہے، اسے میں نے ابھی دوبارہ پڑھا ہے۔ یہ ایک عمدہ دکھ بھری تحریر ہے۔ میں ایک دانش ور بنتی جا رہی ہوں!

# (23)

یہ سب کچھ لکھنے کے بعد جب وہ ایک سمجھدار ماں یا معصوم لڑکی کا کردار ادا کرنے کی تیاری کر رہی تھی، تو گویا کبانہ کا دروازہ کھلا اور ریکارڈ کمپنی کا منتظم ٹیرنس اندر آیا جو کہ خاص گاہکوں میں سے ایک تھا۔

بار کے پیچھے، میلان خوش نظر آتا تھا۔ ماریا نے اسے مایوس نہیں کیا تھا۔ ماریا کو وہ الفاظ یاد آئے جو بیک وقت کئی مرتبہ کہے گئے تھے اور وہ انتہائی مختصر تھے: ''درد، اذیت اور بہت زیادہ لذت۔''

''میں لندن سے خاص طور پر تمہیں ملنے آیا ہوں۔ میں تمہارے بارے میں بہت زیادہ سوچتا رہا ہوں۔''

وہ مسکرائی، اور اس نے یہ کوشش کی کہ وہ اسے زیادہ امید نہ دلائے۔ ٹیرنس ایک مرتبہ پھر رواج کی پیروی کرنے میں ناکام رہا تھا اور اس نے ماریا سے یہ نہیں پوچھا کہ کیا وہ کوئی مشروب منگوانا چاہتی تھی، اس کے بجائے وہ اس کی میز پر بیٹھ گیا۔

''جب ایک معلم کوئی چیز دریافت کرنے میں کسی کی مدد کرتا ہے تو وہ معلم بھی ہمیشہ کوئی نہ کوئی نئی چیز ضرور سیکھتا ہے۔''

''میں جانتی ہوں تمہارا کیا مطلب ہے''، ماریا نے کہا۔ وہ رالف کے بارے میں سوچ رہی تھی اور ایسا کرنے سے اسے خود پر غصہ آ رہا تھا۔ وہ اس وقت کسی اور گاہک کے ساتھ تھی، اسے اس کا احترام کرنا چاہئے تھا اور اسے وہ سب کرنا چاہئے تھا جو وہ اسے خوش کرنے کے لئے کر سکتی تھی۔

''کیا تم اس سے آگے جانا چاہو گی؟''

ایک ہزار فرانک۔ایک پوشیدہ کائنات۔اس کا باس اسے دیکھ رہا ہے۔اس کا یہ یقین کہ وہ جب چاہے اس کام کو خیر باد کہہ سکتی ہے۔برازیل واپسی کے لئے مقرر کردہ تاریخ۔وہ دوسرا شخص جو اسے ملنے نہیں آیا تھا۔

''کیا تم جلدی میں ہو؟'' ماریا نے پوچھا۔

اس نے کہا نہیں۔وہ کیا چاہتی تھی؟

''میں اپنے معمول کے مشروب منگوانا چاہوں گی اور معمول کا رقص کروں گی اور میں چاہوں گی کہ میرے پیشے کا احترام کیا جائے۔''

وہ ایک لمحے کے لئے سوچ میں پڑ گیا، لیکن یہ سب تھیٹر کا حصہ تھا۔

ٹیرنس نے اس کے لئے ایک ڈرنک منگوایا اور اس کے ساتھ رقص کرنے لگا، پھر اس نے ٹیکسی منگوائی اور جب وہ اسی ہوٹل کی جانب روانہ ہوئے جو کہ شہر سے باہر تھا، تو اس نے ماریا کو ایک ہزار فرانک ادا کر دیئے۔وہ ہوٹل میں داخل ہوئے، ٹیرنس نے اطالوی قلی کو سلام کیا جیسا کہ اس نے پہلی رات کیا تھا، اور پھر اسی کمرے میں چلے گئے جہاں سے دریا کا منظر دکھائی دیتا تھا۔

ٹیرنس اُٹھا اور اپنی جیب سے ایک لائٹر نکالا اور تب ماریا نے غور کیا کہ کمرے میں ہر طرف درجنوں موم بتیاں سجائی گئی تھیں۔وہ موم بتیاں جلانے لگا۔

''تم کیا جاننا چاہو گی؟ میں ایسا کیوں ہوں؟ اس لئے کہ تم نے اس شام کا بہت لطف اٹھایا تھا جو ہم نے اکٹھے گزاری تھی۔لیکن یہ میری غلط فہمی بھی ہو سکتی ہے۔کیا تم جاننا چاہتی ہو کہ تم بھی ایسی کیوں ہو؟''

''میں ابھی یہ سوچ رہی تھی کہ برازیلی لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک ہی ماچس سے تین سے زائد چیزیں کبھی نہیں جلانی چاہئیں۔تم اس عقیدے کا احترام نہیں کر رہے۔''

اس نے ماریا کے بیان کو نظر انداز کر دیا۔

''تم میرے جیسی ہو۔تم یہاں ایک ہزار فرانک کے لئے نہیں بلکہ تم یہاں احساسِ ندامت، محتاجی کی وجہ سے اور اپنی مختلف قسم کی الجھنوں اور تحفظات کی وجہ سے آئی ہو۔یہ نہ تو اچھا ہے اور نہ ہی برا، یہ محض انسان کی فطرت ہے۔

اس نے ٹی وی کا ریموٹ پکڑا اور کئی مرتبہ چینل تبدیل کیا اور بالآخر اس نے خبروں والا

چینل ڈھونڈ لیا جس میں مہاجرین کے متعلق ایک رپورٹ دکھائی جا رہی تھی جو جنگ سے بچنے کی کوشش کر رہے تھے۔

''کیا تم دیکھ رہی ہو؟ کیا تم نے کبھی ایسے پروگرام دیکھے ہیں جس میں لوگ سب کے سامنے اپنے ذاتی مسائل کا ذکر کرتے ہیں؟ کیا تم نے کبھی اخبار پڑھا ہے اور سرخیاں دیکھی ہیں؟ دنیا درد اور اذیت سے لطف اندوز ہوتی ہے۔ ہم ان سب چیزوں کو بڑی دلچسپی سے دیکھتے ہیں اور ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ہمیں ان چیزوں کے بارے میں جاننے کی ضرورت نہیں، تاکہ ہم خوش رہ سکیں، اور اس کے باوجود ہم لوگوں کو حادثات کا شکار ہوتے دیکھتے ہیں اور بعض اوقات ہم بھی ان کے ساتھ اذیتیں جھیلتے ہیں۔''

اس نے شیمپین کے دو گلاس بھرے، ٹی وی بند کر دیا اور ایک مرتبہ پھر اُس عقیدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے موم بتیاں جلانا شروع کر دیں جس کا ماریا نے ذکر کیا تھا۔

''جیسا کہ میں کہتا ہوں، یہ انسان کی فطرت ہے۔ جب سے ہمیں جنت سے بے دخل کیا گیا ہے، ہم یا تو تکالیف برداشت کر رہے ہیں، دوسروں کو تکالیف پہنچا رہے ہیں یا پھر دوسروں کو اذیتیں برداشت کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ یہ ہمارے اختیار سے باہر ہے۔''

باہر سے طوفان اور بجلی چمکنے کی آواز آئی: ایک بہت بڑا طوفان آنے والا تھا۔

''لیکن میں یہ سب نہیں کر سکتی''، ماریا نے کہا۔ مجھے یہ بہانہ کرنا مضحکہ خیز لگتا ہے کہ تم میرے آقا ہو اور میں تمہاری غلام۔ ہمیں تکلیف کو پانے کے لئے ''تھیٹر'' کی ضرورت نہیں۔ زندگی ہمیں اس سے بھی زیادہ مواقع فراہم کرتی ہے۔

ٹیرنس تمام موم بتیاں جلا چکا تھا۔ اس نے ایک موم بتی اٹھائی اور میز کے درمیان رکھ دی، پھر اس نے مزید شیمپین اور کیوی آر پیش کیا۔ ماریا بڑی تیزی سے شیمپین پی رہی تھی۔ اس وقت وہ اپنے بیگ میں موجود ایک ہزار فرانک اور اس اجنبی کے بارے میں سوچ رہی تھی جس سے وہ خوفزدہ بھی تھی اور سحر زدہ بھی اور وہ سوچ رہی تھی کہ وہ اپنے خوف پر قابو کیسے پائے۔ وہ جانتی تھی کہ اس شخص کے ساتھ ایک رات کبھی بھی دوسری رات جیسی نہیں ہوگی، وہ اسے کسی بھی طرح خوفزدہ نہیں کر سکتی تھی۔

''بیٹھ جاؤ۔''

اس کی آواز شفقت اور حاکمیت کی درمیانی کیفیت میں تبدیل ہوگئی۔ ماریا نے حکم کی تعمیل کی، اور اس کے جسم میں گرمی کی ایک لہر دوڑ گئی، اس نے خود کو پہلے سے زیادہ محفوظ محسوس کیا۔

حکم جاری کرنا ماریا کے لئے اچھا تھا۔ اسے کچھ سوچنا نہیں پڑتا تھا، اسے محض حکم کی تعمیل کرنا پڑتی تھی۔ اس نے اور شیمپین کی درخواست کی، اور ٹیرنس واڈ کا لے آیا، یہ دماغ پر زیادہ تیزی سے اثر کرتی تھی، بھاری پن کو کم کرتی تھی اور اسے کیوی آر کے ساتھ پینا مفید تھا۔

اس نے بوتل کھولی۔ ماریا کم وبیش اکیلے ہی واڈ کا پی رہی تھی اور اس دوران اس نے طوفان اور بجلی کی آواز سنی۔ ہر چیز اس لمحے کو مکمل کرنے کی سازش میں شریک تھی، کہ جیسے آسمانوں اور زمین کی قوتیں بھی اپنا پُرتشدد روپ دکھا رہی تھیں۔

کچھ دیر بعد، ٹیرنس نے الماری میں سے ایک سوٹ کیس نکالا اور اسے بیڈ پر رکھ دیا۔

''ہلنا مت۔''

ماریا بے حس وحرکت بیٹھی رہی۔ اس نے سوٹ کیس کھولا اور اس میں سے کروم دھات سے بنی ہوئی دو ہتھکڑیوں کے جوڑے نکالے۔

''اپنی ٹانگیں کھول کر بیٹھو۔''

ماریا نے حکم کی تعمیل کی۔ کیونکہ وہ کوئی چارہ نہ ہونے کی وجہ سے مجبور تھی اور اس کی ایک وجہ اس کی اطاعت شعاری بھی تھی کیونکہ وہ ایسا ہی کرنا چاہتی تھی۔ اس نے دیکھا کہ ٹیرنس اس کے ٹانگوں کے بیچ میں دیکھ رہا تھا، جہاں وہ اس کا سیاہ پاجامہ، اس کی لمبی جرابیں، اور اس کی رانیں دیکھ سکتا تھا، وہ اس کی اندام نہانی اور اس کے بالائی حصے کے بالوں کا تصور کر سکتا تھا۔

''کھڑی ہو جاؤ۔''

وہ اپنی کرسی سے چھلانگ مار کر کھڑی ہوگئی۔ اسے سیدھے کھڑے ہونے میں دقت پیش آ رہی تھی اور اسے احساس ہوا کہ وہ اپنے تصور سے بھی زیادہ نشے کی حالت میں تھی۔

''میری طرف مت دیکھو۔ اپنا سر نیچے کرو، اپنے آقا کا احترام کرو!''

اس سے پہلے کہ وہ اپنا سر نیچے کرتی اس نے ٹیرنس کو سوٹ کیس میں سے ایک باریک چابک نکالتے ہوئے اور اسے ہوا میں لہراتے ہوئے دیکھا۔

"شراب پیو، اپنا سر نیچے رکھو، مگر شراب پیو۔"

اس نے واڈ کا کا ایک اور پھر دوسرا، تیسرا اور چوتھا گلاس پیا۔ یہ اب محض ایک تمیز نہیں تھا، یہ حقیقت تھی۔ اب اس کے پاس اس کا اختیار نہیں تھا۔ وہ خود کو ایک بے جان شے اور ایک چھوٹا سا آلہ محسوس کر رہی تھی اور اگرچہ یہ سب کچھ ناقابلِ یقین لگتا تھا، تاہم اطاعت شعاری کے اس احساس کے باعث وہ خود کو مکمل طور پر آزاد محسوس کر رہی تھی۔ اب وہ ایک معلم نہیں رہی تھی، جو کہ ہدایات جاری کرتی ہے، تسلی دیتی ہے اور جوش دلاتی ہے، اس شخص کی حیران کن طاقت کے سامنے، وہ محض برازیل کے اندرونی علاقے سے تعلق رکھنے والی ایک عام سی لڑکی تھی۔

"اپنے کپڑے اُتار دو۔"

یہ حکم یکلخت اور کسی خواہش کے بغیر جاری کیا گیا تھا، اور اس کے باوجود اس سے شہوت انگیز اور کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ ماریا نے تعظیم کے طور پر اپنا سر نیچے رکھتے ہوئے اپنے لباس کے بٹن کھول دیئے اور اسے فرش پر گرنے دیا۔

"تم جانتی ہو، تمہارا رویہ ٹھیک نہیں ہے؟"

اس نے ایک مرتبہ پھر چابک ہوا میں لہرایا۔

"تمہیں اس کی سزا ملنی چاہئے۔ تمہاری عمر کی لڑکی نے مجھے انکار کرنے کی جرأت کیسے کی؟ تمہیں میرے سامنے جھکنا چاہئے!"

ماریا نیچے جھکنے ہی والی تھی کہ چابک کے وار کی وجہ سے وہ وہیں کی وہیں رہ گئی، پہلی مرتبہ اس چابک نے اس کے جسم ـــــ اس کے چوتڑوں کو چھوا تھا۔ اس کی وجہ سے ماریا کو کافی جلن محسوس ہوئی تھی لیکن اس نے اس کی جلد پر کوئی نشان نہیں چھوڑا تھا۔

"کیا میں نے تمہیں جھکنے کو کہا تھا؟"

"نہیں۔"

"نہیں جناب! کہو۔"

اس نے ایک مرتبہ پھر اسے چابک مارا۔ ایک لمحے کے لئے ماریا کو خیال آیا کہ وہ یا تو یہ سب اسی وقت روک سکتی تھی یا وہ اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کا فیصلہ کر سکتی تھی، پیسوں کے لئے

نہیں بلکہ جو ٹیرنس نے پہلی ملاقات کے دوران کہا تھا اس کی وجہ سے کہ آپ خود کو محض اس وقت جان سکتے ہیں جب آپ اپنی حدود سے تجاوز کرتے ہیں۔

اور یہ ایک نئی چیز تھی، یہ ایک مہم جوئی تھی، اور وہ بعد ازاں یہ فیصلہ کر سکتی تھی کہ کیا اسے یہ سب جاری رکھنا چاہئے یا نہیں، لیکن اس لمحے وہ اس لڑکی کو بھول چکی تھی جس کی زندگی میں صرف تین اہداف تھے اور جو اپنا جسم بیچ کر گزر بسر کرتی تھی، جو ایک شخص سے ملی تھی جس کے پاس ایک آتش دان اور سنانے کو بہت سی دلچسپ کہانیاں تھیں۔ یہاں وہ کچھ بھی نہیں تھی اور کچھ نہ ہونے کا مطلب یہ تھا کہ وہ کچھ بھی بن سکتی تھی جس کا اس نے ہمیشہ خواب دیکھا تھا۔

''اپنے بقیہ کپڑے بھی اتار دو اور اِدھر اُدھر چہل قدمی کرو تاکہ میں تمہیں دیکھ سکوں۔''

ماریا نے ایک مرتبہ اپنا سر نیچے رکھتے ہوئے اور ایک بھی لفظ کہے بغیر حکم کی تعمیل کی۔ اسے دیکھنے والا شخص جو کہ ابھی تک تمام کپڑے پہنے ہوئے تھا اور بے حس تھا، اب وہ شخص نہیں رہا تھا جس نے ہوٹل سے یہاں آتے ہوئے اس سے بات چیت کی تھی۔ وہ ایک اوڈیسس تھا جو لندن سے سفر کر کے یہاں آیا تھا، وہ ایک تھیسیس تھا جو جنت سے آیا تھا، وہ دنیا کے محفوظ ترین شہر پر دھاوا بولنے والا اغواء کار تھا اور وہ اس کرہ ارض کا بے حس ترین انسان تھا۔ ماریا نے ایک لمحے کے لئے خود کو غیر محفوظ اور پھر محفوظ محسوس کرتے ہوئے اپنا پاجامہ اور انگیا اُتاری۔ اس نے ایک مرتبہ پھر ہوا میں چابک لہرایا لیکن اس مرتبہ اس نے اس کے جسم کو نہیں چھوا تھا۔

''اپنا سر نیچے رکھو، تم یہاں ذلیل ہونے اور خواہش کی تکمیل کے لئے آئی ہو۔''

''سمجھی؟''

''جی جناب۔''

ٹیرنس نے اس کے بازو پکڑے اور اس کی کلائیوں پر ہتھکڑی لگا دی۔

''تمہیں بری طرح زدو کوب کیا جائے تاکہ تمہیں تمیز سکھائی جا سکے۔''

ٹیرنس نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی سے اس کے چوتڑوں پر ایک زوردار طمانچہ مارا۔ ماریا چلا اٹھی،

اس مرتبہ اسے بہت تکلیف ہوئی تھی۔

''اچھا، تو تم شکایت کر رہی ہو، کیا ایسا ہی ہے؟ میں نے تو ابھی شروعات بھی نہیں کی۔''

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی، وہ اس کے منہ پر ایک چمڑے کی پٹی رکھ چکا تھا۔ ایسا کرنے سے اسے بولنے سے روکا نہیں جا سکتا تھا، وہ اب بھی ''پیلا'' یا ''سرخ'' کہہ سکتی تھی، لیکن اب اسے احساس ہوا تھا کہ وہ شخص جو کچھ بھی کرنا چاہتا تھا اسے اس کی اجازت دینا اس کی قسمت میں لکھا تھا، اور اب وہ کسی بھی طرح سے بچ نہیں سکتی تھی۔ وہ برہنہ تھی، اس کے منہ پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور ہاتھ ہتھکڑی سے بندھے ہوئے تھے، اور اس کی رگوں میں خون کی بجائے واڈ کا دوڑ رہی تھی۔

اس نے ایک مرتبہ پھر اس کے چوتڑوں پر طمانچہ رسید کیا۔

''اِدھر اُدھر چہل قدمی کرو۔''

ماریا نے اس کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے چہل قدمی شروع کر دی: ''رک جاؤ''، ''دائیں طرف مڑ جاؤ''، ''بیٹھ جاؤ''، ''اپنی ٹانگیں کھولو۔'' اس نے یکے بعد دیگرے اسے کئی طمانچے رسید کیے، چاہے وہ اس کی مستحق تھی یا نہیں، اور ماریا کو تکلیف اور ذلت کا احساس ہوا، جو کہ درد سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھا، اور اسے محسوس ہوا کہ جیسے وہ کسی اور دنیا میں تھی، جہاں کسی چیز کا وجود نہیں تھا، اور یہ تقریباً ایک مذہبی احساس تھا۔ مثال کے طور پر خود کو برباد کر دینا، تابع داری، اور اپنی اَنا، خواہش اور خود اعتمادی کو مکمل طور پر کھو دینے کا احساس۔ وہ حد سے زیادہ گیلی اور شہوت انگیز ہو چکی تھی، لیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا تھا۔ ''پھر سے گھٹنوں کے بل جھک جاؤ۔''

چونکہ ماریا فرمانبرداری کے طور پر اپنا سر ہمیشہ جھکا کر رکھتی تھی، اس لئے وہ ٹھیک طرح سے نہیں دیکھ سکتی تھی یہ سب کیا ہو رہا تھا، لیکن وہ یہ مشاہدہ کر سکتی تھی کہ اُس دوسری دنیا اور دوسرے سیارے میں، وہ شخص زور زور سے سانس لے رہا تھا، وہ اس کے چوتڑوں پر چابک اور تھپڑ مار مار کر تھک چکا تھا جبکہ ماریا خود کو طاقت اور توانائی سے بھرپور محسوس کر رہی تھی۔ اب اس کی ساری حیاء ختم ہو چکی تھی اور اپنی خوشی کا اظہار کرنے میں اسے کوئی پریشانی نہیں تھی۔ وہ

کراہنے لگی اور اس سے التجا کرنے لگی کہ وہ اسے چھوئے، لیکن اس کی بجائے اس شخص نے اسے دبوچا اور بیڈ پر پھینک دیا۔

اس نے پُرتشدد طریقے سے اس کی ٹانگیں کھولیں۔ اگرچہ وہ جانتی تھی کہ دراصل اس تشدد سے اسے کوئی تکلیف نہیں ہوگی، اور اس کی دونوں ٹانگیں بیڈ کے کونوں سے باندھ دیں۔ اب جبکہ اس کے ہاتھ ہتھکڑی سے بندھے ہوئے تھے، ٹانگیں پھیلی ہوئی تھیں، اس کے منہ پر پٹی بندھی تھی، تو وہ اس کے ساتھ مباشرت کب کرے گا؟

کیا وہ دیکھ نہیں سکتا تھا کہ وہ تیار تھی کہ وہ اس کی خدمت کرنا چاہتی تھی، کہ وہ اس کی غلام تھی، اُس کی مخلوق تھی، اس کی چیز تھی، اور اسے وہ جو بھی حکم دے گا وہ اس کی تعمیل کرے گی؟

''کیا تم چاہو گی کہ میں تمہیں اس سے بھی آگے لے جاؤں؟''

ماریا نے اسے چابک کا دستہ اپنی اندام نہانی کے اوپر رکھتے ہوئے دیکھا۔ اس نے اسے اوپر نیچے رگڑا اور جب یہ اس کے بظر کے ساتھ ٹکرایا تو وہ خود پر قابو نہ رکھ سکی۔ اس کو کچھ اندازہ نہیں تھا کہ وہ کب سے یہاں تھے اور نہ ہی یہ کہ اسے کتنے تھپٹر مارے گئے تھے لیکن پھر اچانک وہ انتہائے خود لذتی کے تجربے سے گزری۔ گزشتہ تمام مہینوں کے دوران درجنوں بلکہ سینکڑوں مرد اسے یہ احساس فراہم کرنے میں ناکام رہے تھے۔ ہر طرف روشنی ہی روشنی تھی، اسے محسوس ہوا کہ اس کی روح ایک تاریک غار میں داخل ہو رہی تھی، جس میں شدید درد اور خوف یکجا ہو کر لذت میں تبدیل ہو گئے تھے اور وہ اپنی تمام حدود سے تجاوز کر چکی تھی اور وہ چلا رہی تھی، اس کی آواز اس پٹی کی وجہ سے دب کر رہ گئی تھی، وہ بیڈ پر تڑپ رہی تھی، اسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے ہتھکڑی اس کی کلائیوں کو کاٹ رہی تھی اور چمڑے کے تسمے اس کے ٹخنوں میں چھید ڈال رہے تھے، اس سے پہلے اس نے کبھی ایسے حرکت نہیں کی تھی کیونکہ وہ حرکت نہیں کر سکتی تھی، وہ اس طرح پہلے کبھی نہیں چلائی تھی کیونکہ اس کے منہ پر پٹی بندھی تھی اور کوئی بھی اس کی آواز نہیں سن سکتا تھا۔ درد اور لذت باہم یکجا ہو گئے تھے، چابک کا دستہ اس کے بظر پر اور زیادہ شدت سے دباؤ ڈال رہا تھا اور اس کے منہ، اس کے اندام نہانی، اس کے مساموں، اس کی آنکھوں اور اس کی جلد میں سے

سیال مادہ خارج ہو رہا تھا۔

وہ ایک قسم کے وجد کی حالت میں تھی۔ اب وہ آہستگی سے حقیقی دنیا میں واپس آ رہی تھی، اب اس کی ٹانگوں کے درمیان کوئی دباؤ ڈالتا ہوا چابک نہیں تھا، وہاں محض پسینے سے بھیگے ہوئے بال تھے، اور انتہائی شفیق ہاتھ اس کی ہتھکڑی اور ٹخنوں پر بندھے ہوئے چمڑے کے تسمے کھول رہے تھے۔

وہ پریشانی کے عالم میں وہیں لیٹی رہی، اس میں اس شخص کو دیکھنے کی ہمت نہیں تھی کیونکہ وہ اپنی چیخ پکار اور اپنی انتہائے خودلذتی پر خود سے شرمندہ تھی۔ وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی اور ٹیرنس بھی زور زور سے سانس لے رہا تھا۔ لیکن لذت کا احساس محض ماریا کو ہوا تھا، ٹیرنس نے ایک لمحے کے لئے بھی اس وجدانی کیفیت کا لطف نہیں اُٹھایا تھا۔

اس کے برہنہ جسم نے پورے کپڑوں میں ملبوس اس شخص کے جسم کو قبول کر لیا تھا جو چیختے ہوئے احکامات جاری کرنے اور صورت حال پر قابو پانے کے بعد اب تھک چکا تھا۔ ماریا نہیں جانتی تھی کہ اب وہ کیا کہے، اس سلسلے کو جاری کیسے رکھے، لیکن اس نے خود کو محفوظ محسوس کیا، کیونکہ اس نے اسے ایک احساس کے ساتھ روشناس کرایا تھا جس سے وہ پہلے واقف نہیں تھی، وہ اس کا سرپرست اور آقا تھا۔

ماریا رونے لگی اور ٹیرنس نے اس کے چپ کرنے تک تحمل سے انتظار کیا۔

''تم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟''

''تم مجھ سے کیا کروانا چاہتی تھی؟''

ماریا نے اس کی جانب دیکھا، یہ محسوس کرتے ہوئے کہ اسے اس کی اشد ضرورت تھی۔

''میں نے تمہیں کچھ بھی کرنے پر مجبور نہیں کیا تھا یا تم سے زبردستی نہیں کی تھی اور نہ ہی میں نے تمہیں ''پیلا'' یا ''سرخ'' کہتے ہوئے سنا تھا۔ میرے پاس بس وہی اختیار تھا جو تم نے مجھے دیا تھا، میں نے تم سے زبردستی نہیں کی تھی یا تمہیں بلیک میل نہیں کیا تھا، یہ تمہاری اپنی خواہش تھی، اس میں کوئی شک نہیں کہ تم میری غلام تھی اور میں تمہارا آقا، لیکن میرے پاس محض تمہیں تمہاری آزادی کا احساس دلانے کا اختیار تھا۔

ھتھکڑیاں، ٹخنوں کے گرد بندھے ہوئے چمڑے کے تسمے اور منہ پر بندھی ہوئی پٹی ایک ایسی ذلت تھی جو کسی بھی درد سے زیادہ تکلیف دہ تھی، اور اس کے باوجود وہ بالکل ٹھیک کہتا تھا کہ یہ ذلت مکمل آزادی کا احساس دلاتی تھی۔ ماریا خود کو توانائی اور طاقت سے بھرپور محسوس کر رہی تھی اور وہ حیران تھی کہ اس کے ساتھ بیٹھا ہوا شخص مکمل طور پر نڈھال ہو چکا تھا۔

''کیا تمہیں انتہائے لذت کا تجربہ ہوا تھا؟''

''نہیں، ٹیرنس نے کہا۔'' آقا کا کام غلام کی رہنمائی کرنا ہے۔ غلام کی خوشی ہی آقا کی خوشی ہے۔

ان سب باتوں کا کوئی جواز نہیں تھا، کیونکہ یہ سب کہانیوں میں نہیں ہوتا تھا، ایسا حقیقت میں نہیں ہوتا تھا۔ لیکن خوابوں کی اس دنیا میں ماریا روشنی سے بھرپور تھی، جبکہ ٹیرنس بے رونق اور خالی دکھائی دیتا تھا۔

''تم جب چاہو یہاں سے جا سکتی ہو۔'' ٹیرنس نے کہا۔

''میں یہاں سے جانا نہیں چاہتی، میں سمجھنا چاہتی ہوں۔''

''اس میں سمجھنے والی کوئی بات نہیں۔''

وہ اپنی عریانی کی تمام تر خوبصورتی اور شدت کے ساتھ اُٹھی اور اس نے دو گلاسوں میں وائن انڈیلی۔ اس نے دو سگریٹ سلگائے اور ان میں سے ایک ٹیرنس کو دیا۔ ان کے کردار بدل چکے تھے، اب وہ ایک مالکن تھی جو اپنے غلام کی خدمت کر رہی تھی اور ٹیرنس کو اس لذت کا انعام دے رہی تھی جو اس نے اسے فراہم کی تھی۔

''ابھی میں کپڑے پہنوں گی اور پھر یہاں سے چلی جاؤں، لیکن اس سے پہلے میں تم سے تھوڑی گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔''

''اب گفتگو کرنے کے لئے کچھ بھی باقی نہیں بچا۔ میں بس یہی چاہتا تھا، اور تم ناقابلِ یقین تھی۔ اب میں تھک چکا ہوں اور کل مجھے لندن واپس جانا ہے۔''

وہ لیٹ گیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ ماریا یہ نہیں جانتی تھی کہ کیا وہ محض سونے کا بہانہ کر رہا تھا؟ اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ اس نے اطمینان سے سگریٹ پیا اور آہستگی سے اپنی وائن پی، اس کا چہرہ کھڑکی کی چوکھٹ کے ساتھ لگا ہوا تھا اور وہ جھیل کے دوسرے کنارے کو دیکھ

رہی تھی اور یہ خواہش کر رہی تھی کہ کاش جھیل کے دوسرے کنارے سے کوئی شخص اسے اس حالت ___ برہنہ ___ مکمل، مطمئن، پُراعتماد ___ میں دیکھ سکتا۔

اس نے کپڑے پہنے اور خدا حافظ کہے بغیر وہاں سے چلی گئی، اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ دروازہ ٹیرنس نے کھولا تھا یا اس نے، کیونکہ وہ یہ بات یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی تھی کہ وہ یہاں واپس آنا چاہتی تھی۔

ٹیرنس نے دروازہ بند ہونے کی آواز سنی اور وہ اس انتظار میں دروازے کی طرف دیکھنے لگا کہ وہ واپس آئے گی اور کہے گی کہ وہ کوئی چیز بھول گئی تھی، اور محض چند منٹ کے بعد وہ اٹھ بیٹھا اور اس نے ایک اور سگریٹ سلگا لیا۔

اس لڑکی کا ایک انداز تھا، اس نے سوچا۔ وہ چابک کے سامنے ڈٹی رہی تھی، اگرچہ یہ سزا دینے کا سب سے قدیم، سب سے عام، اور سب سے کم تکلیف دہ طریقہ تھا۔

دنیا میں لاکھوں جوڑے ہر روز بغیر کچھ محسوس کیے جنسی اذیت پسندی کا عمل دوہراتے تھے۔ وہ کام پر جاتے، واپس آتے، خود کو بدنصیب محسوس کرتے تھے، لیکن اس کے باوجود وہ اپنی ہی بدنصیبی کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور انہیں یہ احساس نہیں تھا کہ وہ ایک اشارہ کر کے اور آخری مرتبہ خدا حافظ کہہ کر خود کو اس ظلم و ستم سے آزاد کرا سکتے تھے۔ ٹیرنس اپنی بیوی کے ساتھ اس مرحلے سے گزر چکا تھا، جو کہ ایک نامی گرامی برطانوی گلوکارہ تھی۔ ٹیرنس حسد کی وجہ سے ذہنی تکلیف میں مبتلا تھا، وہ سین (Scene) بناتا تھا اور سارا دن درد کش ادویات استعمال کرتا تھا اور ناامیدی کی حالت میں ساری رات شراب پیتا تھا۔ اس کی بیوی اس سے محبت کرتی تھی اور وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ وہ ایسا برتاؤ کیوں کرتا تھا۔ ٹیرنس اس سے محبت کرتا تھا اور اس کا اپنا رویہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو جس روحانی کرب سے دوچار کرتے تھے وہ ان کی زندگی کی اساس تھی۔

ایک دن ایک موسیقار، جو اسے ہمیشہ سے ہی بہت عجیب لگتا تھا، کیونکہ وہ ان تمام عجیب قسم کے لوگوں میں سب سے زیادہ معتدل دکھائی دیتا تھا، سٹوڈیو میں ایک کتاب چھوڑ گیا، جس کا عنوان "وینس ان فرز" تھا اور یہ لی پولڈ وان ساخر ماسوخ نے لکھی تھی۔ ٹیرنس نے اس کے اوراق پلٹنے شروع کیے اور اسے پڑھنے کے بعد وہ خود زیادہ بہتر طور پر سمجھنے لگا۔

اس میں لکھا تھا:

اس حسین عورت نے اپنے کپڑے اُتارے اور ہاتھ میں ایک چھوٹے دستے والا لمبا چابک پکڑ لیا۔ ''یہ تمہاری ہی خواہش تھی''، اس نے کہا، ''اسی لئے میں تمہیں چابک سے ماروں گی''۔

''اوہ ہاں''، اس کا عاشق بڑبڑایا، ''پلیز، میں تم سے التجا کرتا ہوں۔''

اس کی بیوی شیشے کے پردے کی دوسری طرف ریہرسل کر رہی تھی۔ وہ انہیں تمام مائیکروفون بند کرنے کو کہہ رہی تھی تا کہ تکنیک کار بھی سب کچھ سن سکیں، اور انہوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ ٹیرنس سوچ رہا تھا کہ شاید وہ پیانو بجانے والے شخص کے ساتھ راز و نیاز میں مصروف تھی اور اسے محسوس ہوا کہ وہ اسے اذیت دے رہی تھی۔ لیکن ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ اس اذیت کا اتنا عادی ہو چکا تھا کہ اب وہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔

''میں تمہیں چابک سے ماروں گی''، کتاب میں اس عورت نے کہا جو وہ پڑھ رہا تھا۔ ''اوہ، پلیز، میں تم سے التجا کرتا ہوں۔''

وہ ایک خوش شکل مرد تھا اور وہ ریکارڈ کمپنی کی توجہ کا مرکز بننے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اسے اس طرح کی زندگی بسر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

کیونکہ وہ یہی چاہتا تھا۔ وہ اس اذیت کا مستحق تھا کیونکہ زندگی اس کے لئے بہت خوشگوار تھی اور وہ ان سب رحمتوں، مثال کے طور پر پیسہ، عزت، شہرت کا حقدار نہیں تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کا کیریئر اسے اس مقام پر لے کے جا رہا تھا جہاں وہ کامیابی پر انحصار کرنے لگے گا اور یہ ہی بات اسے خوفزدہ کر دیتی تھی، کیونکہ اس نے بہت سے لوگوں کو بلندی سے نیچے گرتے دیکھا تھا۔

اس نے کتاب پڑھی۔ درد اور لذت کے درمیان پُراسرار رشتے کے متعلق اسے جتنا بھی مواد ملا اس نے ان سب کا مطالعہ کیا۔ اس کی بیوی کو ان ویڈیو فلموں کا علم ہو گیا جو ٹیرنس نے کرائے پر حاصل کی تھیں اور ان کتابوں کا پتہ چل گیا جو اس نے اس سے چھپا کر رکھی تھیں۔ اس کی بیوی نے اس سے پوچھا کہ یہ سب کیا تھا، کیا وہ بیمار تھا؟ ٹیرنس نے کہا، نہیں، یہ محض ایک تحقیق تھی جو وہ ایک نئے البم کے لئے کر رہا تھا۔ پھر اس نے بے پرواہی سے کہا: ''شاید ہمیں اسے آزمانا چاہئے۔''

انہوں نے اسے آزمایا۔ انہوں نے ہچکچاتے ہوئے اور کتابچوں کا استعمال کرتے ہوئے

شروعات کی۔ آہستہ آہستہ انہوں نے نئے طریقے دریافت کر لئے اور وہ اپنی سرگرمیوں کو خطرناک حدوں تک لے گئے اور اس کے باوجود وہ یہ محسوس کرتے تھے کہ ان کا رشتہ ازدواج اور زیادہ مستحکم ہو گیا تھا۔ وہ کچھ خفیہ اور ممنوعہ چیزوں کو سرزد کرنے میں شریک تھے۔

ان کا مشترکہ تجربہ فن میں تبدیل ہو چکا تھا۔ انہوں نے نئے لباس ایجاد کئے تھے، مثال کے طور پر لوہے کی میخوں والا چمڑے کا لباس، اس کی بیوی گیٹس بیلٹ اور بوٹ پہن کر ہوا میں چابک لہراتی ہوئی سٹیج پر جاتی تھی اور تماشائی بے لگام ہو جاتے تھے۔ اس کی نئی البم انگلینڈ میں میوزک چارٹ پر سرِ فہرست تھی اور اسے پورے یورپ میں پذیرائی حاصل ہوئی تھی۔ ٹیرنس حیران تھا کہ نوجوانوں نے اس کے ذاتی تخیلات کو ایک مکمل طور پر قدرتی چیز کے طور پر کیسے قبول کیا تھا، اور وہ اس کی بس ایک ہی وضاحت دے سکتا تھا کہ یہ دبے ہوئے تشدد کو ایک شدید لیکن بے ضرر طریقے سے ظاہر کرنے کا ذریعہ فراہم کرتے تھے۔

چابک گروپ کا لوگو بن گیا اور یہ ٹی شرٹوں، لوگوں کے جسم، سٹیکروں، اور پوسٹ کارڈ پر دکھائی دینے لگا۔ اس کے دانشورانہ میلان نے اسے ان سب چیزوں کا ماخذ جاننے کی جانب مائل کیا تاکہ وہ خود کو بہتر طور پر سمجھ سکے۔

یہ ماخذ ان نادم افراد کے ساتھ منسلک نہیں تھے جو سیاہ موت سے دور جانے کی کوشش کر رہے تھے، جیسا کہ اس نے ماریا کو بتایا تھا۔

قرونِ وسطیٰ کے زمانے سے انسان یہ بات سمجھ چکا تھا کہ اگر تکالیف کا بے خوفی سے مقابلہ کیا جائے تو یہ آزادی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

مصر، روم اور ایران، سب کا یہ عقیدہ تھا کہ انسان خود کو قربان کرتے ہوئے اپنے ملک اور دنیا کو بچا سکتا ہے۔ چین میں جب بھی کوئی بڑی قدرتی آفت آتی تھی تو وہاں کے حاکم کو سزا دی جاتی تھی۔ کیونکہ وہ خدا کا دنیاوی نمائندہ تھا۔ قدیم یونان میں سپارٹا کے بہترین جنگجوؤں کو سال میں ایک مرتبہ صبح سے لے کر شام تک کوڑے مارے جاتے تھے جس کا مقصد آرٹیمیس (Artemis) دیوی کو خراجِ عقیدت پیش کرنا ہوتا تھا، جبکہ اس دوران وہاں کھڑے ہوئے تماشائی انہیں پکارتے تھے، اور ان پر زور دیتے تھے کہ وہ اس تکلیف کا جواں مردی سے مقابلہ کریں، کیونکہ اس کا مقصد ان کو جنگوں کے لئے تیار کرنا تھا۔ دن کے اختتام پر

پادری ان جنگجوؤں کی پیٹھ پر آنے والے زخموں کا معائنہ کرتے اور ان کے ذریعے شہر کے مستقبل کی پیش گوئی کرتے۔

چوتھی صدی کی ایک قدیم عیسائی برادری جو سکندریہ کی ایک خانقاہ کے گردونواح میں پھلی پھولی، کے صحرا کے پادری کوڑوں کی سزا کو شیطانوں کو دور بھگانے یا روحانی کھوج میں جسم کو غیر اہم ثابت کرنے کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ ولیوں کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی تھی۔ مثال کے طور پر سینٹ روز اباغ میں بھاگتی تھی اور کانٹے اس کے جسم کو پھاڑتے چلے جاتے تھے۔ سینٹ ڈومنگوز لوریکاٹس (Saint Domingos Loricatus) ہر رات سونے سے پہلے خود کو کوڑے مارتا تھا، وہ شہداء جو رضاکارانہ طور پر خود کو سولی پر تڑپ تڑپ کر مرنے کے لئے یا جنگلی جانوروں کے آگے پھینکنے کے لئے پیش کرتے تھے۔ وہ سب یہ کہتے تھے کہ اگر درد میں مہارت حاصل کر لی جائے تو مذہبی وجدان تک پہنچا جا سکتا ہے۔

حالیہ غیر تصدیق شدہ تحقیقات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ فنگس (Fungus) کی ایک خاص قسم جو کہ ایسی خصوصیات کی حامل ہے کہ اس کے استعمال سے انسان تخیل میں پرواز کرتا ہے، زخموں میں نشوونما پاتی تھی اور تخیلات کا سبب بنتی تھی۔ یہ لذت اتنی شدید تھی کہ جلد ہی یہ سرگرمی خانقاہوں اور عبادت گاہوں سے نکل کر دنیا بھر میں پھیل گئی۔

1718ء میں خود کو کوڑوں کے ذریعے سزا دینے سے متعلق ایک دستاویز شائع ہوئی تھی، جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ جسم کو نقصان پہنچائے بغیر درد کے ذریعے لذت کیسے حاصل کی جاتی ہے۔ اس صدی کے آخر میں یورپ میں ایسی کئی جگہیں تھیں جہاں پر لوگوں کو لذت کے حصول کے لئے تکالیف برداشت کرنے کے لئے تیار کیا جاتا تھا۔ تاریخ میں اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ بادشاہ اور شہزادیاں خود کو غلاموں کے ذریعے اس وقت تک کوڑے مرواتے تھے جب تک انہیں یہ احساس نہ ہوتا کہ ایک اور قسم کی لذت نہ صرف کوڑے کھانے سے بلکہ کسی کو تکلیف دے کر بھی حاصل کی جا سکتی تھی۔

جب ٹیرنس سگریٹ پی رہا تھا تو اس نے یہ جان کر تسلی بخش فخر محسوس کیا کہ وہ جو کچھ سوچ رہا تھا، زیادہ تر لوگ اسے سمجھ نہیں پائیں گے۔ ایک ایسے کلب کے ساتھ تعلق قائم رکھنا بہتر تھا جس تک چند منتخب کردہ لوگوں کو رسائی حاصل تھی۔ اسے ایک مرتبہ پھر یاد آیا کہ شادی کی اذیت شادی

کے معجزے میں کیسے تبدیل ہوگئی تھی۔ اس کی بیوی جانتی تھی کہ وہ اسی مقصد کے لئے جنیوا جاتا تھا اور اسے اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ اس کے برعکس وہ خوش تھی کہ اس بیمار دنیا میں اس کے خاوند کو ایک ہفتے کی سخت مشقت کا انعام مل جاتا تھا جو اس کی خواہش تھی۔ وہ لڑکی جو ابھی اس کمرے سے نکل کر گئی تھی، سب کچھ سمجھ چکی تھی۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کی روح ماریا کی روح کے بہت قریب تھی، اگرچہ وہ محبت میں مبتلا ہونے کے لئے تیار نہیں تھا، کیونکہ وہ اپنی بیوی سے محبت کرتا تھا۔ لیکن اسے یہ سوچنا پسند تھا کہ وہ آزاد تھا اور وہ ایک نیا تعلق قائم کرنے کا خواب دیکھ سکتا تھا۔

اسے محض اتنا کرنا تھا کہ اسے ماریا کو اگلے اور مشکل ترین مرحلے۔ مثال کے طور پر ساخر ماسوخ کی ''وینس ان فرز''، ایک حاکمانہ عورت اور ایک ایسی مالکن میں تبدیل ہونے کے لئے تیار کرنا تھا جو بنا رحم رسوا کرنے اور سزا دینے کی اہلیت رکھتی تھی۔ اگر وہ اس امتحان میں کامیاب ہوگئی تو وہ اپنا دل کھولنے اور اسے اندر آنے کی اجازت دینے کے لئے تیار تھا۔

ماریا کی ڈائری سے، جب وہ تا حال واڈکا کے نشے میں مدہوش تھی:

جب میرے پاس کھونے کے لئے کچھ نہیں تھا، میرے پاس سب کچھ تھا ____ !

جب میں ذلت اور اطاعت شعاری کے تجربے سے گزری تو میں آزاد تھی۔ میں نہیں جانتی کہ میں بیمار تھی، یا یہ سب ایک خواب تھا یا ایسا محض ایک مرتبہ ہوتا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ میں اس کے بغیر بھی ایک بھرپور زندگی گزار سکتی ہوں، لیکن میں یہ سب دوبارہ کرنا چاہوں گی اور اس سے بھی آگے جانا چاہوں گی۔

میں تکلیف کی وجہ سے کچھ خوفزدہ تھی لیکن یہ اتنی بری نہیں تھی جتنی کہ وہ ذلت، اور یہ محض ایک بہانہ تھا۔ جس وقت میں کئی ماہ کے بعد انتہائے لذت کے مقام تک پہنچی تھی، حالانکہ وہ مرد جن کے ساتھ میں ہم بستری کر چکی تھی، مختلف طریقے آزمانے کے باوجود مجھے یہ لذت مہیا کرنے میں ناکام رہے تھے، میں نے خود کو (کیا یہ ممکن تھا؟) خدا کے قریب محسوس کیا تھا۔ مجھے یاد آیا کہ اس نے کہا تھا کہ کوڑے کھانے والے انسانیت کی نجات کے لئے تکالیف برداشت کرنے میں لذت محسوس کرتے تھے۔ میں انسانیت کو، خود کو یا اسے نجات دلانا نہیں چاہتی تھی۔ میں محض وہاں موجود تھی۔

# (24)



اس مرتبہ یہ کوئی تھیٹر نہیں تھا، وہ واقعی ماریا کی درخواست پر ریلوے سٹیشن پر موجود تھے، کیونکہ اسے وہ پیزا پسند تھا جو آپ یہاں سے خرید سکتے تھے۔ کبھی کبھار تھوڑا سا خودسر بن جانے میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ جب ماریا تا حال ایک ایسی عورت تھی جو محبت، ایک آتش دان اور وائن کی متلاشی تھی، اس سے ایک دن پہلے رالف اس سے ملنا چاہتا تھا۔ لیکن زندگی نے کسی اور چیز کا انتخاب کیا تھا، اور آج ماریا نے سارا دن اپنے اردگرد کی آوازوں اور موجودہ لمحے پر توجہ دیئے بغیر گزارا تھا، جس کی وجہ محض یہ تھی کہ اس نے رالف کے بارے میں نہیں سوچا تھا، اس نے سوچنے کے لئے اور بہت سی دلچسپ چیزیں دریافت کر لی تھیں۔

اس کا اس کے سامنے بیٹھے ہوئے شخص سے کیا تعلق تھا، جو ایک پیزا کھا رہا تھا جو غالباً اسے پسند نہیں تھا اور جو محض وقت گزار رہا تھا تاوقتیکہ وہ لمحہ آ جائے کہ وہ ماریا کو اپنے گھر لے جائے؟ جب وہ کلب میں آیا تھا اور اس نے ماریا کو ایک ڈرنک کی پیش کش کی تھی تو اس نے ایک لمحے کے لئے یہ سوچا تھا کہ وہ اسے یہ کہہ دے کہ اسے اس میں کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی اور اسے کسی اور کو تلاش کرنا چاہئے۔ دوسری طرف اسے گزشتہ رات کے بارے میں کسی سے گفتگو کرنے کی اشد ضرورت تھی۔

اس نے ایک یا دو بیسواؤں سے بات کرنے کی کوشش کی تھی جو کہ ''خاص گاہکوں'' کی خدمت پر مامور تھیں، لیکن کسی نے بھی اسے کچھ نہیں بتایا تھا، کیونکہ ماریا ذہین تھی وہ بہت جلد سب کچھ سیکھ لیتی تھی اور وہ کوپا کبانہ کی لڑکیوں کے لئے شدید خطرے کا باعث بن چکی تھی۔ وہ جن مردوں کو جانتی تھی ان میں سے رالف واحد ایسا شخص تھا جو اس کی بات سمجھے گا، کیونکہ میلان اسے بھی ایک ''خاص گاہک'' تصور کرتا تھا۔ لیکن وہ اسے ایسی نظروں سے دیکھتا تھا جن میں محبت کی

جھلک دکھائی دیتی تھی اور اس سے کافی مشکل ہو جاتی تھی، اس لئے اس سے کچھ نہ کہنا ہی بہتر تھا۔

''تم درد، تکلیف اور لذت کے بارے میں کیا جانتے ہو؟''

وہ ایک مرتبہ پھر اپنے خیالات کو خود تک رکھنے میں ناکام رہی تھی۔

رالف نے پیزا کھانا بند کر دیا۔

''سب کچھ، اور مجھے اس میں ذرا سی بھی دلچسپی نہیں۔''

یہ جواب فوری طور پر دیا گیا تھا اور اس سے ماریا کو صدمہ پہنچا تھا۔ کیا دنیا میں وہی واحد فرد تھی جو سب کچھ نہیں جانتی تھی؟ یہ کس قسم کی دنیا تھی؟

''میں اپنے شیطانوں اور اپنے تاریک پہلو کا سامنا کر چکا ہوں۔''

رالف نے اپنی بات جاری رکھی۔ میں نے ان سب چیزوں کا بڑی گہرائی سے جائزہ لیا ہے اور میں نے ہر چیز کو آزمایا ہے، نہ صرف اس معاملے میں بلکہ دیگر معاملات میں بھی۔ اگرچہ جب ہم پچھلی رات ملے تھے تو میں نے درد کی بجائے اپنی خواہش کے ذریعے اپنی حدود سے تجاوز کیا تھا۔ میں نے اپنی روح کی گہرائیوں میں غوطہ لگایا تھا اور میں جانتا تھا کہ مجھے اس زندگی میں ابھی بھی بہت سی اچھی چیزوں کی خواہش تھی۔

وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ: ''ان اچھی چیزوں میں سے ایک تم ہو، اس لئے میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ اس راستے پر نہ جاؤ۔'' لیکن اس میں اتنی جرات نہیں تھی، اور اس کے بجائے اس نے ایک ٹیکسی کو آواز دی اور ڈرائیور سے کہا کہ وہ انہیں جھیل کے کنارے لے جائے، جہاں ایک عرصہ پہلے جب وہ پہلی مرتبہ ملے تھے، اکٹھے چہل قدمی کرتے رہے تھے۔ ماریا اس کی بات سمجھ گئی اور کچھ نہ بولی۔ اس کی جبلت نے اسے بتایا کہ اس کے پاس کھونے کے لئے بہت کچھ تھا، اگرچہ جو کچھ پچھلی رات ہوا تھا وہ اب بھی اس کی سوچوں میں گم تھی۔

وہ اپنی سکوت کی حالت سے محض اس وقت باہر آئی جب وہ جھیل سے متصل باغات میں پہنچے۔ اگرچہ ان دنوں گرمیوں کا موسم تھا، تاہم ابھی سے ہی رات کے وقت بہت سردی ہو جاتی تھی۔

جب وہ ٹیکسی سے باہر آئے تو ماریا نے پوچھا ''ہم یہاں کیا کر رہے ہیں؟ یہاں بہت تیز ہوا چل رہی ہے۔ مجھے ٹھنڈ لگ جائے گی۔''

''تم نے ٹرین سٹیشن پر اذیت اور لذت کے بارے میں جو کچھ کہا تھا، میں اس کے متعلق سوچتا رہا ہوں۔ اپنے جوتے اتارو۔''

ماریا کو یاد آیا کہ ایک دفعہ اس کے ایک گاہک نے بھی ایسی ہی درخواست کی تھی، اور اس کے جنسی جذبات محض اس کے پاؤں دیکھنے سے ہی بیدار ہو گئے تھے۔

''مجھے ٹھنڈ لگ جائے گی۔''

''جیسا میں کہتا ہوں، کرو۔'' اس نے اصرار کیا ''اگر ہم جلدی کریں تو تمہیں سردی نہیں لگے گی۔ مجھ پر بھروسہ کرو، جیسے میں تم پر بھروسہ کرتا ہوں۔''

چند وجوہات کی بنا پر ماریا نے محسوس کیا کہ وہ اس کی مدد کرنے کی کوشش کر رہا تھا، شاید اس لئے کہ ایک دفعہ وہ خود بھی ایک نہایت کڑوے پانی کے نشے میں مخمور ہو چکا تھا اور وہ خوفزدہ تھا کہ وہ بھی اسی خطرے سے دوچار تھی۔ اسے مدد کی ضرورت نہیں تھی، وہ اپنی نئی دنیا سے خوش تھی، جس میں اسے یہ پتہ چل رہا تھا کہ اذیت اس کے لئے اب کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ پھر اس نے برازیل اور اپنی زندگی کے ہم سفر کو پانے کا کوئی امکان نہ ہونے کے بارے میں سوچا، جس کے ساتھ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکے، اور چونکہ برازیل اس کی زندگی کی اہم ترین چیز تھی، اس نے اپنے جوتے اتار دیئے۔ زمین چھوٹے چھوٹے پتھروں سے بھری پڑی تھی جس کی وجہ سے اس کی جرابیں فوراً پھٹ گئیں، لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ چند اور جرابیں خرید سکتی تھی۔

''اپنی جیکٹ اتارو۔''

وہ ''نہیں'' کہہ سکتی تھی، لیکن گزشتہ رات سے وہ ہر چیز کے بارے میں ''ہاں'' کہنے کی مسرت کی عادی ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی جیکٹ اتار دی، اور اس کا جسم جواب بھی گرم تھا، کو رد عمل ظاہر کرنے میں تھوڑا وقت لگا، پھر آہستہ آہستہ اسے سردی لگنے لگی۔

''ہم بیک وقت گفتگو اور چہل قدمی کر سکتے ہیں۔''

''میں یہاں نہیں چل سکتی، زمین پتھروں سے بھری پڑی ہے۔''

''بالکل۔ میں چاہتا ہوں کہ تم انہیں محسوس کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ تمہیں تکلیف دیں اور تمہارے جسم پر خراشیں ڈالیں، کیونکہ تم نے اذیت کو لذت کے ساتھ منسوب کرنا شروع کر دیا ہے، جیسا کہ میں نے کہا تھا، اور میں اس احساس کو تمہاری روح سے باہر نکالنا چاہتا ہوں۔''

ماریا کہنا چاہتی تھی: ''نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں''، مگر اس کی بجائے اس نے آہستگی سے اس کے ساتھ چلنا شروع کر دیا اور اس کے پاؤں کے تلوے سردی اور تیز دھار کناروں والے پتھروں کی وجہ سے جلنے لگے۔

''ایک دفعہ میں ایک نمائش کے سلسلے میں جاپان گیا تھا، ان دنوں اسی مصیبت میں مبتلا تھا جسے تم ''درد، اذیت اور لذت'' کے نام سے پکارتی ہو۔'' اس وقت میں سوچتا تھا کہ میرے پاس واپسی کا کوئی راستہ نہیں، اور یہ کہ میں اس میں ڈوبتا چلا جاؤں گا اور میری زندگی میں سزا دینے اور سزا پانے کے سوا اور کچھ بھی باقی نہیں بچے گا۔

''بہر حال، ہم انسان ہیں، ہم خطاؤں کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں، جب خوشی ایک حقیقی امکان بن جاتی ہے تو ہم خود کو خوفزدہ محسوس کرتے ہیں اور ہم ہر ایک کو سزا دینے کے لئے ہلکان ہوئے جاتے ہیں کیونکہ ہم خود کو ناتواں اور ناخوش محسوس کرتے ہیں اور ہمیں لگتا ہے کہ ہمارا استحصال کیا گیا ہے۔ کسی کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنا اور گناہ گاروں کو سزا دینے کے قابل ہونا، کیا یہ باعثِ لذت نہیں ہوگا؟ اوہ، ہاں، نہایت عمدہ۔''

ماریا اب بھی چہل قدمی کر رہی تھی، رالف جو کچھ کہہ رہا تھا، اسے درد اور سردی کی وجہ سے اس پر توجہ مرکوز رکھنے میں مشکل ہو رہی تھی، لیکن وہ اس پر توجہ دینے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔

''آج میں نے تمہاری کلائیوں پر نشان دیکھے تھے۔''

ہتھکڑیاں۔ اس نے ان نشانات کو چھپانے کے لئے بہت سے کڑے پہنے تھے، لیکن تجربہ کار آنکھیں سب کچھ تلاش کر لیتی ہیں۔

''اب اگر تمہارے حالیہ تجربات تمہیں وہ اقدام اٹھانے پر مجبور کر رہے ہیں تو میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ لیکن اگر تمہیں یقین ہے کہ یہ راستہ تمہارے لئے صحیح ہے تو میں افسردہ ہو جاؤں گا، میں اُس خواہش کے احساس، ہماری ملاقاتوں، سینٹیا گو جانے والی سڑک کے کنارے چہل قدمی اور تمہاری روشنی کو یاد کروں گا۔ میں وہ قلم سنبھال کر رکھوں گا جو تم نے مجھے دیا تھا، اور جب بھی آتش داں میں آگ جلاؤں گا، میں تمہیں یاد کروں گا۔ لیکن میں دوبارہ کبھی تمہاری تلاش میں نہیں آؤں گا۔''

ماریا نے خود کو خوفزدہ محسوس کیا، اس نے محسوس کیا کہ یہ وقت توبہ کرنے اور اسے سچ بتانے کا

تھا نہ کہ یہ ظاہر کرنے کا کہ وہ سب کچھ جانتی تھی۔

''مجھے حال ہی میں، بلکہ گزشتہ رات جو تجربہ ہوا ہے مجھے پہلے کبھی ایسا تجربہ نہیں ہوا تھا، اور میں یہ سوچ کر خوفزدہ ہو جاتی ہوں کہ میں خود کو صرف ذلت کی حدود میں تلاش کر سکتی ہوں۔''

اس کے لئے بولنا مشکل ہو رہا تھا، اس کے دانت کپکپا رہے تھے اور اس کے پاؤں دکھ رہے تھے۔

''میری نمائش کُمانو (Kumano) نامی علاقے میں منعقد ہوئی تھی، اور اس میں شرکت کرنے والے لوگوں میں ایک لکڑہارا بھی تھا''، رالف نے اپنی بات جاری رکھی کہ جیسے ماریا نے جو کہا تھا اس نے سنا ہی نہیں تھا۔

''اسے میری تصاویر پسند نہیں تھیں، لیکن وہ میری تصاویر کے ذریعے یہ دیکھ سکتا تھا کہ میں کن حالات سے گزر رہا تھا اور کیا محسوس کر رہا تھا۔ اگلے دن وہ میرے ہوٹل آیا اور مجھ سے پوچھا کہ کیا میں خوش تھا: اگر میں خوش تھا تو مجھے وہ کام کرتے رہنا چاہئے، اور اگر میں خوش نہیں تھا، تو مجھے اس کے ساتھ چند دن گزارنے چاہئیں۔''

''اس نے مجھے پتھروں پر چلنے کو کہا جیسا کہ آج میں نے تمہیں کہا ہے۔ اس نے مجھے سردی کو محسوس کرنے کو کہا۔ اس نے مجھے درد کے حسن کو سمجھنے پر مجبور کیا، فرق صرف اتنا تھا کہ یہ درد انسان کی بجائے قدرت کی جانب سے مسلط کیا گیا تھا۔ وہ اسے شوجین ڈو (Sho-gen-do) کہتا تھا، جو کہ بظاہر ایک قدیم روایت تھی۔''

''اس نے مجھے بتایا کہ میں ایک ایسا شخص تھا جو درد سے خوفزدہ نہیں تھا، اور یہ اچھی بات تھی، کیونکہ روح پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے جسم پر غلبہ حاصل کرنا ضروری تھا۔ اس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ میں اپنے درد کا غلط استعمال کر رہا تھا، اور یہ میرے لئے اچھا نہیں تھا۔''

''اس اَن پڑھ لکڑہارے کا خیال تھا کہ وہ مجھے مجھ سے زیادہ بہتر جانتا تھا، اور اس پر مجھے غصہ آتا تھا، لیکن عین اسی وقت میں نے یہ سوچ کر فخر محسوس کیا کہ میری تصاویر میرے احساسات کا اظہار کرنے کی اہلیت رکھتی تھیں۔''

ماریا اس پتھر سے آگاہ تھی جس کی وجہ سے اس کا پاؤں کٹ گیا تھا، لیکن وہ سردی کی وجہ سے اسے بمشکل ہی محسوس کر سکتی تھی، کیونکہ اس کا جسم سُن ہو چکا تھا اور وہ محض رالف ہارٹ کی باتوں پر

ہی توجہ دے سکتی تھی۔ ایسا کیوں تھا کہ خدا کی اس مقدس دنیا میں مرد صرف اس کے درد، مقدس درد، درد بمع لذت، وضاحتوں کے ساتھ یا اس کے بغیر درد، لیکن ہمیشہ درد، درد اور صرف درد کے اظہار میں دلچسپی کیوں رکھتے تھے؟

اس کا زخمی پاؤں ایک اور پتھر پر پڑنے کی وجہ سے لڑکھڑایا، اس کے منہ سے ایک دبی ہوئی چیخ نکلی لیکن اس نے چہل قدمی جاری رکھی۔ شروع شروع میں وہ اپنا وقار، اپنی قوتِ ارادی جسے رالف اس کی ''روشنی'' کہتا تھا، کو قائم رکھنے میں کامیاب رہی تھی۔ تاہم اب وہ آہستگی سے چل رہی تھی اور اس کے دل و دماغ میں ایک طوفان برپا تھا۔ اسے محسوس ہوا کہ اسے قے آ جائے گی۔

اس نے سوچا کہ وہ رک جائے، کیونکہ ان سب باتوں کا کوئی جواز نہیں تھا، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔

اور وہ خود کو دی جانے والی عزت کی وجہ سے نہیں رکی تھی، اسے جتنی دیر تک بھی ننگے پاؤں چہل قدمی کرنی پڑتی، کر سکتی تھی، کیونکہ یہ زندگی بھر جاری نہیں رہے گی، اور اچانک اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا کہ کل وہ اپنے زخمی پاؤں یا زکام جو کہ یقینی طور پر اس کے برہنہ جسم میں سرائیت کر جائے گا، کی وجہ سے ہونے والے بخار کی وجہ سے کوپاکبانہ نہ جا سکی تو؟ اس نے ان گاہکوں کے بارے میں سوچا جو اس کا انتظار کر رہے ہوں گے، اس نے میلان کے بارے میں سوچا جو اس پر اعتماد کرتا تھا، ان پیسوں کے بارے میں سوچا جو وہ کماتی تھی، اس نے فارم اور اپنے والدین کے بارے میں سوچا۔

لیکن جلد ہی اس کا درد اس کے تمام خیالات پر غالب آ گیا اور وہ اس امید کے ساتھ قدم اٹھاتی رہی کہ رالف اس کی کاوشوں کو محسوس کرے گا اور اسے کہے گا کہ اب وہ رک سکتی تھی اور دوبارہ اپنے جوتے پہن سکتی تھی۔

وہ مکمل طور پر لاتعلق اور الگ دکھائی دیتا تھا کہ جیسے ماریا کو کسی ایسی چیز سے آزاد کرانے کا یہ واحد طریقہ تھا، جس کے بارے میں وہ اب بھی ٹھیک طور پر نہیں جانتی تھی، اور جو اسے انتہائی شہوت انگیز لگی تھی، لیکن جو ہتھکڑیوں سے کہیں زیادہ گہرے نشانات چھوڑ دے گی۔ تاہم وہ یہ جانتی تھی کہ رالف اس کی مدد کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اور وہ آگے بڑھنے اور اپنی قوت ارادی کو ظاہر کرنے کی جتنی بھی کوشش کرے، یہ درد اسے کسی قسم کے شریفانہ یا غیر اخلاقی خیالات کی اجازت نہیں دے گا،

یہ محض درد تھا، جو ہر چیز میں سرائیت کر رہا تھا، اسے خوفزدہ کر رہا تھا اور اسے یہ سوچنے پر مجبور کر رہا تھا کہ اس کی کچھ حدود تھیں اور وہ اسے کبھی برداشت نہیں کر پائے گی۔

لیکن اس نے ایک قدم اُٹھایا۔

پھر ایک اور۔

اسے محسوس ہوا کہ یہ درد اس کی روح میں داخل ہو کر اسے روحانی طور پر تباہ کرنے والا تھا کیونکہ کسی فائیو سٹار ہوٹل میں برہنہ ہو کر تھیٹر میں حصہ لینا، جہاں آپ کے اندر وائن اور کیوی آر ہو اور آپ کی ٹانگوں کے درمیان ایک چابک ہو، اور چیز تھی، لیکن سردی میں ننگے پاؤں چہل قدمی کرنا، جب پتھروں کی وجہ سے آپ کے پاؤں زخمی ہو رہے ہوں، ایک یکسر مختلف احساس تھا۔ اس کے ذہن میں کوئی ایسی بات نہیں آ رہی تھی جو وہ رالف سے کہتی، اس کی کائنات میں محض تیز کناروں والے چھوٹے چھوٹے پتھروں کا وجود تھا، جنہوں نے درختوں کے درمیان ایک راستہ بنا دیا تھا۔

پھر جب وہ اپنی شکست تسلیم کرنے والی تھی، تو اسے ایک عجیب سا احساس ہوا، وہ اپنی حدوں تک پہنچ چکی تھی، اور اس سے آگے ایک خلاء تھا اور اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ اپنے آپ سے اوپر پرواز کر رہی تھی۔ کیا نادم لوگوں کو بھی ایسا ہی تجربہ ہوتا تھا؟ اس نے درد کے انتہائی مقام پر ایک دروازہ ڈھونڈ لیا تھا جہاں سے وہ شعور کے مختلف درجے میں داخل ہو سکتی تھی، اور وہاں سوائے سنگدل قدرت اور اس کی ناقابلِ شکست شخصیت کے اور کسی چیز کی گنجائش نہیں تھی۔

اس کے اردگرد کی ہر شے ایک خواب بن گئی، وہ تاریک باغ، وہ تاریک جھیل، اس کے ہمراہ چہل قدمی کرتا ہوا شخص، جو کچھ نہیں بول رہا تھا، چہل قدمی کرنے والے غیر مستقل جوڑے جو اس بات پر غور کرنے میں ناکام رہے تھے کہ وہ ننگے پاؤں تھی اور اسے چلنے میں دشواری ہو رہی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ ایسا سردی کی وجہ سے تھا یا درد کی وجہ سے، لیکن وہ اچانک اپنے جسم کے احساس سے محروم ہو گئی اور ایک ایسی صورتحال میں داخل ہو گئی تھی جہاں نہ کوئی خواہش تھی اور نہ کوئی خوف، وہاں صرف (وہ اس کی وضاحت کیسے کر سکتی تھی؟) ایک پُراسرار سکون تھا۔ اس کا درد اب اس کے لئے رکاوٹ نہیں تھی، وہ اسے پار کر سکتی تھی۔ اس نے ان لوگوں کے بارے میں سوچا جو اَن چاہی تکالیف برداشت کرتے تھے اور ایک وہ تھی خود اپنے آپ کو تکلیف دے رہی تھی، لیکن

اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ اس نے اپنی جسم کی سرحدوں کو پار کر لیا تھا اور اب محض اس کی روح ''روشنی'' اور ایک قسم کا خلاء باقی رہ گیا تھا جسے کسی دن کوئی جنت کے نام سے پکارے گا۔ کچھ تکالیف ایسی ہیں جنہیں صرف اس وقت بھلایا جا سکتا ہے جب ہم اپنے درد پر قابو پا لیں۔

وہ جانتی تھی کہ آگے کیا ہوگا، رالف اسے اُٹھا رہا تھا اور اسے جیکٹ پہنا رہا تھا۔ وہ ضرور سردی کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی ہوتی، مگر اسے اس کی پرواہ نہیں تھی، وہ خوش تھی، وہ خوفزدہ نہیں تھی۔ وہ یہ پڑاؤ پار کر چکی تھی۔ اس نے خود کو اس کے آگے ذلیل نہیں ہونے دیا تھا۔

# (25)



منٹ گھنٹوں میں بدل گئے، وہ ضرور اس کی بانہوں میں سو گئی ہو گی، کیونکہ جب وہ بیدار ہوئی تو اگرچہ اب بھی باہر اندھیرا تھا، تاہم اب وہ ایسے کمرے میں موجود تھی جہاں کونے میں پڑے ہوئے ایک ٹیلی ویژن کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ سفید اور خالی۔

رالف گرم چاکلیٹ کے ایک کپ کے ساتھ نمودار ہوا۔

''بہت اچھا''، اس نے کہا۔ ''تم اس جگہ پہنچ گئی جہاں تمہیں ہونا چاہئے تھا۔''

''مجھے گرم چاکلیٹ نہیں چاہئے، مجھے وائن چاہئے اور میں نچلی منزل پر آتش دان کے سامنے اپنی جگہ پر بیٹھنا چاہتی ہوں، جہاں ہمارے چاروں طرف کتابیں ہوں۔''

اس نے ''ہماری جگہ'' کہا تھا۔ یہ اس کے منصوبوں کے بالکل برعکس تھا۔

ماریا نے اپنے پاؤں کی جانب دیکھا، ماسوائے ایک چھوٹے سے گھاؤ کے وہاں محض چند سرخ نشان تھے جو چند گھنٹوں میں غائب ہو جائیں گے۔ وہ قدرے مشکل کے ساتھ اِدھر اُدھر دیکھے بغیر نچلی منزل پر آ گئی۔ وہ وہاں جا کر آتش دان کے سامنے قالین پر بیٹھ گئی۔ اسے انکشاف ہوا تھا کہ وہاں وہ ہمیشہ بہتر محسوس کرتی تھی، جیسے کہ یہ اس گھر میں اس کی اپنی جگہ تھی۔

''اس لکڑ ہارے نے مجھے بتایا تھا کہ جب بھی آپ جسمانی ورزش کی شکل میں کوئی بھی کام کرتے ہیں اور اپنے جسم سے زیادہ سے زیادہ کارکردگی کا تقاضا کرتے ہیں تو آپ کے ذہن کو ایک عجیب قسم کی روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے جس کا تعلق اس ''روشنی'' سے ہے جو میں نے تمہارے اندر دیکھی تھی۔ تمہیں کیسا محسوس ہوا تھا؟''

''مجھے محسوس ہوا تھا کہ درد عورت کا دوست ہے۔''

''یہ ہی ایک خطرناک چیز ہے۔''

''میں بھی یہ محسوس کرتا تھا کہ اس درد کی اپنی حدود ہیں۔''

''یہ نجات ہے۔ یہ مت بھولو۔''

ماریا کا ذہن تذبذب کا شکار تھا۔ اس کو اس ''امن'' کا تجربہ اس وقت ہوا تھا جب وہ اپنی حدوں سے آگے نکل گئی تھی۔ رالف نے اسے ایک مختلف قسم کی اذیت سے روشناس کرایا تھا جس سے اسے ایک عجیب قسم کی لذت بھی حاصل ہوئی تھی۔

رالف نے ایک بڑی سی فائل اٹھائی اور اسے کھول کر ماریا کے سامنے رکھ دیا۔ یہ فائل تصاویر پر مشتمل تھی۔

''بیسواؤں کی تاریخ۔ تم نے ہماری اگلی ملاقات پر اسی کی درخواست کی تھی۔''

''ہاں اس نے اسی کی درخواست کی تھی، لیکن یہ محض گفتگو جاری رکھنے اور دلچسپی پیدا کرنے کا ایک بہانہ تھا۔ اب اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔''

''میں اس سے پہلے اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا، میرا خیال تھا کہ اس کی کوئی تاریخ نہیں، میرا خیال تھا کہ یہ محض دنیا کا قدیم ترین پیشہ تھا، جیسا کہ لوگ کہتے ہیں۔ لیکن اس کی ایک تاریخ ہے، بلکہ دو تواریخ ہیں۔''

''اور یہ تصاویر کونسی ہیں؟''

رالف ہارٹ اس کی ظاہری عدم دلچسپی پر تھوڑا مایوس دکھائی دیتا تھا، لیکن اس نے ان احساسات کو بالائے طاق رکھ دیا اور اپنی بات جاری رکھی۔

یہ وہ چیزیں ہیں جو میں نے پڑھنے، تحقیق کرنے اور سیکھنے کے دوران قلم بند کی تھیں۔

''اس دن کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں، میں آج موضوع تبدیل نہیں کرنا چاہتی، مجھے درد کے بارے میں سب کچھ سمجھنا ہے۔''

''کل تم نے درد کو آزمایا تھا اور تم پر انکشاف ہوا تھا کہ اس سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ تم نے آج اسے آزمایا تو تمہیں چین حاصل ہوا۔ اسی لئے میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ اسے اپنی عادت نہ بناؤ کیونکہ عادی ہونا بہت آسان ہے، یہ نہایت طاقتور نشہ ہے۔ اس کا تعلق ہماری روزمرہ کی زندگی، ہماری پوشیدہ تکالیف، ہماری قربانیوں اور محبت کو اپنے خوابوں کے خاتمے کا قصوروار ٹھہرانے سے ہے۔''

''یہ درد اس وقت خوفناک ہوتا ہے جب یہ اپنا اصل روپ ظاہر کرتا ہے، لیکن جب یہ قربانی

یا نفس کشی یا بزدلی کے طور پر پوشیدہ ہوتا ہے تو یہ شہوت انگیز ہوتا ہے۔ ہم اس کی چاہے جتنی بھی تردید کریں، ہم انسان ہمیشہ درد کے ساتھ رہنے، اسے لبھانے اور اسے اپنی زندگی کا حصہ بنانے کا کوئی نہ کوئی طریقہ ڈھونڈ لیتے ہیں۔''

''میں ان سب باتوں کو نہیں مانتی۔ کوئی بھی اذیت برداشت کرنا نہیں چاہتا۔''

''اگر تم یہ سوچتی ہو کہ تم اذیت کے بغیر زندگی گزار سکتی ہو تو یہ ایک بہت بڑی پیش رفت ہے لیکن یہ مت سمجھنا کہ دوسرے لوگ بھی تمہیں سمجھ پائیں گے۔ یہ درست ہے کہ کوئی بھی اذیت جھیلنا نہیں چاہتا اور پھر بھی سب درد اور قربانی کی تلاش میں رہتے ہیں اور پھر وہ خود کو بے گناہ، پاک اور اپنے بچوں، شوہروں، ہمسائیوں اور خدا کے احترام کا مستحق سمجھتے ہیں چلو ہم ابھی اس کے بارے میں نہیں سوچتے۔ تمہیں محض یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ جو چیز لوگوں کو ادھر ادھر پھرنے پر مجبور کرتی ہے وہ لذت کی تلاش نہیں، بلکہ ان سب چیزوں کو ترک کردینا زیادہ اہم ہے۔''

''کیا ایک سپاہی میدان جنگ میں دشمن کو مارنے کے لئے جاتا ہے؟ نہیں، وہ اپنے وطن کی خاطر جان دینے کے لئے جاتا ہے، کیا ایک بیوی اپنے شوہر کو یہ دکھانا چاہتی ہے کہ وہ کتنی خوش ہے؟ نہیں، وہ اسے یہ دکھانا چاہتی ہے کہ وہ کس قدر وفا شعار ہے اور وہ اسے خوش رکھنے کے لئے کتنی اذیتیں برداشت کرتی ہے۔ کیا ایک خاوند یہ سوچ کر کام پر جاتا ہے کہ وہاں وہ اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل کر سکے گا؟ نہیں، وہ اپنے اہل خانہ کی فلاح و بہبود کے لئے خون پسینہ ایک کرتا ہے، اور اسی طرح بیٹے اپنے والدین کی خاطر اپنے خوابوں سے دستبردار ہو جاتے ہیں، والدین اپنے بچوں کی خوشی کی خاطر اپنی زندگیاں قربان کر دیتے ہیں۔''

''رُک جاؤ۔''

رالف رُک گیا۔ یہ موضوع تبدیل کرنے کا صحیح وقت تھا، اور وہ ماریا کو ایک کے بعد ایک تصویر دکھانے لگا۔ شروع میں اسے یہ سب کسی حد تک عجیب لگا۔ اس میں چند لوگوں کے قصے بیان کئے گئے تھے، لیکن اس میں لاپرواہی سے لکھی گئی تحریریں، جیومیٹرک اشکال اور رنگ بھی تھے۔ اگرچہ آہستہ آہستہ وہ سمجھنے لگی کہ وہ کیا کہہ رہا تھا، کیونکہ وہ جو بھی لفظ بولتا تھا اس کے ساتھ ہاتھ سے اشارہ بھی کرتا تھا، اور ہر جملہ ماریا کو ایسی دنیا میں لے جاتا تھا، جس کے بارے میں اب تک ماریا یہ کہتی رہی تھی کہ وہ اس کا حصہ نہیں تھی۔ وہ خود سے یہ کہتی رہتی تھی کہ یہ محض اس کی زندگی کے ایک

مرحلے اور پیسے کمانے کے ایک ذریعے کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔

''ہاں، مجھ پر ایک انکشاف ہوا ہے کہ بیسواؤں کی ایک نہیں بلکہ دو تواریخ ہیں۔ پہلی تاریخ سے تم بخوبی واقف ہو، کیونکہ یہ تمہاری تاریخ بھی ہے۔ مثال کے طور پر ایک خوبصورت لڑکی چند وجوہات جن کا انتخاب اس نے خود کیا ہے یا انہوں نے اس کا انتخاب کیا ہے، کی بنا پر یہ فیصلہ کرتی ہے کہ وہ صرف اپنے جسم کو بیچ کر ہی گزر بسر کر سکتی ہے۔ کچھ لوگ قوموں پر حکمرانی کرتے رہے تھے، جیسا کہ میسالینا نے روم میں کی، کچھ لوگ افسانوی کردار بن گئے تھے، جیسے کہ مادام ڈو بیری، جبکہ کچھ لوگ ابھی تک مہم جوئی اور بدقسمتی کا تعاقب کرتے ہیں، جیسے کہ جاسوس ماتا ہری۔''

وہ لوگ جنہیں شان و شوکت کا لمحہ نصیب نہیں ہوتا انہیں کبھی بھی کسی بڑے چیلنج کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ وہ ہمیشہ برازیل کے اندرونی علاقے سے تعلق رکھنے والی لڑکیاں ہی ہوں گی جو شہرت، ایک خاوند، مہم جوئی کی تلاش میں ہوتی ہیں لیکن آخر میں انہیں ایک قطعی طور پر مختلف حقیقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس میں وہ ایک مخصوص مدت کے لئے قدم رکھتی ہیں، اور وہ اس کی عادی ہو جاتی ہیں۔ انہیں ہمیشہ یقین ہوتا ہے کہ انہیں خود پر اختیار ہے اور اس کے باوجود وہ بالآخر کچھ بھی نہیں کر پاتیں۔

''مصور تین ہزار سال سے مجسمے اور تصاویر بنا رہے ہیں، بالکل اسی طرح اس عرصے کے دوران بیسواؤں نے بھی اپنا کام جاری رکھا ہے کیونکہ کسی بھی چیز میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آتی۔ کیا تم تفصیلات جاننا چاہوگی؟''

ماریا نے اثبات میں سر ہلایا۔ اسے درد کے بارے میں سمجھنے کے لئے وقت درکار تھا۔ اگرچہ وہ محسوس کرنے لگی تھی کہ جیسے باغ میں چہل قدمی کے دوران کوئی بری چیز اس کے جسم میں سے نکل گئی تھی۔

''بیسواؤں کا تذکرہ کلاسیکل دور کی تحریروں، مصر کی علامتی تحریروں، قدیم بابل کی تحریروں اور قدیم اور جدید عہد ناموں میں ملتا ہے۔ لیکن اس پیشے کو چھٹی صدی قبل مسیح میں منظم حیثیت حاصل ہوئی جب ایک یونانی قانون دان سولون نے ریاست کے زیر انتظام چکلوں کی بنیاد رکھی اور ''جسم کی تجارت'' پر ٹیکس نافذ کرنا شروع کیا۔ ایتھنز کے تاجر اس سے خوش تھے کیونکہ وہ چیز جس کی ایک وقت ممانعت تھی اب اسے قانونی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ دوسری طرف بیسواؤں کی

شہرت کا دارومدار اس بات پر تھا کہ وہ کتنا ٹیکس ادا کرتی تھیں۔

سب سے کم معاوضہ پورنائی غلام وصول کرتی تھیں، جن کا تعلق ادارے کے مالکان سے تھا۔ اس کے بعد اِدھر اُدھر چلنے پھرنے والی بیسوائیں تھیں جو اپنے گاہک گلیوں میں سے پکڑتی تھیں۔ سب سے آخر میں مہنگی ترین اور اعلیٰ درجے کی داشتائیں تھیں جو تاجروں کے تجارتی دوروں کے دوران ان کے ساتھ جاتی تھیں، ان کے ساتھ انتہائی وضع دار ریستورانوں میں کھانا کھاتی تھیں، اپنے پیسوں کو سنبھال کر رکھتی تھیں، انہیں مشورے دیتی تھیں اور شہر کی سیاسی زندگی میں مداخلت کرتی تھیں۔ جیسا کہ تم جانتی ہو، اس کے بعد جو کچھ ہوتا تھا وہ اب بھی ہوتا ہے۔

''قرونِ وسطیٰ کے دور میں سیکس کے ذریعے منتقل ہونے والی بیماریوں کی وجہ سے..........''

خاموشی، سردی لگ جانے کا خطرہ، آگ کی تپش۔ اب ماریا کے لئے اپنے جسم اور روح کو گرمائش پہنچانا ضروری تھا۔ اب وہ مزید تاریخ نہیں سننا چاہتی تھی، یہ اسے احساس دلاتی تھی کہ دنیا رک گئی تھی، یہ سب کچھ لامتناہی طور پر دوہرایا جا رہا تھا اور یہ کہ بنی نوع انسان کبھی بھی سیکس کو وہ عزت نہیں دیں گے جس کا یہ مستحق تھا۔

''لگتا ہے تمہیں ان باتوں میں کوئی خاص دلچسپی نہیں۔''

وہ کھسک کر اس کے ساتھ آ لگی۔ بہر حال وہ ایک ایسا شخص تھا جسے اس نے اپنا دل دینے کا فیصلہ کیا تھا، اگرچہ اب وہ زیادہ پُر یقین نہیں تھی۔

''مجھے ایسی چیز میں کوئی دلچسپی نہیں جس کے متعلق میں پہلے سے جانتی ہوں، یہ میرے لئے صرف افسردگی کا باعث ہے۔ تم نے کہا تھا کہ اس کی ایک اور تاریخ بھی ہے۔''

''دوسری تاریخ اس کے بالکل برعکس ہے: مقدس جسم فروشی۔''

ماریا اچانک اپنی نیم خوابیدہ کیفیت سے باہر نکل آئی تھی اور اسے توجہ سے سن رہی تھی۔ مقدس جسم فروشی؟ سیکس کے ذریعے پیسہ کمانا اور پھر بھی خدا تک پہنچنے کے قابل ہونا؟

یونانی تاریخ دان ہیروڈوٹس نے بابل شہر کے بارے میں لکھا ہے:

''یہاں ایک عجیب قسم کا رواج ہے جس کے تحت بابل میں پیدا ہونے والی ہر عورت پر یہ فرض تھا کہ وہ زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ اشتر دیوی کے مندر جائے گی اور اپنا جسم مہمان نوازی کی علامت اور ایک علامتی معاوضے کی خاطر کسی اجنبی کے سپرد کرے گی۔''

ماریا اس دیوی کے بارے میں بعد میں پوچھے گی، شاید اس سے اسے اس چیز کے حصول میں مدد ملے جسے وہ کھو چکی تھی، اگرچہ وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کونسی چیز تھی۔

''اشتر دیوی کا اثر و رسوخ مشرقِ وسطیٰ کے علاوہ سارڈینیا، سسلی اور بحیرہ روم کی بندرگاہوں تک پھیل گیا۔ بعدازاں رومی سلطنت کے دوران ایک اور دیوی ویسٹا نے مکمل کنوارے پن یا مکمل دستبرداری کا مطالبہ کیا۔ مقدس آگ کو قائم رکھنے کے لئے اس کے مندر پر فرائض انجام دینے والی عورتیں شہوانیت کے راستے پر بادشاہوں اور نوجوانوں کو رہنمائی فراہم کرنے کی ذمہ دار تھیں۔ وہ شہوت انگیز نغمے گاتیں، خود پر وجدانی قسم کی کیفیت طاری کر لیتیں اور کائنات کو ایک قسم کے باہمی رابطے اور الوہیت کے ذریعے اپنا وجدان مہیا کرتیں۔

رالف ہارٹ نے اسے چند قدیم نغموں کی ایک نقل دکھائی جن کا صفحے کے آخر میں جرمن زبان میں ترجمہ کیا گیا تھا۔ وہ ہر سطر کا ترجمہ کرتے ہوئے آہستگی سے پڑھنے لگا:

''جب میں مے کدے کے دروازے پر بیٹھی ہوتی ہوں،\
میں، اشتر، جو کہ ایک دیوی ہوں،\
ایک بیسوا، ماں، بیوی اور خدائی ہوں،\
میں وہ ہوں جسے لوگ زندگی کہتے ہیں،\
اگرچہ تم اسے موت کہتے ہو،\
میں وہ ہوں جسے لوگ قانون کہتے ہیں،\
اگرچہ تم اسے مجرم کہتے ہو،\
میں وہ ہوں جس کی تم خواہش کرتے ہو،\
اور جسے تم پا لیتے ہو،\
میں وہ جسے تم نے بکھیر دیا تھا،\
اور اب تم وہ ٹکڑے اکٹھے کرتے ہو۔''

ماریا آہستگی سے سسکیاں لے رہی تھی، اور رالف ہارٹ ہنس رہا تھا، اس کی بھرپور طاقت بحال ہو رہی تھی، اس کی ''روشنی'' پھر سے جگمگانے لگی تھی۔ تاریخ کا تذکرہ جاری رکھنا، ماریا کو تصاویر دکھانا اور اسے محبت کا احساس دلانا ہی سب سے بہتر تھا۔

چونکہ مقدس جسم فروشی دو ہزار سال تک جاری رہی تھی تاہم یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ ختم کیوں ہوگئی تھی۔ شاید ایسا کسی بیماری یا پھر اس وجہ سے تھا کہ معاشرے نے اپنے مذہب تبدیل کرنے کے بعد اپنے ضوابط بھی تبدیل کر لئے تھے۔ بہر حال اب اس کا کوئی وجود نہیں، اور یہ دوبارہ کبھی وجود میں نہیں آئے گی۔ آج کل دنیا پر مردوں کا قبضہ ہے اور یہ اصطلاح محض بدنامی کا باعث بنتی ہے، اور جو عورت ان حدود کو پار کرتی ہے وہ خود بخود بیسوا کا خطاب پالیتی ہے۔

''کیا تم کل کوپا کبانہ آ سکتے ہو؟''

رالف سمجھ نہ سکا کہ وہ یہ سوال کیوں پوچھ رہی تھی، لیکن پھر اس نے حامی بھر لی۔

ماریا کی ڈائری سے: اس رات کے بعد جب اس نے جارڈن انگلس (انگریزی باغات) میں ننگے پاؤں چہل قدمی کی تھی۔

''مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ سیکس کسی زمانے میں مقدس رہا تھا یا نہیں۔ میں جو کام کرتی ہوں، مجھے اس سے نفرت ہے۔ یہ میری روح کو تہس نہس کر رہا ہے، مجھے اپنے آپ سے دور کر رہا ہے، مجھے سکھا رہا ہے کہ درد ایک انعام ہے، اور یہ کہ پیسے سے سب کچھ خریدا جا سکتا ہے اور ہر کام کو جائز ثابت کیا جا سکتا ہے۔ میرے اردگرد کوئی بھی خوش نہیں۔ میرے گاہک یہ جانتے ہیں کہ وہ ایک ایسی چیز کا معاوضہ ادا کر رہے ہیں جو کہ مفت ہونی چاہئے، اور یہ ہی امر میرے لئے اذیت کا باعث ہے۔ خواتین جانتی ہیں کہ انہیں ایک ایسی چیز فروخت کرنی ہے جو لذت اور محبت کے حصول کا ذریعہ ہے، اور یہی ان کی تباہی کا باعث ہے۔''

میں نے یہ سب لکھنے سے پہلے اور یہ قبول کرنے سے پہلے ایک طویل اور سخت مشقت کی ہے کہ میں کس قدر ناخوش اور غیر مطمئن ہوں۔ مجھے پہلے بھی ضرورت تھی اور مجھے اب بھی چند مزید ہفتوں تک مزاحمت کرنے کی ضرورت ہے۔

لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں محض کچھ نہ کروں، یہ بہانہ کروں کہ ہر چیز معمول کے مطابق ہے اور یہ کہ یہ محض میری زندگی کا ایک مرحلہ ہے۔ میں اسے بھول جانا چاہتی ہوں۔ مجھے محبت کرنی چاہئے۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔ مجھے محبت کرنی چاہئے۔

# (26)

یہ رالف کا گھر نہیں، یہ اس کا گھر نہیں، یہ برازیل یا سوئٹزر لینڈ نہیں، یہ ایک ہوٹل ہے جو کہ دنیا میں کہیں بھی ہو سکتا تھا۔ تمام ہوٹل کے کمروں کی طرح اس کی تزئین و آرائش بھی کچھ ایسی تھی جو ایک شناسا ماحول قائم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن وہ محض ماحول کے ساتھ بیگانگی پیدا کرتی ہے۔

یہ وہ ہوٹل نہیں جہاں سے جھیل کا خوبصورت منظر دکھائی دیتا ہو، اور جس کے ساتھ درد، اذیت اور وجد کی یادیں وابستہ ہوں۔ یہاں سے سینٹیا گو جانے والی سڑک کا منظر دکھائی دیتا ہے، جو کہ زیارت کا راستہ ہے نہ کہ توبہ کا۔ یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں لوگ سڑک کے دونوں اطراف میں موجود کیفے میں ملتے ہیں، ایک دوسرے کی ''روشنی'' دریافت کرتے ہیں، گفتگو کرتے ہیں، ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں، محبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ باہر بارش ہو رہی ہے اور رات کے اس پہر وہاں کوئی بھی چہل قدمی نہیں کر رہا، اگرچہ وہ کئی سالوں، دہائیوں اور صدیوں سے ایسا کرتے آ رہے ہیں۔ شاید سڑک کو سانس لینے، اور ان متعدد قدموں سے آرام کی ضرورت ہے جو ہر روز اس پر چلتے ہیں۔

تمام بتیاں بجھا دو۔ پردے آگے کر دو۔

وہ اسے کپڑے اُتارنے کو کہتی ہے اور وہ خود بھی ایسا ہی کرتی ہے۔ وہاں مکمل تاریکی نہیں ہے، اور جب اس کی آنکھیں اس کی عادی ہوتی ہیں تو وہ اس شخص کا خاکہ دیکھ سکتی ہے جو کہ ان انتہائی مدھم روشنیوں کے بالمقابل دکھائی دے رہا ہے جو کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آ رہی ہیں۔ جب وہ پچھلی مرتبہ اس مقصد کے لئے ملے تھے تو ماریا نے محض اپنے جسم کا بالائی حصہ برہنہ رہنے دیا تھا۔

وہ نہایت احتیاط کے ساتھ تہہ کیے ہوئے دو رومال لیتی ہے، جنہیں کئی مرتبہ دھویا اور کھنگالا گیا ہے تاکہ پرفیوم یا صابن کا ہلکا سا نشان بھی باقی نہ رہے۔ وہ اس کے قریب جاتی ہے اور اپنی آنکھوں پر رومال باندھنے کو کہتی ہے۔ وہ ایک لمحے کے لئے ہچکچاتا ہے، اور ان متعدد دوزخوں کے بارے میں رائے زنی کرتا ہے جن میں سے وہ گزر چکا ہوتا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اس کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں، وہ محض مکمل تاریکی چاہتی ہے۔ اب یہ اس کی باری ہے کہ وہ اسے کچھ سکھائے۔ بالکل اسی طرح جیسے اس نے ایک دن پہلے اسے درد کے بارے میں بتایا تھا۔ وہ ہار مان لیتا ہے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیتا ہے۔ وہ بھی ایسا ہی کرتی ہے، اب وہاں روشنی کا شائبہ تک نہیں، وہ دونوں مکمل تاریکی میں ہیں، اور انہیں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے رکھنا ہے تاکہ وہ بیڈ تک پہنچ سکیں۔

''نہیں ہمیں لیٹنا نہیں چاہئے۔ آؤ اسی طرح سے بیٹھیں جیسے ہم ہمیشہ بیٹھتے ہیں، ایک دوسرے کے روبرو، ایک دوسرے سے محض اتنا قریب کہ میرے گھٹنے تمہارے گھٹنوں کو چھو سکیں۔''

ماریا نے ہمیشہ یہ کرنا چاہا تھا، لیکن جو چیز سب سے زیادہ اہم تھی وہ کبھی بھی اس کے پاس نہیں تھی: وقت۔ نہ ہی اپنے پہلے عاشق کے ساتھ یا اس شخص کے ساتھ جس نے اس کے ساتھ پہلی مرتبہ مباشرت کی تھی۔ نہ اس عرب شخص کے ساتھ جس نے اسے ایک ہزار فرانک دیئے تھے۔ اور شاید اس نے ماریا سے کچھ زیادہ امیدیں وابستہ کی ہوئی تھیں، اگرچہ ایک ہزار فرانک اس کے لئے کافی نہیں ہوں گے کہ ان سے وہ اپنی پسند کی چیز خرید سکے۔ نہ ہی ان مردوں کے ساتھ جنہوں نے اس کے جسم کو چھوا تھا۔ جنہوں نے اس کی ٹانگوں کے درمیان وقت گزارا تھا، بعض اوقات اپنے بارے میں سوچتے ہوئے، بعض اوقات ماریا کے بارے میں بھی سوچتے ہوئے، بعض اوقات ذہن میں رومانوی خواب رکھتے ہوئے، بعض اوقات جبلی طور پر مخصوص الفاظ دوہراتے ہوئے، کیونکہ انہیں بتایا گیا تھا سب مرد ایسا ہی کرتے ہیں اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو وہ اصل مرد ہی نہیں ہیں۔

وہ اپنی ڈائری کے بارے میں سوچتی ہے۔ اس نے یہاں بہت وقت گزار لیا ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ بقیہ ہفتے جلدی سے گزر جائیں، اور یہ ہی وجہ ہے کہ وہ خود کو اس شخص کے سپرد کر رہی ہے،

کیونکہ اس کی محبت کی روشنی وہیں چھپی ہوئی ہے۔ اصلی گناہ وہ پھل نہیں تھا جو حوا نے کھایا تھا، بلکہ اس کا یہ ایمان تھا کہ اس نے جو چیز چکھی تھی اس میں آدم کو بھی شریک ہونا چاہئے تھا۔ حوا کسی کی مدد کے بغیر اس راستے پر چلنے سے خوفزدہ تھی اور اسی لئے وہ جو محسوس کر رہی تھی اس میں کسی اور کو بھی شریک کرنا چاہتی تھی۔

کچھ چیزیں بانٹی نہیں جا سکتیں۔ نہ ہی ہم ان سمندروں سے خوفزدہ ہو سکتے ہیں جن میں ہم اپنی مرضی سے قدم رکھتے ہیں۔ خوف ہر کسی کی آزادانہ مرضی کی راہ میں مزاحم ہوتا ہے۔ وہ شخص اس جہنم سے گزرتا ہے تاکہ وہ اسے سمجھ سکے۔ ایک دوسرے سے محبت کرو لیکن ایک دوسرے کا مالک بننے کی کوشش نہ کرو۔

میں اس سے محبت کرتی ہوں جو اب میرے سامنے بیٹھا ہے، کیونکہ وہ میری ملکیت نہیں اور میں اس کی ملکیت نہیں۔ ہم اپنی باہمی دستبرداری میں آزاد ہیں۔ مجھے اسے درجنوں، سینکڑوں اور لاکھوں مرتبہ دوہرانا چاہئے تاوقتیکہ بالآخر مجھے اپنے الفاظ پر یقین آ جائے۔

وہ اپنے ساتھ کام کرنے والی دیگر بیسواؤں کے بارے میں سوچتی ہے۔ وہ اپنی ماں اور اپنی سہیلیوں کے بارے میں سوچتی ہے۔ ان سب کا یہ ماننا ہے کہ مرد دن میں محض گیارہ منٹ کے لئے خواہش محسوس کرتے ہیں اور یہ کہ وہ اس کا خاطر خواہ معاوضہ ادا کریں گے۔ یہ سچ نہیں ہے۔ مرد اصل میں ایک عورت بھی ہے، وہ کسی کو پانا چاہتا ہے، اپنی زندگی کو بامعنی بنانا چاہتا ہے۔

کیا اس کی ماں بھی ویسا ہی برتاؤ کرتی ہے جیسا کہ وہ خود کرتی ہے اور کیا وہ بھی اس کے باپ کے ساتھ تکمیل مباشرت کا بہانہ کرتی تھی؟ یا پھر اندرون برازیل میں عورت کے لئے سیکس میں لذت حاصل کرنے کی ممانعت تھی؟ وہ زندگی اور محبت کے بارے میں بہت کم جانتی ہے اور اب جبکہ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے اور اس کے پاس دنیا جہاں کا وقت ہے، وہ ہر شے کی حقیقت سے آگاہ ہو رہی ہے اور سب کچھ وہیں سے شروع ہوتا ہے جہاں سے وہ اسے شروع کرنا چاہتی تھی۔ اسے چھوڑ، بیسواؤں، گاہکوں، اس کی ماں، اور اس کے باپ کو بھول جاؤ، اب وہ مکمل تاریکی میں ہے۔ اس نے تمام دوپہر یہ سوچتے ہوئے گزاری تھی کہ وہ اس شخص کو کیا دے سکتی تھی جس نے اس کا وقار بحال کیا تھا اور اسے یہ سمجھنے کے قابل بنایا تھا کہ خوشی کی تلاش درد کی ضرورت سے زیادہ اہم ہے۔

میں یہ چاہوں گی کہ وہ مجھے کوئی نئی چیز سکھا کر خوشی محسوس کرے۔ بالکل اسی طرح جیسے اس نے گزشتہ روز اذیت، آوارہ بیسواؤں اور مقدس بیسواؤں کے متعلق معلومات فراہم کی تھیں۔ میں جانتی ہوں کہ وہ مجھے کچھ سکھاتے ہوئے کس قدر خوشی محسوس کرتا ہے۔ پس اسے ایسا کرنے دیا جائے۔ میں یہ جاننا چاہوں گی کہ روح، مباشرت اور انتہائے لذت کا راستہ اختیار کئے بغیر کوئی شخص جسم تک کیسے پہنچتا ہے۔ وہ اس کا ہاتھ تھامتی ہے اور اسے بھی ایسا کرنے کو کہتی ہے۔ وہ سرگوشی میں چند الفاظ کہتی ہے کہ آج رات، اس جگہ، جہاں اور کوئی نہیں، وہ یہ چاہے گی کہ وہ اس کے جسم اور اس کے اور دنیا کے درمیان حائل دیوار کو دریافت کرے۔ وہ اسے کہتی ہے کہ وہ اسے چھوئے، اسے اپنے ہاتھوں سے محسوس کرے، کیونکہ جسم ہمیشہ ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں، حتیٰ کہ اس وقت بھی جب روحیں ایک دوسرے سے واقف نہیں ہوتیں۔ وہ اسے چھونا شروع کرتا ہے اور وہ بھی اسے چھوتی ہے اور وہ دونوں جسم کے ان حصوں سے اجتناب کرتے ہیں جنہیں چھونے سے شہوانی جذبات زیادہ تیزی سے بھڑک سکتے ہیں۔

رالف کی انگلیاں ماریا کے چہرے کو چھوتی ہیں اور وہ ان پر لگی ہوئی ہلکی سی سیاہی کی مہک سونگھ سکتی ہے، ایک ایسی مہک جو اس کی انگلیوں میں ہمیشہ کے لئے رچ بس جائے گی چاہے وہ ہزاروں اور لاکھوں مرتبہ اپنے ہاتھ دھوئے، ایک ایسی مہک جو اس وقت وجود میں آئی تھی جب وہ پیدا ہوا تھا، جب اس نے اپنا پہلا درخت اور پہلا گھر دیکھا تھا اور اس نے اپنے خیالوں میں ان کی تصویر بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسے ماریا کے ہاتھوں کی مہک سونگھنے کے قابل بھی ہونا چاہئے، لیکن وہ اس سے یہ کہنا نہیں چاہتی، کیونکہ اس لمحے جسم ہی سب کچھ ہے اور باقی سب خاموشی ہے۔

وہ اسے پیار کرتی ہے اور وہ اسے پیار کرتا ہے۔ وہ رات بھر اس حالت میں رہ سکتی ہے کیونکہ یہ نہایت مسرت بخش ہے اور یہ ضروری نہیں کہ اس کا اختتام ہم بستری کی صورت میں ہو، اور خاص طور پر اس لمحے کیونکہ ہم بستری کرنا ان پر فرض نہیں۔ وہ اپنی ٹانگوں کے درمیان گرمائش محسوس کرتی ہے اور وہ جانتی ہے کہ وہ گیلی ہو چکی ہے۔ جب وہ اسے وہاں چھوئے گا تو اسے پتہ چل جائے گا اور وہ یہ نہیں جانتی کہ یہ اچھا ہے یا برا، یہ محض اس کے جسم کا ردعمل ہے اور وہ اسے یہ کہنے کا ارادہ نہیں رکھتی کہ وہ یہاں ہاتھ لگائے یا وہاں، آہستگی سے چھوئے یا اور زیادہ تیزی سے۔ اس کے ہاتھ اب ماریا کی بغلوں کو چھو رہے ہیں، اس کے بازوؤں کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں

اور وہ اس کے ہاتھوں کو پرے دھکیلتی ہے، لیکن وہ اسے اچھا محسوس کرتی ہے، اگر چہ اسے درد محسوس ہو رہی ہے۔ وہ بھی اس کے ساتھ یہی کچھ کرتی ہے اور غور کرتی ہے کہ اس کی بغلوں کی جلد کی بناوٹ مختلف ہے، جو کہ شاید اس ڈیوڈانٹ کی وجہ سے ہے جو وہ استعمال کرتا ہے۔ لیکن وہ اتنا کیوں سوچ رہی ہے۔ اسے سوچنا نہیں چاہئے۔ اسے محض اس کو چھونا چاہئے، اور کچھ نہیں۔ اس کے ہاتھ اس کی چھاتیوں کے اردگرد ایک دائرے کی شکل میں حرکت کرر ہے ہیں۔ وہ چاہتی ہے کہ وہ انہیں زیادہ تیزی سے حرکت دے، اس کے نپل کو چھوئے، کیونکہ اس کے خیالات رالف کے ہاتھوں کی نسبت زیادہ تیزی سے حرکت کرر ہے ہیں، لیکن شاید وہ یہ سب جانتا ہے اور وہ اسے اُکساتا ہے، کاہلی کا مظاہرہ کرتا ہے اور وہاں پہنچنے میں کافی وقت لیتا ہے۔ اس کے نپل اب سخت ہو چکے ہیں، وہ ان کے ساتھ تھوڑی چھیڑ چھاڑ کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کے جسم پر چھوٹے چھوٹے ابھار نمودار ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ اور زیادہ پُر جوش اور تر ہو جاتی ہے۔ اب وہ اس کے پیٹ، پھر وہاں سے اس کی ٹانگوں اور اس کے پاؤں کی طرف جا رہا ہے، وہ اپنے ہاتھوں کو اس کی رانوں کے اندرونی حصوں پر اوپر نیچے حرکت دیتا ہے، وہ گرمائش محسوس کرتا ہے مگر وہ وہاں تک نہیں پہنچتا، اس کا لمس گداز اور ہلکا ہے اور یہ جتنا زیادہ ہلکا ہو یہ اتنا ہی مخمور کن ہوتا ہے۔

وہ بھی ایسا ہی کرتی ہے، اس کے ہاتھ اس کی جلد پر تقریباً تیر رہے ہیں، وہ محض اس کی ٹانگوں کے بالوں کو چھو رہے ہیں اور جب وہ اس کے اعضائے تناسل تک پہنچتی ہے تو وہ بھی گرمائش محسوس کرتی ہے۔ اچانک اسے ایسا لگتا ہے کہ جیسے اس کا کنوارہ پن پُراسرار طور پر پھر سے بحال ہو گیا تھا، جیسے وہ پہلی مرتبہ کسی مرد کے جسم کو دریافت کرر ہی تھی۔ وہ اس کے لنگم کو چھوتی ہے، یہ اتنا سخت نہیں جتنا اس نے تصور کیا تھا اور اس کے باوجود وہ حد سے زیادہ گیلی ہے، یہ کتنی ناانصافی ہے، لیکن شاید مرد کو زیادہ وقت درکار ہوتا ہے۔ کون جانتا ہے۔

اور پھر وہ اسے کچھ اس طرح سے سہلانے لگتی ہے، جو صرف کوئی کنواری ہی جانتی ہے، کیونکہ بیسوائیں یہ سب کافی عرصہ پہلے بھول چکی ہوتی ہیں۔ وہ شخص اپنا ردِعمل ظاہر کرتا ہے، اس کا لنگم اس کے ہاتھوں میں بڑھنے لگتا ہے اور وہ دباؤ میں اضافہ کرتی ہے یہ جانتے ہوئے کہ اب اسے بالائی حصے کی بجائے زیریں حصے کو چھونا چاہئے، اسے اپنی انگلیاں اس کے اردگرد لپیٹنی

چاہئیں، اور اس کی جلد کو اس کے جسم کی جانب دھکیلنا چاہیے۔ اب وہ شخص خوش ہے، بہت خوش، وہ اس کی اندام نہانی کے کناروں کو چھوتا ہے جو کہ اب بھی بہت نرم ہیں، اور وہ اسے کہنا چاہتی ہے کہ وہ دباؤ میں اضافہ کرے اور اپنی انگلی اندر داخل کرے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتا، وہ اس کے رحم میں سے بہنے والے مادے سے اس کے بظر کو تر کرتا ہے، اور ایک مرتبہ پھر انگلیوں کو دائرے کی شکل میں حرکت دیتا ہے۔ یہ شخص اسے بالکل اسی طرح چھوتا ہے جیسے وہ اپنے آپ کو چھوئے گی۔

اس کا ایک ہاتھ واپس اس کی چھاتیوں کی طرف چلا جاتا ہے، یہ اسے بہت اچھا محسوس ہوتا ہے، وہ اُمید کرتی ہے کہ وہ اسے اپنی بانہوں میں لپیٹ لے گا۔ لیکن نہیں، وہ ایک دوسرے کے جسم کو دریافت کر رہے ہیں، ان کے پاس وقت ہے، انہیں ابھی بہت سارا وقت درکار ہے۔ اب وہ مباشرت کر سکتے ہیں، یہ دنیا کی سب سے زیادہ قدرتی چیز ہوگی، اور شاید یہ اچھا ہو، لیکن یہ سب کچھ اتنا نیا ہے کہ اسے خود کو قابو میں رکھنا چاہیے، وہ سب کچھ برباد نہیں کرنا چاہتی۔ وہ اس وائن کو یاد کرتی ہے جو انہوں نے پہلی رات پی تھی، انہوں نے کتنی آہستگی سے اس کے گھونٹ بھرے تھے، جب اس کی وجہ سے اسے کتنی گرمائش پہنچی تھی اور جب وہ اس کی وجہ سے دنیا کو مختلف انداز سے دیکھنے لگی تھی اور اس نے خود کو پُرسکون اور زندگی سے زیادہ قریب محسوس کیا تھا۔

وہ اس شخص کو بھی پینا چاہتی ہے اور پھر وہ اس سستی شراب کو ہمیشہ کے لئے بھول سکتی ہے جو آپ اپنے حلق میں انڈیلتے ہیں اور جو آپ کو خماری کا احساس تو دلاتی ہے لیکن یہ ہمیشہ سر کے درد کا سبب بنتی ہے اور یہ آپ کی روح کو خالی چھوڑ دیتی ہے۔ وہ رک جاتی ہے، اور اس کی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں جکڑ لیتی ہے۔ اسے ایک آہ سنائی دیتی ہے اور وہ خود بھی کراہنا چاہتی ہے لیکن وہ خود کو روک لیتی ہے۔ اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے پورے جسم میں گرمی پھیل رہی ہے، اس کے ساتھ بھی ضرور کچھ ایسا ہی ہو رہا ہوگا۔ تکمیل مباشرت کے بغیر، توانائی ادھر اُدھر بکھر جاتی ہے، دماغ کی جانب سفر کرتی ہے اسے کسی چیز کے بارے میں سوچنے کی مہلت دیئے بغیر اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔ لیکن وہ یہی چاہتی ہے، وہ رکنا چاہتی ہے، آدھے راستے میں رکنا چاہتی ہے، اس لذت کو اپنے پورے جسم میں پھیلانا چاہتی ہے، اسے اپنے دماغ میں داخل

ہونے کی اجازت دینا چاہتی ہے، وہ اپنے عزم اور اپنی خواہش کی تجدید کرنا چاہتی ہے اور اپنا کنوار پن بحال کرنا چاہتی ہے۔

وہ آہستگی سے اپنی اور اس کی آنکھوں سے پٹی اُتارتی ہے۔ وہ اپنا رخ بیڈ کے پہلو میں پڑے ہوئے لیمپ کی جانب موڑ لیتی ہے۔ وہ دونوں برہنہ حالت میں ہیں، وہ مسکراتے نہیں، وہ محض ایک دُوسرے کی طرف دیکھتے رہتے ہیں۔ میں محبت ہوں، میں موسیقی ہوں، وہ سوچتی ہے، آؤ رقص کریں۔

لیکن وہ کچھ نہیں کہتی۔ وہ غیر اہم چیزوں اور اگلی ملاقات کے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔ وہ دو دن کے بعد ایک ملاقات کی تجویز پیش کرتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ اسے ایک نمائش میں مدعو کرنا چاہے گا، لیکن وہ ہچکچاہٹ کا اظہار کرتی ہے۔ اس کا مطلب اس کی دنیا اور اس کے دوستوں کو جاننا ہوگا، اور وہ کیا کہیں گے، کیا سوچیں گے۔

وہ ''نہیں'' کہتی ہے، لیکن رالف کو محسوس ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ ہاں کہنا چاہتی ہے، اور اسی لئے وہ چند احمقانہ دلائل کا سہارا لیتے ہوئے اصرار کرتا ہے، لیکن وہ اس رقص کا حصہ ہیں جو وہ اس وقت کر رہے ہیں اور بالآخر وہ مان جاتی ہے۔ وہ ملاقات کا مقام طے کرتے ہیں۔ اسی کیفے میں جہاں ہم پہلی مرتبہ ملے تھے؟ نہیں، وہ کہتی ہے، برازیلی لوگ بہت توہم پرست ہیں، اور آپ کو دوبارہ کبھی بھی اسی جگہ ملاقات نہیں کرنی چاہئے جہاں آپ پہلی دفعہ ملے ہوں، کیونکہ اس سے مدار کا راستہ بند ہوسکتا ہے اور یہ سب کچھ ختم ہوسکتا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ اسے یہ سن کر خوشی ہوئی ہے کہ وہ اس مخصوص مدار کا راستہ بند نہیں کرنا چاہتی۔ انہوں نے ایک گرجا گھر میں ملنے کا فیصلہ کیا، جہاں سے پورے شہر کا نظارہ کیا جاسکتا ہے اور جو سینٹیاگو جانے والی سڑک پر واقع ہے، جو ایک پُراسرار زیارت کا حصہ ہے اور اپنی پہلی ملاقات کے بعد سے لے کر اب تک انہوں نے دوبارہ اس پر قدم نہیں رکھا تھا۔

ماریا کی ڈائری سے، برازیل واپسی کا ٹکٹ خریدنے کے بعد:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک پرندہ ہوا کرتا تھا۔ اسے دو مضبوط بازوؤں اور چمکیلے اور مختلف رنگوں سے شاندار پنکھ سے آراستہ کیا گیا تھا۔ مختصراً، وہ ایک ایسی مخلوق تھی جسے آسمانوں میں آزادی سے پرواز کرنے اور اسے دیکھنے والی آنکھوں کے لئے مسرت کا موجب بننے

کے لئے پیدا کیا تھا۔

ایک دن ایک عورت نے اس پرندے کو دیکھا اور اس کی محبت میں مبتلا ہو گئی۔ وہ اسے پرواز کرتے ہوئے دیکھتی، اس کا منہ حیرت سے کھل جاتا، وہ دل گرفتہ ہو جاتی اور اس کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگتیں۔ اس نے اس پرندے کو اپنے ساتھ اُڑنے کی دعوت دی، اور وہ دونوں مکمل ہم آہنگی کے ساتھ آسمان پر اِدھر سے اُدھر سفر کرتے رہے۔ وہ اس پرندے کی تعریف اور اس کا احترام کرتی تھی۔ لیکن جب اس نے یہ سوچا کہ شاید وہ دور افتادہ پہاڑوں تک کا سفر کرنا چاہتا تھا! اور وہ خوفزدہ تھی، وہ خوفزدہ تھی کہ وہ کسی دوسرے پرندے کے بارے میں اس طرح سے نہیں سوچے گی، اور وہ حسد محسوس کرنے لگی، وہ پرندے کی اُڑنے کی اہلیت سے حسد کرنے لگی۔

اور وہ خود کو تنہا محسوس کرنے لگی۔

اور اس نے سوچا: ''میں ایک شکنجہ تیار کروں گی۔ اگلی مرتبہ جب وہ پرندہ آئے گا تو وہ دوبارہ کبھی واپس نہیں جائے گا۔''

وہ پرندہ جو کہ خود بھی اس کی محبت میں مبتلا تھا، اگلے روز واپس آیا، شکنجے میں پھنس گیا اور پنجرے میں ڈال دیا گیا۔

وہ روز پرندے کو دیکھتی رہتی۔ وہاں وہ اس کے جذبات کا مرکز تھا، اور اس نے وہ پرندہ اپنی سہیلیوں کو بھی دکھایا، جو کہنے لگیں: ''اب تمہارے پاس وہ سب کچھ ہے جس کی تم خواہش کر سکتی تھی۔'' اگرچہ ایک عجیب قسم کی تبدیلی رونما ہونے لگی: اب جبکہ وہ پرندہ اس کے قبضے میں تھا اور اب اسے لبھانے کی ضرورت نہیں تھی، اس کی دلچسپی کم ہونے لگی۔ وہ پرندہ جو کہ اُڑنے اور اپنی زندگی کا اصل مفہوم واضح کرنے کے قابل نہیں تھا، کمزور ہونے لگا اور اس کے پروں کی چمک ختم ہونے لگی، وہ بدصورت ہو گیا اور وہ عورت ماسوائے اسے محسوس کرنے اور اس کا پنجرہ صاف کرنے کے، اب اس پر زیادہ توجہ نہیں دیتی تھی۔

ایک دن وہ پرندہ مر گیا۔ وہ عورت انتہائی رنجیدہ ہو گئی اور ہر وقت اس کے بارے میں سوچنے لگی۔ لیکن اسے وہ پنجرہ یاد نہیں تھا، وہ محض اس دن کو یاد کرتی تھی جب اس نے اس پرندے کو پہلی مرتبہ طمانیت کے ساتھ بادلوں میں اُڑتے دیکھا تھا۔ اگر اس نے اپنی

روح کی گہرائی میں جھانک کر دیکھا ہوتا تو اسے احساس ہوتا کہ جس چیز نے اس کے دل میں جذبات کی لہر پیدا کی تھی وہ اس پرندے کی آزادی اور پرواز کے دوران اس کے پروں کی طاقت تھی، نہ کہ اس کا جسم۔

پرندے کے بغیر اس کی زندگی بھی بے معنی ہو کر رہ گئی اور اجل اس کے دروازے پر دستک دینے لگی۔ ''تم یہاں کیوں آئی ہو؟'' اس نے اجل سے پوچھا۔ ''تاکہ تم ایک بار پھر اس کے ساتھ آسمان میں پرواز کر سکو۔'' اجل نے جواب دیا۔ ''اگر تم نے اسے آنے اور جانے کی اجازت دی ہوتی تو تم اس سے اس سے بھی زیادہ محبت کرتی اور اسے سراہتی، افسوس کہ اب اسے پانے کے لئے تمہیں میری ضرورت ہے۔''

# (27)



اس نے دن کا آغاز کچھ ایسا کرتے ہوئے کیا جسے اس نے پچھلے کئی ماہ کے دوران کئی مرتبہ دوہرایا تھا۔ وہ ایک ٹریول ایجنٹ کے پاس گئی اور کیلنڈر پر واضح کردہ تاریخ کے مطابق برازیل واپسی کا ٹکٹ خرید لیا، جس میں اب دو ہفتے باقی رہ گئے تھے۔ اس کے بعد، جنیوا اسے اس شخص کی یاد دلائے گا جس سے وہ محبت کرتی تھی اور جو اس سے محبت کرتا تھا۔ ریوڈی برن محض ایک نام ہوگا، وہ اپنے کمرے، جھیل، فرانسیسی زبان اور ان احمقانہ سرگرمیوں کو یاد کرے گی جن کی ایک تیئس سالہ عورت (پچھلی رات اس کی سالگرہ کا دن تھا) اہلیت رکھتی ہے، اور ایک وقت آتا ہے جب اسے احساس ہوتا ہے کہ ان کی ایک حد ہے۔ وہ اس پنچھی کو قید نہیں کرے گی نہ ہی وہ اسے اپنے برازیل جانے کا مشورہ دے گی، وہ واحد ایسی خالص چیز تھی جس سے اس کا واسطہ پڑا تھا۔ اس جیسے پنچھی کو بہرصورت آزاد ہواؤں میں اُڑنا چاہئے اور اپنی خوراک ماضی کی یادوں سے حاصل کرنی چاہئے، جب وہ کسی اور کے ساتھ پرواز کیا کرتا تھا، اور وہ بھی ایک پنچھی تھی۔

رالف ہارٹ کے ساتھ رہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اسے کوپا کبانہ میں گزارے ہوئے دن ہمیشہ یاد آئیں گے، اور وہ اس کا ماضی تھا، مستقبل نہیں۔

اس نے فیصلہ کیا کہ جب اس کی روانگی کا وقت آئے گا تو وہ اسے آخری مرتبہ "خدا حافظ" کہے گی، بجائے اس کے کہ وہ ہر وقت یہ سوچ سوچ کر اذیتیں برداشت کرے کہ "بہت جلد میں یہاں سے چلے جاؤں گی۔" پس اس نے اپنے دل کو فریب دیا اور اس صبح وہ جنیوا میں چہل قدمی کرتی رہی کہ جیسے وہ ہمیشہ سے ان گلیوں، اس پہاڑ، سینٹیاگو جانے والی سڑک، مونٹ بلانک کے پل اور ان شراب خانوں سے واقف تھی جہاں وہ اکثر جایا کرتی تھی۔ وہ دریا کے اوپر اڑنے والے سمندری بگلوں، اپنے سٹالوں کو منہدم کرنے والے دوکانداروں، دوپہر کے کھانے کے لئے دفتروں

سے نکلنے والے لوگوں کو دیکھتی رہی، اس سیب جو کہ وہ کھا رہی تھی، کے ذائقے اور رنگ، بہت دور ایئر پورٹ پر اُترنے والے جہازوں، جھیل کے وسط میں پانی کی سطح پر اُبھرنے والی قوس قزح، اور اپنے قریب سے گزرنے والے لوگوں کی شرمیلی اور مخفی خوشی کا جائزہ لیتی رہی۔ اس نے ایک چھوٹے سے قصبے میں ڈیڑھ سال کا عرصہ گزار دیا تھا جو کہ دنیا کے دیگر چھوٹے قصبوں جیسا ایک قصبہ تھا اور اگر اس کے فن تعمیر جو کہ یہاں کی خاصیت ہے، اور لاتعداد بنکوں کو نکال دیا جائے تو یہ برازیل کا اندرونی علاقہ ہو سکتا تھا۔ وہاں ایک میلہ لگا ہوا تھا۔ وہاں ایک بازار تھا جہاں گھریلو خواتین قیمتوں پر بحث و تکرار میں مصروف تھیں۔ وہاں چند طالب علم تھے جو شاید یہ بہانہ کر کے اپنی سکول کی کلاس چھوڑ کر آئے تھے کہ ان کی ماں یا باپ بیمار تھا، اور اب وہ دریا کے کنارے چہل قدمی کر رہے تھے اور ایک دوسرے کو بوسے دے رہے تھے۔ وہاں ایسے لوگ بھی تھے جو خود کو شناسا محسوس کرتے تھے اور وہ بھی جو خود کو اجنبی محسوس کرتے تھے۔ وہاں سکینڈلوں سے بھرپور تخلیص شدہ اخبارات اور کاروباری افراد کے لئے شریفانہ رسالے بھی تھے، اگرچہ وہ ہمیشہ سکینڈل والے صفحات پڑھتے ہوئے ہی دکھائی دیتے تھے۔

وہ فارم کے انصرام سے متعلق کتابچہ واپس کرنے کے لئے لائبریری گئی۔ وہ اس کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھ سکی تھی لیکن بعض اوقات جب وہ محسوس کرتی تھی کہ اسے خود پر اور اپنی تقدیر پر کوئی اختیار نہیں رہا تھا تو وہ کتاب اسے اس کی زندگی کے مقصد کی یاددہانی کراتی تھی۔ یہ کتاب جس کی جلد ہلکے پیلے رنگ کی تھی اور جو متعدد گراف پر مشتمل تھی، ایک خاموش ساتھی رہی تھی لیکن سب سے بڑھ کر یہ حالیہ ہفتوں کی تاریک راتوں میں روشنی کا مینار ثابت ہوئی تھی۔

اس نے مستقبل کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے اور موجود حالات و واقعات سے حیران ہوتے ہوئے اپنے بارے میں سوچا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس نے آزادی، مایوسی، محبت، درد اور ایک مرتبہ پھر محبت ___ وہ یہ سلسلہ یہیں ختم کرنا چاہے گی ___ کے ذریعے خود کو دریافت کیا تھا۔

سب سے زیادہ عجیب بات یہ تھی کہ اگرچہ اس کے ساتھ کام کرنے والی خواتین کچھ مردوں کے ساتھ ہم بستری کرنے کے تجسس اور خوشی کے بارے میں بات کرتی تھیں، تاہم اسے کبھی بھی سیکس کے ذریعے اپنے متعلق کوئی اچھائی یا برائی معلوم نہیں ہوئی تھی۔ سیکس نے اس کا مسئلہ حل نہیں کیا تھا۔ وہ اب بھی مباشرت کے ذریعے تکمیل مباشرت کے مقام تک نہیں پہنچ سکتی تھی اور اس نے

جنسی عمل کو اس قدر واہیات بنا دیا تھا کہ وہ دوبارہ کبھی بھی ''شناخت کی قبولیت'' ___ جیسا کہ رالف کہتا تھا ___ آتش دان اور وہ خوشی حاصل نہیں کر سکے گی جس کی اسے تلاش تھی۔

یا پھر شاید (جیسا کہ وہ کبھی کبھار سوچا کرتی تھی، جیسا کہ مائیں اور باپ کہا کرتے تھے اور جیسا کہ عشقیہ داستانوں میں بیان کیا گیا تھا) ہم بستری کرنے کے لئے محبت ضروری تھی۔

لائبریری کی منتظم (اور ماریا کی واحد دوست، اگرچہ اس نے اسے یہ کبھی نہیں بتایا تھا) جو کہ عام طور پر سنجیدہ رہتی تھی، آج اس کا مزاج خاصا خوشگوار تھا۔ جب ماریا وہاں پہنچی تو وہ سینڈوچ کا ایک نوالا توڑنے کو تھی، اس نے ماریا کو بھی سینڈوچ کھانے کی دعوت دی۔ ماریا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس نے کچھ ہی دیر قبل کھانا کھایا تھا۔

''تم نے اسے پڑھنے میں کافی وقت لیا ہے۔''

''میں اس کا ایک بھی لفظ نہیں سمجھ سکی۔''

''تمہیں یاد ہے کہ ایک مرتبہ تم نے مجھ سے کس چیز کی درخواست کی تھی؟''

نہیں، اسے کچھ یاد نہیں تھا، لیکن جب اس نے اس عورت کے چہرے پر ایک کھلنڈری مسکراہٹ دیکھی تو اس نے اندازہ لگا لیا۔ سیکس۔

''تمہیں پتہ ہے کہ جب تم اس موضوع سے متعلقہ کتابوں کی تلاش میں یہاں آئی تھی تو اس کے بعد میں نے ان کتابوں کی فہرست تیار کرنے کا فیصلہ کیا جو یہاں دستیاب ہیں۔ یہ اتنی زیادہ نہیں تھیں، اور چونکہ ہمیں ان معاملات کے حوالے سے اپنے نوجوان لوگوں کو تربیت مہیا کرنے کی ضرورت ہے، اس لئے میں نے چند مزید کتابوں کا آرڈر دیا۔ اس طرح سے کم از کم انہیں بدترین طریقوں سے سیکس کو سمجھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ مثال کے طور پر بیسواؤں کے ساتھ ہم بستری کے ذریعے۔ لائبریری کی منتظم نے کونے میں پڑے ہوئے کتابوں کے ڈھیر کی جانب اشارہ کیا، جنہیں احتیاط کے ساتھ بھورے کاغذ میں لپیٹا گیا تھا۔''

''مجھے ابھی تک ان کی فہرست تیار کرنے کا وقت نہیں ملا، لیکن میں نے انہیں سرسری طور پر دیکھا تھا، اور جو کچھ میں نے پڑھا، میں اس سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔''

ماریا اندازہ لگا سکتی تھی کہ وہ عورت اب کیا کہنے والی تھی۔ پریشان کن انداز، آزار دہی اور آزار کشی، اور اسی قسم کی چیزیں۔ اسے لائبریری کی منتظم کو یہ بتا دینا چاہئے تھا کہ اسے کام پر جانا ہے

(اسے کچھ یاد نہیں تھا کہ اس نے اسے کیا بتایا تھا، کہ وہ کسی بنک میں کام کرتی تھی یا کسی دوکان پر؟ جھوٹ بولنے سے اس کی زندگی بہت پیچیدہ ہوگئی تھی، اسے کچھ یاد نہیں تھا کہ اس نے کیا کہا تھا)

ماریا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور وہاں سے جانے کو تھی کہ وہ عورت کہنے لگی:

''تم بھی خوفزدہ ہو جاؤ گی۔ مثال کے طور پر کیا تم جانتی ہو کہ بظر ایک حالیہ ایجاد ہے؟''

ایجاد؟ حالیہ؟ محض اس ہفتے کسی نے اس کے اس حصے کو چھوا تھا کہ جیسے یہ ہمیشہ سے وہاں موجود تھا، اور جیسے وہ ہاتھ اس حصے کے بارے میں جانتے تھے اور وہ تاریکی کے باوجود اچھی طرح سے اس کی چھان بین کر رہے تھے۔

''اسے سرکاری طور پر 1559ء میں تسلیم کیا گیا تھا، جب ایک ڈاکٹر ریالڈو کولمبو نے ایک کتاب شائع کی جس کا عنوان ''ڈی ری اناٹومیکا'' (De re anatomica) تھا۔ اسے سرکاری طور پر مسیحی دور کے پندرہ سو سال تک نظر انداز کیا جاتا رہا۔ کولمبو اپنی کتاب میں اسے ''ایک خوبصورت اور مفید چیز'' کے طور پر بیان کرتا ہے۔ تم یقین کر سکتی ہو؟''

وہ دونوں ہنس پڑیں۔

''دو سال بعد، 1561ء میں ایک اور ڈاکٹر، گیبریلو فیلوپیو (Gabriello Fallopino) نے کہا کہ یہ اس کی ''دریافت'' تھی۔ اندازہ کرو! دو اطالوی مرد، جوان چیزوں کے بارے میں جانتے ہیں، اس بات پر بحث کر رہے ہیں کہ بظر کو سرکاری طور پر تاریخ کی کتابوں میں کس نے شامل کیا تھا! یہ ایک دلچسپ گفتگو تھی مگر ماریا ان چیزوں کے متعلق سوچنا نہیں چاہتی تھی، جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ پہلے ہی مادوں کے بہاؤ اور اپنی اندام نہانی کو گیلا محسوس کر سکتی تھی ___ محض رالف کے لمس، آنکھوں پر بندھی پٹی، اور اپنے جسم پر حرکت کرنے والے ہاتھوں کو یاد کرتے ہوئے۔ نہیں، وہ سیکس میں غرق نہیں ہوئی تھی، وہ شخص اسے بچانے میں کامیاب ہو گیا تھا، زندہ رہنا بہتر ہے۔

اگرچہ لائبریری کی منتظم اس کے موضوع کے حوالے سے کافی پُرجوش تھی۔

''اس کی ''دریافت'' کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اسے اور زیادہ عزت ملے گی۔'' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لائبریری کی منتظم علمِ بظر یا جو بھی اس کا سائنسی نام تھا، میں کافی ماہر ہو چکی تھی۔ ''مخصوص افریقی قبائل، جو کہ اب بھی خواتین کے جنسی لذت حاصل کرنے کے حق کو ختم کرنے پر بضد ہیں،

ہم قطع اعضاء کے متعلق جو کچھ پڑھتے ہیں وہ کوئی نئی بات نہیں۔"

یورپ میں انیسویں صدی تک اسے ختم کرنے کے لئے آپریشن کیے جاتے تھے، کیونکہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ خواتین کے جسم کا یہ غیر اہم اور چھوٹا سا حصہ اعصابی تناؤ، مرگی، بدکردار رجحانات اور بانجھ پن کا سبب بنتا تھا۔

ماریا نے خدا حافظ کہنے کے لئے اپنا ہاتھ آگے کیا لیکن لائبریری کی منتظم کے چہرے پر تھکن کے آثار نہیں تھے۔

"نفسیاتی تجزیے کے بانی ڈاکٹر فرایوڈ نے کہا تھا کہ ایک صحت مند عورت میں، مادہ منویہ بظر سے اندام نہانی میں جانا چاہیے۔ اس کے انتہائی وفادار شاگرد اس سے بھی آگے چلے گئے اور انہوں نے کہا کہ اگر عورت کی جنسی لذت بظر تک ہی محدود رہے تو یہ بچگانہ پن یا اس سے بھی بدتر چیز دوجنسیت کی نشانی ہے۔"

اور اس کے باوجود، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ محض مباشرت کے ذریعے انتہائے لذت کا حصول بہت مشکل ہے، کسی مرد کے لئے سیکس کرنا اچھا ہے، لیکن اصل لذت اس چھوٹے سے ابھار میں ہے جسے ایک اطالوی شخص نے دریافت کیا تھا۔"

ماریا جو کہ بدحواس ہو چکی تھی، کو یہ احساس ہوا کہ اس کے ساتھ بھی وہی مسئلہ تھا جس کی تشخیص ڈاکٹر فرایوڈ نے کی تھی۔ وہ ابھی بھی بچپن کے دور سے گزر رہی تھی، اس کا مادہ منویہ اندام نہانی تک نہیں پہنچتا تھا۔ یا پھر کیا فرایوڈ نے غلط کہا تھا؟

اور تم جی سپاٹ کے بارے میں کیا جانتی ہو؟

تم جانتی ہو کہ یہ کہاں ہوتا ہے؟

اس سے عورت شرمندہ ہو گئی اور کھانسنے لگی، مگر وہ یہ کہنے میں کامیاب ہو گئی کہ: "پہلی منزل میں داخل ہوتے ہی عقبی کھڑکی کی جانب۔"

زبردست! اس نے اندام نہانی کی وضاحت ایسے کی تھی کہ جیسے وہ کوئی عمارت ہو! شاید اس نے یہ وضاحت ایک ایسی کتاب میں پڑھی تھی جو نوجوان لڑکیوں کے لئے تھی، جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ اگر کوئی آپ کے دروازے پر دستک دیتا ہے اور اندر داخل ہوتا ہے تو آپ اپنے اندر تمام کائنات دریافت کر لیں گے۔ وہ جب بھی مشت زنی کرتی تھی تو وہ بظر کی بجائے اسی حصے پر توجہ

مرکوز رکھنے کو ترجیح دیتی تھی کیونکہ اول الذکر کی وجہ سے وہ خود کو غیر آرام دہ محسوس کرتی تھی، اور لذت اور درد کی آمیزش تکلیف کا باعث تھی۔

وہ ہمیشہ براہ راست پہلی منزل کی عقبی کھڑکی کی طرف جاتی تھی!

یہ دیکھتے ہوئے کہ لائبریری کی منتظم کسی بھی صورت میں خاموش نہیں ہوگی۔ شاید اس لئے کہ اسے ماریا کی شکل میں ایک ساتھی مل گیا تھا جس سے وہ اپنے کھوئے ہوئے کنوار پن کے بارے میں گفتگو کر سکتی تھی، اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے خدا حافظ کہا اور چلی گئی۔ وہ اپنے ذہن میں آنے والے بے معنی خیالات پر توجہ مرکوز رکھنے کی کوشش کر رہی تھی کیونکہ یہ دن میلوں، بلڑوں، بحال شدہ کنوار پن کے بارے میں سوچنے کا نہیں تھا۔ اس نے اپنے اردگرد کی چیزوں مثال کے طور پر گھنٹیوں کی جھنکار، بھونکتے کتوں، قدموں کے نشانات اور اپنی سانس پر توجہ مرکوز رکھی۔

وہ واپس کوپا کبانہ واپس نہیں جانا چاہتی تھی، اور اس کے باوجود وہ آخری وقت تک کام کرنا اپنا فرض سمجھتی تھی، اگرچہ اسے کچھ اندازہ نہیں تھا کہ ایسا کیوں تھا ___ بہرحال، اس نے کافی پیسے اکٹھے کر لئے تھے۔ وہ یہ دوپہر خریداری کرتے ہوئے، اور بنک منیجر کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے گزار سکتی تھی جو تھا تو اس کا گاہک مگر اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ کافی پیتے ہوئے اس کی جمع پونجی کا بندوبست کرنے میں اس کی مدد کرے گا۔ یہ عجیب بات تھی کہ وہ چند وجوہات کی بنا پر خود کو اداس محسوس کر رہی تھی، شاید اس لئے کہ اس کی واپسی میں ابھی بھی دو ہفتے باقی تھے، اور اسے یہ وقت گزارنا تھا، اس شہر کو مختلف نظروں سے دیکھنا تھا اور اسے وہاں جو تجربات ہوئے تھے اس پر خوش ہونا تھا۔

وہ ایک چوراہے پر پہنچی جہاں وہ پہلے سینکڑوں مرتبہ آ چکی تھی، وہاں سے جھیل اور پانی کی لہروں، اور سڑک کے آخر میں عوامی باغات کے وسط میں نصب ایک خوبصورت پھولدار گھڑیال نصب تھا، جو کہ اس شہر کی چند علامات میں سے ایک تھا............!

اور وہ اسے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دے گا، کیونکہ............!

اچانک وقت اور کائنات وہیں رک گئے۔

وہ کہانی کیا تھی جو وہ صبح سے خود کو سنا رہی تھی، جو اس کے حال ہی میں بحال ہونے والے

کنوارپن کے متعلق تھی؟

کائنات بے حس و حرکت لگنے لگی، وہ لمحہ کبھی ختم نہیں ہوگا وہ ایک ایسی چیز کے روبرو کھڑی تھی جو اس کی زندگی میں خاص اہمیت کی حامل تھی، وہ اسے نظر انداز نہیں کر سکتی تھی، وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی جیسا کہ اس نے رات کو آنے والے خوابوں کے ساتھ کیا تھا، اور جن کے متعلق اس نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ وہ انہیں قلم بند کرے گی، جو کہ اس نے کبھی نہیں کیا تھا............!

''کسی چیز کے بارے میں مت سوچو، کائنات رک چکی ہے، یہ سب کیا ہو رہا ہے؟''

بس!

کیا پرندے کے متعلق خوبصورت کہانی، جو اس نے حال ہی میں لکھی تھی، رالف کے متعلق تھی؟

نہیں، یہ اس کے متعلق تھی!

وقفِ لازم!

اس وقت صبح کے گیارہ بج کر گیارہ منٹ ہو رہے تھے اور وہ اس لمحے میں منجمد ہو چکی تھی۔ وہ اپنے ہی جسم میں ایک اجنبی تھی۔ وہ حال ہی میں بحال ہونے والے کنوارپن کو پھر سے دریافت کر رہی تھی لیکن اس کی حیاتِ نو اس قدر نازک تھی کہ اگر وہ وہیں ٹھہری رہی تو وہ ہمیشہ کے لئے اس سے محروم ہو جائے گی۔ وہ شاید جنت اور یقینی طور پر دوزخ کا مشاہدہ کر چکی تھی، لیکن اس کی مہم جوئی اختتام پذیر تھی۔ وہ دو ہفتے، دس دن یا ایک ہفتہ انتظار نہیں کر سکتی تھی۔ اسے ابھی واپس چلے جانا چاہئے تھا، کیونکہ جب وہ اس پھولدار گھڑیال کو دیکھ رہی تھی اور سیاح اس کی تصاویر کھینچ رہے تھے اور اس کے اردگرد بچے کھیل رہے تھے، تب اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ اداس کیوں تھی، اور وہ وجہ یہ تھی کہ وہ واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔

اور اس کے واپس نہ جانے کا سبب رالف ہارٹ، سوئٹزرلینڈ یا مہم جوئی نہیں تھی۔ اصل وجہ اتنی معمولی نہیں ہو سکتی تھی: پیسہ۔

پیسہ! کاغذ کا ایک خاص ٹکڑا، دھندلے رنگوں سے مزین، جس کی قدر و قیمت سے سبھی واقف تھے، اور اسے اس پر یقین تھا، سبھی کو اس پر یقین تھا۔ لیکن جب آپ اس کاغذ کا ایک انبار لے کر بنک، ایک مشہور اور انتہائی رازدار سوئس بنک میں جاتے ہیں اور یہ پوچھتے ہیں کہ: ''کیا میں

اپنی زندگی کے چند گھنٹے خرید سکتی ہوں؟'' تو آپ کو بتایا جاتا ہے کہ: ''نہیں مادام، ہم بیچتے نہیں، صرف خریدتے ہیں۔''

وہ چنگھاڑتی ہوئی بریکوں اور ایک چیختے ہوئے کار سوار جو ایک عمر رسیدہ شخص تھا کی آواز سن کر اپنے ذہنی خلفشار سے باہر آ گئی جو انگریزی بول رہا تھا، اور اسے فٹ پاتھ پر چڑھنے کو کہہ رہا تھا۔ اشارہ بند ہو چکا تھا۔

''لیکن یہ ایک زمین دہلا دینے والا انکشاف نہیں تھا۔ ایسا سبھی کو محسوس کرنا چاہئے جو اس وقت میں کر رہی ہوں۔''

لیکن وہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ ماریا نے اپنے اردگرد نظر دوڑائی۔ لوگ سر جھکائے چہل قدمی کر رہے تھے، اور اپنے کام کاج، اسکول، دفتر اور ریوڈی برن جانے کے لئے تیز تیز قدم اٹھا رہے تھے۔

''میں کچھ دیر اور انتظار کر سکتی ہوں۔ میرا ایک خواب ہے، لیکن مجھے آج اس کے بارے میں سوچنے کی ضرورت نہیں، اس کے علاوہ مجھے پیسے کمانے ہیں۔'' یقیناً ہر کوئی اپنے پیشے کو برا بھلا کہتا ہے لیکن بنیادی طور پر سارا سوال اپنا وقت بیچنے کا تھا، جیسا کہ سبھی کرتے ہیں۔ سب لوگوں کی طرح وہ کام کرنا جو وہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ سبھی لوگوں کی طرح مکروہ لوگوں کو برداشت کرنا۔ سبھی لوگوں کی طرح اپنا انمول جسم اور انمول روح کسی کے سپرد کرنا، اس مستقبل کی خاطر جو کبھی نہیں آیا تھا۔ سبھی لوگوں کی طرح یہ کہنا کہ اس کے پاس ابھی بھی خاطر خواہ رقم نہیں تھی۔ سبھی لوگوں کی طرح کچھ دیر اور انتظار کرنا۔ انتظار کرنا تاکہ وہ اپنے خوابوں کی تکمیل کو التواء میں ڈالتے ہوئے کچھ پیسے اور کما سکے۔ وہ اس وقت بہت زیادہ مصروف تھی، اس کے پاس یہ ایک نادر موقع تھا، اس کے مخلص گاہک اس کا انتظار کر رہے تھے، جو اسے ایک ملاقات کے عوض تین سو پچاس سے لے کر ایک ہزار فرانک ادا کر سکتے تھے۔

اور زندگی میں پہلی مرتبہ، باوجود اس کے کہ وہ اس پیسے سے جو کہ وہ کما سکتی تھی (کون جانتا ہے، شاید اسے صرف ایک سال اور کام کرنے پڑے) تمام عمدہ اشیاء خرید سکتی تھی، اس نے ہوش مندی سے اور دانستہ طور پر ایک موقع اپنے ہاتھ سے نکل جانے دیا۔

ماریا نے اشارے کی بتی سبز ہونے کا انتظار کیا، اس نے سڑک پار کی اور اس پر پھولدار

گھڑیال کے سامنے رک گئی۔ اس نے رالف کو یاد کیا، اسے ایک مرتبہ پھر اس کی آنکھوں میں چاہت کی جھلک نظر آئی جو اس نے تب دیکھی تھی، جس رات اس نے اپنے لباس کا بالائی حصہ نیچے سرکا دیا تھا، اس کے ہاتھوں، جو اس کی چھاتیوں کو چھو رہے تھے اور اس کے چہرے کو محسوس کیا تھا اور وہ گیلی ہو گئی تھی۔ اور جیسے ہی اس نے ایک طویل فاصلے پر پانی میں موجود دیوہیکل فوارے کی طرف دیکھا تو اپنے جسم کے کسی حصے کو ہاتھ لگائے بغیر، وہ اسی جگہ پر، سب لوگوں کے سامنے، انتہائے لذت کے تجربے سے گزری۔

کسی نے بھی اس پر توجہ نہیں دی تھی، وہ سب اپنے خیالات میں مگن تھے۔

# (28)

نایا، جو اس کے ساتھ کام کرنے والی لڑکیوں میں واحد لڑکی تھی جس کے ساتھ اس کا ایسا رشتہ تھا جسے دوستی کہا جا سکتا تھا، نے اسے آواز دی۔ وہ کسی مشرقی شخص کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی، اور وہ دونوں ہنس رہے تھے۔

''اسے دیکھو ذرا''، اس نے ماریا سے کہا، ''دیکھو وہ مجھ سے کیا کروانا چاہتا ہے؟''

مشرقی شخص، جو کہ ابھی تک مسکرا رہا تھا، نے اسے جاننے والی نظروں سے دیکھا، اور ایک ڈبے کا ڈھکن کھولا، جو کہ سگار بکس جیسا دکھائی دیتا تھا۔ میلان ایک فاصلے سے سب کچھ دیکھ رہا تھا کہ کہیں اس میں سرنجیں یا نشہ آور ادویات تو نہیں تھیں۔ ایسا کچھ نہیں تھا، اس میں ایک ایسی چیز تھی جس کے بارے میں وہ بھی ٹھیک طور پر نہیں جانتا تھا، لیکن یہ کوئی خاص چیز نہیں تھی۔

''یہ پچھلی صدی کی کوئی چیز معلوم ہوتی ہے''، ماریا نے کہا۔

''ہاں، ایسا ہی ہے''، مشرقی شخص نے برہمی سے کہا۔ ''یہ لگ بھگ سو سال پرانی ہے اور یہ بہت نایاب ہے۔''

ماریا نے جو چیز دیکھی وہ متعدد والو، ایک دستے، برقی سرکٹ، دھات سے بنے چھوٹے چھوٹے کانٹیکٹ اور بیٹریوں پر مشتمل تھی۔ یہ کسی قدیم ریڈیو کا اندرونی ڈھانچہ دکھائی دیتا تھا جس کے دونوں سروں پر شیشے کے دو چھوٹے راڈ لگے ہوئے تھے، جن کی موٹائی ایک انگلی جتنی تھی اور ان میں سے دو تاریں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ یہ بلاشبہ کوئی نایاب چیز دکھائی نہیں دیتی تھی۔

''یہ کس طرح کام کرتا ہے؟''

نایا کو ماریا کا سوال پسند نہ آیا۔ اگرچہ وہ ماریا پر اعتبار کرتی تھی تاہم لوگ ایک ہی لمحے میں تبدیل ہو سکتے تھے، اور شاید اس نے اس کے گاہک پر نظر رکھی ہوئی تھی۔

''وہ پہلے ہی اس کے بارے میں بتا چکا ہے۔ یہ وائلٹ راڈ ہے۔''

اور اس نے مشرقی شخص کی جانب پلٹتے ہوئے اسے مشورہ دیا کہ انہیں اب چلنا چاہئے، کیونکہ اس نے اس شخص کی دعوت قبول کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ بہر کیف، وہ شخص خوش دکھائی دیتا تھا کہ اس کے کھلونے کی وجہ سے ایسی دلچسپی پیدا ہونی چاہئے تھی۔

تقریباً سن 1900ء جب پہلی مرتبہ یہ بیٹریاں مارکیٹ میں آئیں تو روایتی طب نے یہ جاننے کے لئے بجلی پر تجربات کا آغاز کیا کہ کیا اس سے دماغی مرض یا ذہنی تناؤ کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ اسے جلد کے داغ دھبوں سے چھٹکارا حاصل کرنے اور جلد کو متحرک کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ تم ان دو سروں کو دیکھ رہی ہو؟ انہیں یہاں رکھا گیا تھا۔'' اس نے اپنے ماتھے کے دونوں اطراف کے چپٹے حصوں کی طرف اشارہ کیا''، اور بیٹری نے اسی طرح کی ساکن بجلی پیدا کی جو آپ سوئٹزرلینڈ میں اس وقت حاصل کرتے ہیں جب ہوا بہت خشک ہوتی ہے۔''

ساکن بجلی ایک ایسی چیز تھی جو برازیل میں کبھی وقوع پذیر نہیں ہوئی تھی، لیکن یہ سوئٹزرلینڈ میں بہت عام تھی۔ ماریا کو یہ اس وقت معلوم ہوا جب ایک دفعہ اس نے ایک ٹیکسی کا دروازہ کھولا تھا، اس نے کوئی چیز تڑخنے کی آواز سنی اور اسے ایک جھٹکا سا لگا۔ اس نے سوچا کہ شاید اس کار میں کوئی خرابی تھی، اور اس نے یہ کہتے ہوئے اس کی شکایت بھی کی تھی کہ وہ کرایہ ادا نہیں کرے گی، اور ڈرائیور نے اس کو برا بھلا کہا تھا اور اسے کہا تھا کہ وہ احمق تھی۔ وہ صحیح کہتا تھا، اس میں کار کا کوئی قصور نہیں تھا، ایسا خشک ہوا کی وجہ سے ہوا تھا۔ مزید کئی جھٹکے لگنے کے بعد، وہ ایسی کسی بھی چیز کو ہاتھ لگانے سے ڈرنے لگی جو دھات کی بنی ہو، لیکن پھر اسے سپر مارکیٹ میں ایک ایسا کنگن مل گیا جسے پہننے سے جسم میں جمع ہونے والی بجلی خارج ہو جاتی تھی۔

وہ اس شخص کی طرف مڑی:

''لیکن یہ بہت تکلیف دہ ہے۔''

نایا، ماریا کے بیانات کی وجہ سے برانگیختہ ہوتی جا رہی تھی۔ اپنی واحد ممکنہ دوست کے ساتھ

مستقبل کے تصادم سے بچنے کے لئے، اس نے اپنی بانہیں اس شخص کے گلے میں ڈال دیں تاکہ شک کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے کہ وہ شخص کس کے ساتھ تھا۔

''یہ اس بات پر منحصر ہے کہ آپ اسے کہاں رکھتے ہیں''، اس شخص نے اونچی آواز میں ہنستے ہوئے کہا۔

اس نے اس کا چھوٹا سا ہینڈل گھمایا اور وہ دو راڈ بنفشی رنگ کے دکھائی دینے لگے۔ اس نے جلدی سے انہیں دونوں خواتین پر رکھ دیا، کوئی چیز تڑخنے کی آواز آئی لیکن اس جھٹکے سے انہیں تکلیف کی بجائے گدگدی کا احساس ہوا۔

میلان وہاں پہنچ گیا۔

''برائے مہربانی، اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو آپ اسے یہاں استعمال نہ کریں۔''

اس شخص نے راڈ بکس میں واپس رکھ دیئے۔ نایا نے صورت حال پر قابو پاتے ہوئے مشورہ دیا کہ انہیں سیدھا ہوٹل جانا چاہیے۔ وہ شخص مایوس دکھائی دیتا تھا کیوں کہ نووارد اس عورت کی نسبت اس کی مشین میں زیادہ دلچسپی رکھتی تھی جو اسے اب ہوٹل جانے کا مشورہ دے رہی تھی۔ اس نے اپنی جیکٹ پہنی اور یہ کہتے ہوئے وہ بکس ایک چمڑے کے بریف کیس میں رکھ لیا کہ:

''اب یہ دوبارہ بننا شروع ہو گئے ہیں، اب یہ خاص لذتوں کے متلاشی لوگوں میں کافی فروغ پا چکے ہیں۔ لیکن یہ آپ کو محض بڑے بڑے میڈیکل سٹوروں، عجائب گھروں اور نوادرات کی دوکانوں پر ہی ملیں گے۔''

ماریا اور میلان وہیں کھڑے رہے، وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا کہیں۔

''کیا تم نے پہلے کبھی ایسی کوئی چیز دیکھی ہے؟'' ماریا نے میلان سے پوچھا۔

''نہیں، ایسی نہیں، یہ غالباً ایک نایاب چیز تھی، اور آخر وہ ایک آئل کمپنی میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہے........ تاہم، میں نے اس سے زیادہ جدید مشینیں دیکھی ہیں۔''

''وہ اس کے ساتھ کیا کرتے ہیں؟''

''مرد اسے اپنے جسم کے اندر رکھتا ہے........ اور پھر عورت کو ہینڈل گھمانے کو کہتا ہے۔ اس کے جسم میں ایک جھٹکا سا لگتا ہے۔''

''کیا یہ کام وہ خود نہیں کر سکتا؟''

''آپ سیکس سے متعلقہ بہت سی سرگرمیوں کی انجام دہی خود کر سکتے ہیں، لیکن اگر انہیں اس بات پر یقین نہ رہے کہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ مل کر ایسا کرنا زیادہ تفریح کا باعث تھا تو میرا بار دیوالیہ ہو جائے گا اور تمہیں کسی پھل سبزی کی دوکان پر کام تلاش کرنا پڑے گا۔ بہرحال، تمہارے خاص گاہک نے کہا تھا کہ وہ آج رات یہاں آئے گا، لہٰذا اس بات کا خیال رکھنا کہ تم دوسری کسی بھی پیش کش کو قبول نہ کرو۔''

''اوہ، ہاں، میں ایسا ہی کروں گی۔ میں تمہیں خدا حافظ کہنے آئی تھی۔ میں جا رہی ہوں۔''

ایسا لگ رہا تھا کہ میلان کوئی شدید ردِعمل ظاہر نہیں کرے گا۔

''کیا اس کا سبب وہ مصور ہے؟''

''نہیں اس کی وجہ کوپا کبانہ ہے۔ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اور میں اپنی آخری حد تک اس وقت پہنچی تھی جب آج صبح میں جھیل کے قریب نصب پھول دار گھڑیال کو دیکھ رہی تھی۔''

''اور یہ آخری حد کونسی ہے؟''

''اندرون برازیل میں ایک فارم کی قیمت۔'' میں جانتی ہوں کہ مزید ایک سال کام کروں تو اس سے کہیں زیادہ پیسے کما سکتی ہوں۔ آخر اس سے کیا فرق پڑے گا؟

''خیر، میں جانتی ہوں کہ اس سے کیا فرق پڑے گا۔ میں اس پھندے میں ہمیشہ کے لئے پھنس جاؤں گی، جیسے کہ تم اس میں پھنسے ہوئے ہو اور جس میں گاہک، کاروباری افراد، ہوائی نگران، کھیلوں اور دیگر شعبوں کے لئے قابل افراد تلاش کرنے والے افراد، ریکارڈ کمپنیوں کے اعلیٰ عہدیدار، اور وہ لوگ پھنسے ہوئے ہیں جنہیں میں جانتی ہوں، جنہیں میں نے اپنا وقت فروخت کیا اور جو وہ مجھے واپس نہیں بیچ سکتے۔ اگر میں یہاں مزید ایک دن ٹھہر گئی، تو مجھے یہاں ایک سال تک رہنا پڑے گا، اور اگر میں مزید ایک سال یہاں ٹھہر گئی تو میں یہاں سے کبھی نہیں جا سکوں گی۔''

میلان نے مدبرانہ انداز کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا کہ جیسے وہ اس کی باتوں کو سمجھتا تھا اور اُن سے اتفاق کرتا تھا، اگرچہ اصل بات یہ تھی کہ وہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ ایسا کرنے سے اس کے لئے کام کرنے والی لڑکیوں پر بڑا اثر پڑے گا۔ وہ اچھا آدمی تھا، تاہم اس نے نہ ہی کوئی دعا دی تھی اور نہ ہی اسے قائل کرنے کی کوشش کی تھی کہ

ماریا غلط کہہ رہی تھی۔

اس نے میلان کا شکریہ ادا کیا اور شیمپین کے ایک گلاس کی فرمائش کی، کیونکہ وہ ایک اور فروٹ جوس کاک ٹیل برداشت نہیں کرسکتی تھی۔ اب وہ شراب پی سکتی تھی کیونکہ وہ اب کام نہیں کررہی تھی۔ میلان نے اسے بتایا کہ اگر اسے کسی بھی چیز کی ضرورت پڑے تو وہ اسے فون کرسکتی تھی، اسے ہمیشہ خوش آمدید کہا جائے گا۔

جب وہ میلان کو ڈرنک کی ادائیگی کرنے لگی تو اس نے کہا کہ اس کے کوئی دام نہیں تھے۔ ماریا جان گئی۔ بہر حال، اس نے اس کلب کو بہت کچھ دیا تھا جس کی قیمت ایک ڈرنک سے کہیں زیادہ تھی۔

ماریا کی ڈائری سے، گھر پہنچنے کے بعد:

مجھے یاد نہیں کہ کب، لیکن حال ہی میں ایک اتوار، میں نے ایک اجتماع میں شرکت کرنے کے لئے ایک چرچ جانے کا فیصلہ کیا۔ کچھ دیر بعد مجھے احساس ہوا کہ میں غلط چرچ میں آ گئی تھی۔ یہ ایک پروٹسٹنٹ چرچ تھا۔

میں جانے ہی والی تھی لیکن پادری اپنے وعظ کا آغاز کرنے والا تھا اور میں نے سوچا کہ اس وقت یہاں سے چلے جانا ایک ناشائستہ حرکت ہوگی، اور یہ ایک حقیقی رحمت تھی کیونکہ اس دن میں نے وہ باتیں سنی تھیں جنہیں سننے کی مجھے اشد ضرورت تھی۔

اس نے کچھ ایسا کہا تھا:

دنیا کی تمام زبانوں میں ایک ضرب المثل مشہور ہے کہ: ''آنکھیں جو چیز نہیں دیکھتیں، دل ان پر رنجیدہ نہیں ہوتا۔'' میں یہ کہوں گی کہ اس میں رتی بھر صداقت نہیں۔ وہ تمام احساسات جنہیں ہم دبانے اور بھلانے کی کوشش کرتے ہیں، وہ ہم سے جتنا دور ہوں وہ ہمارے دل کے اتنا ہی قریب ہوتے ہیں۔ اگر ہم جلاوطن ہوں تو ہم اپنی جائے پیدائش سے متعلقہ ہر یاد کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم اس شخص سے دور ہوں جس سے ہم محبت کرتے ہیں تو راستے سے گزرنے والا ہر شخص ہمیں ان کی یاد دلاتا ہے۔

''انجیل اور تمام مذاہب کی مقدس کتابیں جلاوطنی کی حالت میں خدا کو سمجھنے کی تلاش میں، لوگوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دینے والے عقیدے کی تلاش میں، زمین پر گردش کرنے والی

روحوں کی زیارت کی تلاش میں لکھی گئی ہیں۔ ہمارے آباؤ اجداد نہیں جانتے تھے، جیسے ہم نہیں جانتے کہ خدائی ہماری زندگیوں سے کیا توقع کرتی ہے، اور نہ ہی ہم جان سکتے ہیں، اور اسی شک کی بنا پر کتابیں لکھی جاتی ہیں اور تصاویر بنائی جاتی ہیں کیونکہ ہم یہ بھولنا نہیں چاہتے کہ ہم کون ہیں۔''

کام کے آخری دن میں اس کے پاس گئی اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ میں نے کہا کہ میں ایک اجنبی دیس میں ایک اجنبی تھی، اور میں نے اس بات کی یاددہانی کرانے پر اس کا شکریہ ادا کیا کہ آنکھیں جو نہیں دیکھتیں، دل ان پر رنجیدہ نہیں ہوتا، اور میرا دل نہایت رنجیدہ ہے، کیونکہ آج میں یہاں سے جا رہی ہوں۔

# (29)



اس نے اپنے دوسوٹ کیس اٹھائے اور بیڈ پر رکھ دیئے، وہ ہمیشہ سے وہیں تھے، اور اس دن کا انتظار کررہے تھے جب یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ انہیں تحائف، نئے کپڑوں، برف اور یورپ کے دارالحکومتی شہروں کی تصاویر اور اس خوشگوار دور کی نشانیوں سے بھر دے گی جب وہ دنیا کے محفوظ ترین اور سب سے زیادہ کشادہ دل ملک میں رہی تھی۔ اس کے پاس چند نئے کپڑے اور برف میں لی گئی چند تصاویر تھیں جو ایک دن جنیوا میں گری تھی، لیکن اس کے علاوہ اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں تھی جس کا اس نے تصور کیا تھا۔

وہ بہت سا پیسہ کمانے، زندگی اور خود کو سمجھنے، اپنے والدین کے لئے ایک فارم خریدنے، ایک خاوند کو پانے اور اپنے والدین کو یہ دکھانے کہ وہ کہاں رہتی تھی، کا خواب لے کر یہاں آئی تھی۔ وہ یہاں سے محض اتنا پیسہ کمانے کے بعد، جس سے ان میں سے اس کا صرف ایک خواب پورا ہو سکتا تھا، پہاڑوں کی سیر کئے بغیر اور اس سے بھی بدتر یہ کہ وہ خود کو اجنبی محسوس کرتے ہوئے واپس جا رہی تھی۔

لیکن وہ خوش تھی، وہ جانتی تھی کہ رکنے کا وقت آ چکا تھا۔

ایسا چند لوگ ہی کرتے ہیں۔

اس نے صرف چار مہم جوئیاں کی تھیں___ شراب خانے میں ایک رقاصہ کے طور پر، فرانسیسی زبان سیکھتے ہوئے، بیسوا کے طور پر کام کرتے ہوئے اور ناامیدی کے ساتھ محبت میں گرفتار ہوتے ہوئے۔ ایسے کتنے لوگ ہیں جو ایک سال میں اتنا کچھ کرنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟

وہ اداس ہونے کے باوجود خوش تھی، اور اس اداسی کا ایک نام تھا: یہ جسم فروشی یا سوئٹزرلینڈ یا پیسہ نہیں تھا۔ یہ نام رالف ہارٹ تھا۔ اگرچہ اس نے کبھی بھی دل کی گہرائی سے اس بات کا اعتراف نہیں کیا تھا کہ وہ اس شخص سے شادی کرنا چاہے گی جو اس وقت ایک چرچ میں اس کا انتظار کر رہا تھا اور جو اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا کہ وہ اسے اپنے دوستوں، اپنی تصاویر اور اپنی دنیا سے متعارف کروا سکے۔ چونکہ جہاز کی روانگی کا وقت اگلی صبح پہلے پہر تھا، اس لئے کہ اس کا خیال تھا کہ وہ ایئرپورٹ کے نزدیک ایک کمرے کا بندوبست کرے گا۔ اس کے بعد اس کے ساتھ گزرا ہوا ہر لمحہ مستقبل میں تکلیف بھرا سال ثابت ہوگا، اور اسے اس (ماریا) کے کہے اور اُن کہے الفاظ، اس کے ہاتھوں کے لمس، آواز، محبت بھری حمایت اور کہانیوں کی یاد ستاتی رہے گی۔

اس نے اپنا ایک سوٹ کیس کھولا اور بجلی سے چلنے والی ٹرین کی بوگی نکالی جو رالف نے اسے پہلی رات کے دوران دی تھی۔ اس نے چند منٹ تک اسے دیکھا، پھر اسے رَدّی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔ یہ برازیل جانے کی حقدار نہیں تھی، اور یہ اس بچے کے لئے بے فائدہ اور نامناسب ثابت ہوئی تھی جسے ہمیشہ سے اس کی خواہش تھی۔

نہیں، وہ چرچ نہیں جائے گی۔ وہ غالباً اس سے اگلے دن کے متعلق پوچھے گا اور اگر ماریا نے ایمانداری سے کام لیا اور اسے بتا دیا کہ وہ جا رہی تھی، تو وہ اسے رکنے کی درخواست کرے گا اور سب کچھ دینے کا وعدہ کرے گا تاکہ وہ اس لمحے اسے کھو نہ دے۔ وہ اس محبت کا کھل کر اظہار کرے گا جس کا اظہار، وہ اس وقت کر چکا تھا جب انہوں نے اکٹھے وقت گزارا تھا۔ لیکن ان کا تعلق آزادی پر مبنی تھا اور کسی اور قسم کا تعلق زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکے گا۔ شاید یہ واحد وجہ تھی کہ وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انہیں ایک دوسرے کی ضرورت نہیں تھی۔ مرد ہمیشہ اس وقت خوف محسوس کرتے ہیں جب کوئی عورت یہ کہتی ہے: ''مجھے تمہاری ضرورت ہے۔'' اور ماریا اپنے ساتھ ایک ایسے رالف ہارٹ کا تصور لے کر جانا چاہتی تھی جو اس سے شدید محبت کرتا تھا اور وہ مکمل طور پر اس کا تھا اور اس کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔

اس کے پاس اب بھی یہ فیصلہ کرنے کا وقت تھا کہ وہ اس سے ملنے جائے یا نہیں۔ اس وقت

اسے عملی معاملات پر توجہ مرکوز رکھنی چاہیے تھی۔ اس نے وہ تمام چیزیں دیکھیں جو وہ سوٹ کیس میں نہیں رکھ سکی تھی اور جن کے بارے میں اسے کچھ اندازہ نہیں تھا کہ ان کا کیا کیا جائے۔ اس نے فیصلہ کیا کہ جب مالک اپارٹمنٹ کا معائنہ کرنے آئے گا اور دیکھے گا کہ کچن کا سارا سامان، بازار سے خریدی گئی استعمال شدہ تصاویر، تولیے اور بیڈشیٹ وہیں موجود تھیں تو وہ ان چیزوں کی قسمت کا فیصلہ کرے گا۔ وہ ان میں سے کوئی بھی چیز اپنے ساتھ برازیل نہیں لے جا سکتی تھی۔ اگرچہ کسی بھی سوئس فقیر سے زیادہ ماریا کے والدین کو ان کی زیادہ ضرورت تھی، وہ اسے ہمیشہ ان چیزوں کی یاد دلائیں گے جنہیں اس نے داؤ پر لگایا تھا۔

وہ اپارٹمنٹ سے نکلی اور وہاں سے بنک گئی اور اپنا سارا پیسہ نکلوانے کی درخواست کی۔ بنک کا منیجر جو ماضی میں اس کے ساتھ ہم بستری کر چکا تھا، نے اس سے کہا کہ چونکہ اس کے جمع شدہ فرانک سے اسے مسلسل منافع ملتا رہے گا اور وہ برازیل میں رہ کر یہ منافع وصول کر سکتی تھی اس لئے یہ کسی بھی طرح سے ایک اچھا فیصلہ نہیں تھا۔ اس کے علاوہ اگر کسی نے اسے لوٹ لیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کی کئی ماہ کی محنت ضائع ہو جائے گی۔ ماریا ایک لمحے کے لئے ہچکچائی اور سوچنے لگی، جیسا کہ وہ ہر بار کیا کرتی تھی کہ وہ واقعی اس کی مدد کرنا چاہ رہا تھا۔

تاہم کچھ دیر غور و فکر کرنے کے بعد اس نے حتمی طور پر فیصلہ کیا کہ اس رقم کا مقصد اس کے ذریعے مزید پیسہ کمانا نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد ایک فارم، اپنے والدین کے لئے ایک گھر اور چند مویشی خریدنا تھا۔

اس نے بنک سے ایک ایک پائی نکلوائی، اسے اپنے بیگ میں رکھا جو کہ وہ خصوصی طور پر اسی مقصد کے لئے اپنے ہمراہ لائی تھی اور اسے اپنے کپڑوں کے نیچے ایک بیلٹ کے ساتھ باندھ لیا۔

پھر وہ یہ دعا کرتے ہوئے ٹریول ایجنسی گئی کہ اس میں اپنے فیصلے پر قائم رہنے کی ہمت ہو۔ جب اس نے کہا کہ وہ کسی اور پرواز کے ذریعے سفر کرنا چاہتی تھی تو اسے بتایا گیا کہ اگر وہ کل کی پرواز سے گئی تو اسے پیرس میں جہاز بدلنا پڑے گا۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ محض یہ چاہتی تھی کہ اس سے پہلے کہ اس کے ذہن میں دیگر خیالات آئیں، اسے یہاں سے

بہت دور چلے جانا چاہئے۔

وہ ایک پل پر چہل قدمی کرنے لگی اور ایک آئس کریم خریدی، اگرچہ موسم ایک دفعہ پھر سرد ہونے لگا تھا، اور اس نے جنیوا پر آخری نظر ڈالی۔ اسے سب کچھ مختلف لگ رہا تھا، جیسے کہ وہ کچھ ہی دیر قبل یہاں پہنچی تھی اور اسے عجائب گھروں، جدید طرز کے بار اور ریستورانوں کا دورہ کرنا چاہئے تھا۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ جب آپ کسی شہر میں رہتے ہیں تو آپ اسے جاننے میں ہمیشہ دیر کر دیتے ہیں اور عام طور پر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپ اسے کبھی بھی جان نہیں پاتے۔

اس نے سوچا تھا کہ جب وہ گھر واپس جا رہی ہو گی تو وہ خود کو خوش محسوس کرے گی لیکن وہ خوش نہیں تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ اداس ہو جائے گی کیونکہ وہ اس شہر کو چھوڑ کر جا رہی تھی جو اس کے ساتھ عمدہ طریقے سے پیش آیا تھا، لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ اس وقت وہ محض چند آنسو ہی بہا سکتی تھی، اور ایک ذہین نوجوان عورت، جس کے پاس ہر وہ چیز تھی جس کی اسے تمنا تھی لیکن جو غلط فیصلے کرنے کا رجحان رکھتی تھی، اس وقت خود سے خوفزدہ تھی۔ اس نے محض یہ اُمید کی کہ اس بار اس کا فیصلہ صحیح تھا۔

# ساچشت لبزانکی دیوان
# (30)

جب وہ گرجا گھر میں داخل ہوئی تو یہ مکمل طور پر خالی تھا اور وہ خاموشی سے رنگ دار شیشے سے بنی ہوئی اس دلفریب کھڑکی کا جائزہ لے سکتی تھی، جو باہر سے آنے والی روشنی، جو کہ گزشتہ رات آنے والے طوفان کے باعث شفاف ہوگئی تھی، کی وجہ سے منور تھی۔ اس کے سامنے ایک خالی صلیب ایستادہ تھی۔ اس کا سامنا ایک اذیت کے آلہ کار اور ایک مرتے ہوئے شخص کے خون آلود جسم سے نہیں بلکہ دوبارہ زندہ ہونے کی ایک علامت سے ہوا تھا، جس میں اذیت کا آلہء کار اپنا مفہوم، اپنا خوف اور اپنی اہمیت کھو چکا تھا۔ اس نے اس چابک اور اس طوفانی رات کو یاد کیا، اور یہاں بھی وہی معاملہ تھا۔

''خدایا، یہ میں کیا کہہ رہی ہوں؟''

وہ اذیت برداشت کرتے ہوئے ولیوں جن کے جسم خون کے دھبوں اور زخموں سے بھرے ہوئے تھے، کی تصاویر نہ دیکھنے پر خوش بھی تھی۔ یہ فقط ایک ایسی جگہ تھی جہاں لوگ ایک ایسی چیز کی عبادت کرنے کے لئے جمع ہوتے تھے جسے وہ سمجھنے سے قاصر تھے۔

وہ ظرف عشائے ربانی کے سامنے کھڑی تھی جس میں اس یسوع کا مجسمہ پڑا ہوا تھا جسے وہ اب بھی مانتی تھی، تاہم اس نے کافی عرصے سے اس کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ وہ گھٹنوں کے بل جھکی اور اس نے خدا، کنواری مریم، یسوع اور تمام ولیوں سے وعدہ کیا کہ اس دن چاہے کچھ بھی ہو جائے، وہ اپنا ارادہ تبدیل نہیں کرے گی اور وہ بہر صورت یہاں سے چلی جائے گی۔ اس نے یہ وعدہ اس لئے کیا تھا کہ وہ محبت کے پھندوں سے واقف تھی اور وہ جانتی تھی کہ وہ کتنی جلدی ایک عورت کے ذہن کو تبدیل کر سکتے تھے۔

اس سے کچھ دیر بعد اس نے اپنے کندھے پر ایک ہاتھ کا لمس محسوس کیا اور اس نے اپنے سر کو

کچھ اس طرح سے ایک طرف جھکایا کہ اس کا چہرہ اس ہاتھ پر ٹھہر گیا۔

''تم کیسی ہو؟''

''میں ٹھیک ہوں''، ماریا نے ایسے لہجے میں کہا جس میں پریشانی کا شائبہ تک نہ تھا۔''میں ٹھیک ہوں''، آؤ کہیں چل کر کافی پیتے ہیں۔

وہ ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر گرجا گھر سے چلے گئے، جیسے کہ وہ دو چاہنے والے تھے جو کافی عرصہ بعد دوبارہ مل رہے تھے۔ انہوں نے سرعام ایک دوسرے کے بوسے لئے اور چند لوگوں نے انہیں مجروح کر دینے والی نظروں سے دیکھا، لیکن وہ اس بے چینی پر مسکرا دیئے جس کا وہ سبب بن رہے تھے اور ان خواہشات پر مسکرا دیئے جو وہ اپنے بے ہودہ طرزِ عمل کے ذریعے لوگوں میں جگا رہے تھے کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ ان لوگوں کی خواہش تھی کہ وہ بھی ایسا کر سکیں۔ یہ ایک حقیقی سکینڈل تھا۔

وہ ایک کیفے میں گئے جو دیگر تمام کیفے جیسا ہی تھا، لیکن اس دوپہر یہ مختلف تھا کیونکہ وہ وہاں اکٹھے بیٹھے تھے اور کیونکہ وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ وہ جنیوا، فرانسیسی زبان کی مشکلات، گرجا گھر کی مختلف رنگوں کے شیشے والی کھڑکی، اور تمباکو نوشی کے نقصانات (وہ دونوں ہی تمباکو نوشی کرتے تھے اور ان کا اسے ترک کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا) کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔

کاریا نے کافی کا بل ادا کرنے پر اصرار کیا اور رالف نے اس کی بات مان لی۔

وہ نمائش میں گئے اور رالف نے اسے اپنی دنیا، مثال کے طور پر مصوروں، ان امیر لوگوں جو دیکھنے میں زیادہ امیر دکھائی دیتے تھے، ان کروڑ پتی لوگوں، جو کہ غریب دکھائی دیتے تھے، اور ان لوگوں سے متعارف کروایا جو ایسی چیزوں کے متعلق گفتگو کر رہے تھے جس کے بارے میں اس نے کبھی سنا بھی نہیں تھا۔ ان سب نے ماریا کو پسند کیا اور اس کی فرانسیسی کی تعریف کی۔ انہوں نے ماریا سے کارنیول، فٹ بال اور برازیلی موسیقی کے بارے میں پوچھا۔ وہ سب نہایت نفیس، مہذب اور پُرکشش لوگ تھے۔

جب وہ وہاں سے نکلے تو رالف نے اس سے کہا کہ آج رات وہ اس سے ملنے کے لئے کلب آئے گا۔ ماریا نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا کہ آج اسے چھٹی تھی اور وہ اسے شام

کے کھانے پر مدعو کرنا چاہے گی۔

اس نے ماریا کی دعوت قبول کر لی، اور انہوں نے ایک دوسرے کو خدا حافظ کہا اور یہ طے کیا کہ وہ پہلے ماریا کے گھر پر ملیں گے اور اس کے بعد وہ شام کے کھانے کے لئے اسی دلکش ریستوران جائیں گے جو کہ کولون میں ایک چھوٹی سی شاہراہ پر واقع تھا جہاں سے وہ کئی مرتبہ گزر چکے تھے اور جہاں ماریا ہمیشہ رکنا چاہتی تھی لیکن اس نے کبھی کہا نہیں تھا۔

ماریا نے اپنی ایک دوست کو یاد کیا اور اس نے لائبریری جانے کا فیصلہ کیا تا کہ وہ اسے بتا سکے کہ وہ واپس نہیں آئے گی۔

وہ ٹریفک میں پھنس گئی اور اسے لگتا تھا کہ جیسے یہ کبھی بھی نہیں کھلے گی تاوقتیکہ کردوں نے (ایک مرتبہ پھر) اپنا احتجاج ختم کر دیا اور ایک مرتبہ پھر کاریں حرکت کر سکتی تھیں۔ اب، اگر چہ وہ اپنے وقت کی خود مالک تھی اس لئے اسے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

جب وہ لائبریری پہنچی تو وہ بند ہونے والی تھی۔

''اگر میں ذاتیات پر اتر آؤں تو مجھے معاف کر دینا، لیکن میری کوئی خاتون دوست نہیں جس کے ساتھ میں چند مخصوص چیزوں کے بارے میں گفتگو کر سکوں۔''

ماریا کے اندر داخل ہونے کے بعد لائبریری کی منتظم نے کہا۔

اس کی کوئی خواتین دوست نہیں تھیں؟ ایک ہی جگہ ساری زندگی گزار دینے کے بعد اور کام کے دوران ہر قسم کے لوگوں سے ملنے کے بعد کیا واقعی اس کا کوئی نہیں تھا جس کے ساتھ وہ بات کر سکے؟ ماریا کو اپنے جیسا یا بلکہ ہر ایک کے جیسا ایک فرد مل گیا تھا۔

''میں نے بظر کے بارے میں جو کچھ پڑھا تھا میں اس کے متعلق سوچ رہی تھی۔''

کیا وہ کبھی کسی اور چیز کے بارے میں نہیں سوچتی تھی!

''اگر چہ میں اپنے خاوند کے ساتھ مباشرت کرتے ہوئے لطف اندوز ہوتی تھی تاہم مجھے انتہائے لذت کے مقام تک پہنچنا ہمیشہ مشکل لگتا تھا۔ تمہارے خیال میں یہ ایک عام بات ہے؟''

''کیا تمہارے خیال میں کردوں کے روز روز کے احتجاج عام بات ہے؟''

کیا یہ عام بات ہے کہ محبت میں مبتلا خواتین اپنے دلکش شہزادے کو چھوڑ کر چلی جاتی ہیں! کہ لوگ محبت کی بجائے فارم کے متعلق خواب دیکھتے ہیں؟ اور یہ عام بات ہے کہ خواتین اور مرد اپنا

وقت بیچتے ہیں مگر وہ اسے دوبارہ کبھی نہیں خرید سکتے ؟ اور اس کے باوجود یہ سب کچھ ہوتا ہے، اس لئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میں کس چیز کو مانتی ہوں اور کس چیز کو نہیں، یہ سب عام باتیں ہیں۔ وہ سب کچھ جو فطرت کے خلاف ہے، ہماری انتہائی دلی خواہشات کے خلاف ہے، وہ ہماری نظروں میں ایک عام بات ہے، اگر چہ یہ خدا کی نظر میں گمراہی ہے۔ ہم خود اپنے لئے جہنم کی خواہش کرتے ہیں، ہم اسے تعمیر کرنے میں ایک ہزار سال گزار دیتے ہیں، اب ہم بدترین طریقے سے زندگی گزارنے کے قابل ہیں۔

ماریا نے اپنے سامنے کھڑی ہوئی خاتون کی طرف دیکھا، اس نے پہلی مرتبہ اس سے پوچھا کہ اس کا نام کیا تھا (وہ صرف اس کا عرفی نام جانتی تھی)۔ اس کا نام ہائیڈی تھا، وہ تیس برس تک شادی شدہ رہی تھی اور اس عرصے کے دوران اس نے کبھی بھی___ کبھی بھی، خود سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ کیا اپنے خاوند کے ساتھ مباشرت کے دوران انتہائے لذت کے مقام تک نہ پہنچنا ایک عام بات تھی۔

''میں نہیں جانتی کہ مجھے وہ سب کچھ پڑھنا چاہئے تھا یا نہیں!''

شاید بے خبری میں اور اس بات کو مانتے ہوئے ہی زندگی گزارنا بہتر تھا کہ ایک وفادار خاوند، ایک اپارٹمنٹ جہاں سے جھیل کا منظر دکھائی دیتا ہو، تین بچے اور کسی سرکاری شعبے میں ملازمت ہی وہ سب کچھ تھا جس کی کوئی عورت توقع کر سکتی تھی۔ میں نے پہلی کتاب پڑھی اور میں وہم میں مبتلا ہو گئی کہ میری زندگی کیا ہو گئی ہے۔ کیا ہر کوئی ایسا ہے؟

''میں تمہیں اس بات کی ضمانت دے سکتی ہوں کہ وہ ایسے ہی ہیں۔'' اور ماریا نے اس عورت کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے، جو کہ اس سے مشورہ لے رہی تھی، خود کو نہایت عقلمند محسوس کیا۔

''کیا تم تفصیلات جاننا چاہو گی؟''

ماریا نے اثبات میں سر ہلایا۔

''تم یقیناً ان باتوں کو سمجھنے کے لئے ابھی بہت چھوٹی ہو، لیکن میں تمہیں اپنی زندگی کے متعلق کچھ بتانا چاہوں گی تاکہ تم وہ غلطیاں نہ کرو جو میں نے کی تھیں۔''

''لیکن ایسا کیوں تھا کہ میرے خاوند نے کبھی بھی میرے بظر پر توجہ نہیں دی تھی؟ اس کا

خیال تھا کہ انتہائے لذت کا تعلق اندام نہانی سے تھا، اور مجھے کسی ایسی چیز کا بہانہ کرنا بہت مشکل لگتا تھا جس کے بارے میں اس کا خیال تھا کہ میں واقعی وہی محسوس کر رہی تھی۔ یقیناً مجھے لذت کا احساس ہوتا تھا، لیکن یہ ایک مختلف قسم کی لذت تھی۔ ایسا محض اس وقت ہوتا تھا جب وہ بالائی حصے کو چھوتا تھا............تم جانتی ہو میرا کیا مطلب ہے؟''

''میں جانتی ہوں۔''

''اور مجھے اب پتہ چلا ہے کہ یہ وہاں کیوں ہے''، اس نے اپنی میز پر پڑی ہوئی ایک کتاب کی جانب اشارہ کیا، جس کا عنوان ماریا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

''وہاں بہت سے عصبی ریشے ہیں جو بظر کو جی سپاٹ سے جوڑتے ہیں اور جو انتہائے لذت کے لئے ناگزیر ہیں۔ کیا تم جانتی ہو کہ یہ جی سپاٹ کیا ہے؟''

''ہاں ہم نے اس دن اس کے بارے میں گفتگو کی تھی''، ماریا نے ایک معصوم لڑکی کا کردار ادا کرتے ہوئے کہا۔ ''جیسے ہی آپ اندر داخل ہوں، پہلی منزل کی عقبی کھڑکی کی طرف۔''

''بالکل درست!'' اور لائبریری کی منتظم کی آ[illegible] چمکنے لگیں۔ تمہارے کتنے مرد دوست ہوں گے جنہوں نے اس کے متعلق کچھ سنا ہوگا۔ کوئی بھی نہیں! یہ مضحکہ خیز ہے۔ لیکن جیسے ایک اطالوی نے بظر کو دریافت کیا تھا، اسی طرح جی سپاٹ بیسویں صدی میں دریافت ہوئی تھی۔ بہت جلد یہ شہ سرخیوں میں ہوگی اور پھر کوئی بھی اسے زیادہ عرصے تک نظر انداز نہیں کر سکے گا! کیا تمہیں اندازہ ہے کہ ہم کتنے انقلابی دور میں رہ رہے ہیں؟''

ماریا نے اپنی گھڑی پر نظر ڈالی، اور ہائیڈی کو احساس ہوا کہ اسے جلدی سے اپنی بات مکمل کرنا ہوگی تاکہ اس خوبصورت نوجوان عورت کو کچھ سکھایا جا سکے کہ تمام عورتوں کو خوش اور مطمئن رہنے کا حق ہے اور اگلی نسل کو ان تمام غیر معمولی سائنسی ایجادات سے استفادہ حاصل کرنا چاہئے۔

''ڈاکٹر فرائیڈ اس بات سے اتفاق نہیں کرتا تھا کیونکہ وہ عورت نہیں تھا اور چونکہ اسے انتہائے لذت کا تجربہ اپ[illegible] کے ذریعے ہوا تھا اس لئے اس نے محسوس کیا کہ خواتین بھی اپنی اندام نہانی کے ذریعے لذت محسوس کرتی ہوں گی، ہمیں بنیادی چیزوں اور ان چیزوں پر توجہ دینا ہوگی جس نے ہمیشہ ہمیں لذت پہنچائی ہے، مثال کے طور پر بظر اور جی سپاٹ! بہت کم خواتین ایک تسلی بخش جنسی تعلق سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ لہٰذا اگر تمہیں وہ لذت حاصل کرنے میں مشکل

کا سامنا ہے جس کی تم مستحق ہو، تو میں تمہیں ایک مشورہ دینا چاہوں گی: اپنا انداز بدل لو۔ اپنے آشنا کو لیٹنے کو کہو اور تم اس کے اوپر بیٹھ جاؤ، تمہارا بظر اس کے جسم کے ساتھ زیادہ شدت سے ٹکرائے گا اور تمہیں تمہارا مطلوبہ محرک حاصل ہو جائے گا، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ جس کی تم مستحق ہو۔''

اس دوران ماریا محض یہ ظاہر کر رہی تھی کہ وہ اس گفتگو پر توجہ نہیں دے رہی تھی۔ پس وہ اکیلی ہی ایسی نہیں تھی! اسے کوئی جنسی مسئلہ درپیش نہیں تھا، سارا سوال تشریحِ اعضاء کا تھا! وہ لائبریری کی منتظم کا بوسہ لینا چاہتی تھی، جیسے کہ اس کے دل سے ایک بھاری بوجھ اُتر گیا ہو۔ کتنا اچھا ہوتا اگر یہ بات اسے اس وقت معلوم ہوتی جب وہ جوان تھی! آج کا دن کس قدر ناقابل یقین تھا۔ ہائیڈی ایک سازشی انداز سے مسکرائی۔

''شاید وہ یہ نہ جانتے ہوں، مگر خواتین بھی ایستادگی عضو کے تجربے سے گزرتی ہیں۔ بظر ایستادہ ہو جاتا ہے!

''وہ'' سے مراد غالباً مرد تھے۔ چونکہ یہ ایک انتہائی بے تکلف گفتگو تھی اس لئے ماریا نے ایک سوال پوچھنے کا فیصلہ کیا:

''کیا کبھی تمہارا کسی مرد سے تعلق رہا ہے؟''

''لائبریری کی منتظم بدحواس دکھائی دیتی تھی۔ اس کی آنکھوں سے ایک قسم کی مقدس آگ خارج ہو رہی تھی اور چہرہ سرخ ہو رہا تھا، اگرچہ یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ ایسا غصے کی وجہ سے تھا یا شرم کی وجہ سے۔ اگرچہ کچھ دیر بعد سچ بولنے یا بہانہ کرنے کے بیچ جاری کشمکش ختم ہوگئی۔ اس نے محض موضوع تبدیل کر دیا۔

''ہم اپنی ایستادگی عضو اور بظر کی طرف واپس آتے ہیں، کیا تم جانتی ہو کہ یہ سخت ہو جاتی تھی؟''

''ہاں، میں یہ تب سے جانتی تھی جب میں ایک بچی تھی۔''

ہائیڈی مایوس دکھائی دیتی تھی۔ شاید اس نے کبھی اس پر توجہ نہیں دی تھی۔ اس کے باوجود اس نے اپنی بات جاری رکھنے کا فیصلہ کیا:

''بہرحال، اگر تم اس کے سروں کو چھوئے بغیر اپنی انگلی اس کے اردگرد گردش دو تو تم کہیں زیادہ لذت حاصل کر سکتی ہو۔ لہٰذا اس بات کا خیال رکھو! وہ مرد جو خواتین کے جسم کا احترام کرتے ہیں، وہ

فوری طور پر ان ہیروں کو چھوتے ہیں، کیونکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ بعض اوقات یہ کافی تکلیف دہ ہو سکتا ہے، کیا تم اس بات سے اتفاق نہیں کرتی؟ لہٰذا پہلی یا دوسری ملاقات کے بعد صورت حال کا کنٹرول سنبھال لو: اس کے اوپر بیٹھ جاؤ۔ یہ فیصلہ کرو کہ دباؤ کا اطلاق کب کیا جائے، اور صورتحال کے مطابق رفتار میں اضافہ یا کمی کرو۔ اس کتاب کے مطابق جو میں پڑھ رہی ہوں، اس موضوع کے بارے میں واضح گفتگو بھی مفید ثابت ہو سکتی ہے۔''

''کیا کبھی تم نے اپنے خاوند کے ساتھ کبھی کھل کر گفتگو کی ہے؟''

ایک مرتبہ پھر ہائیڈی نے یہ کہتے ہوئے اس براہ راست سوال کو نظر انداز کر دیا کہ اس وقت حالات مختلف تھے۔ اب وہ اپنے دانشورانہ تجربات میں کسی کو شریک کرنے میں زیادہ دلچسپی رکھتی تھی۔

''اپنے ہیلر کو گھڑی کی سوئیاں تصور کرنے کی کوشش کرو اور اپنے ساتھی سے کہو کہ وہ اسے گیارہ اور ایک کے درمیان آگے پیچھے حرکت دے، تم سمجھ رہی ہو۔''

ہاں، وہ جانتی تھی کہ وہ عورت کس چیز کے بارے میں گفتگو کر رہی تھی اور وہ اس سے پوری طرح متفق نہیں تھی، اگرچہ یہ حقیقت سے زیادہ دور نہیں تھی۔ تاہم جیسے ہی اس نے لفظ ''گھڑی'' کا ذکر کیا تو ماریا نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا اور اسے بتایا کہ دراصل وہ خدا حافظ کہنے آئی تھی اور اس کی ملازمت ختم ہو چکی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ شاید اس عورت نے ماریا کی بات نہیں سنی تھی۔

''کیا تم ہیلر سے متعلقہ یہ کتاب اُدھار لینا چاہو گی؟''

''نہیں۔ شکریہ، اس وقت میرے پاس سوچنے کے لئے اور بہت کچھ ہے۔''

''اور تم کوئی بھی کتاب اُدھار نہیں لینا چاہتی؟''

''نہیں میں اپنے ملک واپس جا رہی ہوں۔ مگر تم ہمیشہ جس احترام سے میرے ساتھ پیش آئی ہو میں اس کے لئے تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ شاید ہم کبھی دوبارہ ملیں گے۔''

انہوں نے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا اور ایک دوسرے کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

# (31)
# ساچشت لبرانکی دیوان

ہائیڈی نے اس وقت تک انتظار کیا جب تک ماریا وہاں سے چلی نہ گئی، پھر اس نے میز پر زور سے ہاتھ مارا، معاملات جس طریقے سے چل رہے تھے، جو کہ غالباً اس کے ساتھ قبر میں جائیں گے، اس نے اس کے بارے میں کسی کو بتانے کا موقع ہاتھ سے کیوں جانے دیا تھا؟ چونکہ اس لڑکی میں یہ پوچھنے کی جرات تھی کہ کیا اس نے کبھی اپنے خاوند کے ساتھ بے وفائی کی تھی، اور جبکہ وہ ایک ایسی دنیا سے واقف ہو رہی تھی جس میں بالآخر وہ یہ تسلیم کر رہی تھیں کہ اندام نہانی کے ذریعے انتہائے لذت کا حصول کس قدر مشکل تھا، تو پھر اس نے اس سوال کا جواب کیوں نہیں دیا تھا؟

''خیر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دنیا میں محض سیکس ہی سب کچھ نہیں ہے۔'' نہیں، یہ دنیا کی اہم ترین چیز نہیں تھی، لیکن پھر بھی یہ بہت اہم تھی۔ اس نے اپنے اردگرد نظر دوڑائی، اس کے چاروں اطراف میں جو ہزاروں کتابیں پڑی ہوئی تھیں ان میں سے زیادہ تر کا تعلق عشقیہ داستانوں سے تھا۔ یہ سب ایک جیسی تھیں: مرد اور عورت ایک دوسرے سے ملتے ہیں، انہیں محبت ہو جاتی ہے، ایک دوسرے کو کھو دیتے ہیں اور پھر دوبارہ ایک دوسرے کو پا لیتے ہیں۔ ان کتابوں میں ایک دوسرے سے باتیں کرنے والی روحوں، دور افتادہ مقامات، مہم جوئی، تکالیف اور پریشانیوں کا ذکر ملتا ہے لیکن ایسا کوئی شاذ و نادر ہی کہتا ہے کہ: ''معاف کیجئے جناب، لیکن آپ عورت کے جسم کے بارے میں آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟'' کتابوں میں اس موضوع کے متعلق کھل کر بات کیوں نہیں کی جاتی؟

شاید لوگ اس میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ مرد ہمیشہ نئی چیز کی تلاش میں ہی جائیں گے۔ وہ اب بھی غاروں میں رہنے والے شکاری تھے اور وہ اب بھی نوع انسانی کی تولیدی جبلت کی اطاعت کر رہے تھے۔ اور خواتین کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اس کے ذاتی تجربے کے

مطابق کسی ساتھی کے ساتھ انتہائے لذت کے مقام تک پہنچنے کی خواہش محض پہلے چند سال قائم رہتی ہے، اس کے بعد انتہائے لذت کے تسلسل میں کمی واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے، لیکن کوئی اس کے متعلق بات نہیں کرتا تھا کیونکہ ہر عورت یہ سوچتی تھی کہ یہ محض اس کا مسئلہ تھا، اور اسی وجہ سے وہ یہ بہانہ کرتے ہوئے جھوٹ بولتی تھیں کہ انہیں اپنے خاوند کی ہر رات مباشرت کی خواہش کو جارحانہ بنانے کا پتہ چل گیا تھا۔

وہ دوسری چیزوں مثال کے طور پر بچوں، کھانے پکانے، اوقات کار، گھر کے کام کاج، واجب الادا بلوں، اپنے شوہروں کے معاشقوں، جنہیں وہ برداشت کرتی تھیں، بیرون ملک چھٹیاں گزارنے جس کے دوران وہ خود کی نسبت اپنے بچوں کے بارے میں زیادہ فکرمند رہتی تھیں، اپنی سازشوں یا محبت کے بارے میں سوچنے لگتی تھیں، لیکن سیکس کے بارے میں بالکل نہیں۔

اسے اس نوجوان برازیلی نوجوان عورت کے ساتھ زیادہ صاف گو ہونا چاہیے تھا جو اسے ایک معصوم مخلوق لگتی تھی، جس کی عمر اتنی تھی کہ وہ اس کی بیٹی ہو سکتی تھی، اور جو ابھی تک یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ یہ دنیا کس قسم کی تھی۔ ایک تارکِ وطن، اپنے گھر سے دور، ایک اُکتا دینے والے کام میں سخت محنت کر رہی تھی۔ اس شخص کا انتظار کر رہی تھی جس سے وہ شادی کر سکے اور جس کے ساتھ وہ انتہائے لذت کے مقام تک پہنچنے کا بہانہ کر سکے، تحفظ پا سکے، اس پُراسرار نوع انسانی کی نسل بڑھائے اور اس کے بعد ان تمام چیزوں مثال کے طور پر انتہائے لذت، بظر اور جی سپاٹ (جو محض بیسویں صدی میں دریافت ہوا تھا) کے متعلق سب کچھ بھول جائے۔ ایک اچھی بیوی اور اچھی ماں ہونے کے ناطے اس بات کو یقینی بنانا کہ گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں تھی، کبھی کبھار ان مردوں کے بارے میں سوچتے ہوئے خلوت میں مشت زنی کرنا جو گلی میں اس کے قریب سے گزرے تھے اور اسے دیر تک دیکھتے رہے تھے۔ جھوٹی شان و شوکت کا اظہار کرنا ___ یہ دنیا ظاہر پن کے بارے میں اتنی فکرمند کیوں تھی؟

یہی وجہ تھی کہ اس نے ماریا کے اس سوال کا جواب نہیں دیا تھا کہ: ''کیا کبھی تمہارا کسی کے ساتھ معاشقہ رہا ہے؟''

یہ سب چیزیں آپ کے ساتھ قبر میں جاتی ہیں، اس نے سوچا۔ اس کی زندگی میں جو واحد

شخص آیا تھا وہ اس کا خاوند تھا، تاہم سیکس اب دور افتادہ ماضی کی ایک چیز تھی۔ وہ ایک بہترین ساتھی ثابت ہوا تھا۔ ایماندار، فراخ دل اور خوش مزاج، اور اس نے اپنے اہل خانہ کی اچھی پرورش کرنے اور اپنے ساتھ کام کرنے والے لوگوں کو خوش رکھنے کی پوری کوشش کی تھی۔ وہ ایک مثالی شوہر تھا جس کا تمام خواتین خواب دیکھتی ہیں اور یہی وجہ تھی کہ جب وہ کسی دن کسی اور مرد کے بارے میں سوچتی تھی تو وہ برا محسوس کرتی تھی۔

اسے یاد آیا کہ وہ کس طرح ملے تھے۔ وہ ڈاووس (Davos) کے چھوٹے سے پہاڑی قصبے سے واپس آ رہی تھی، جب برفانی تودے گرنے کی وجہ سے تمام ٹرینوں کی آمدورفت معطل ہو گئی تھی۔ اس نے اپنے گھر فون کیا تھا تاکہ وہ پریشان نہ ہوں، پھر اس نے چند رسالے خریدے تھے اور ریلوے سٹیشن پر طویل عرصے تک انتظار کرنے کے لئے تیار ہو گئی تھی۔

یہی وہ وقت تھا جب اس نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص پر توجہ دی تھی جو اپنے بیگ اور سلیپنگ بیگ کے ہمراہ بیٹھا تھا۔ اس کے بال سفید ہو رہے تھے اور اس کی جلد دھوپ کی وجہ سے جل چکی تھی اور سٹیشن پر وہ واحد شخص تھا جو ٹرینوں کی عدم موجودگی پر فکر مند دکھائی نہیں دیتا تھا، اس کے برعکس وہ مسکرا رہا تھا اور کسی ایسے شخص کو تلاش کر رہا تھا جس کے ساتھ وہ گفتگو کر سکے۔ ہائیڈی نے ایک رسالہ کھولا لیکن (آہ، زندگی کا خوبصورت بھید) اس کی آنکھیں اس شخص کی آنکھوں سے چار ہونے لگیں اور وہ اس کی نظروں سے اجتناب کرنے کے لئے دوسری جانب دیکھنے میں عجلت کا مظاہرہ نہیں کر سکی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ اس شخص کو شائستگی سے یہ کہتی کہ اسے ایک نہایت اہم مضمون ختم کرنا تھا، وہ شخص اس کے ساتھ گفتگو کا آغاز کر چکا تھا۔ اس شخص نے بتایا کہ وہ ایک مصنف تھا اور وہ ڈاووس میں ایک میٹنگ میں شرکت کرنے کے بعد واپس لوٹ رہا تھا اور اس تاخیر کا مطلب یہ ہو گا کہ اس کی گھر واپسی کی پرواز چھوٹ جائے گی۔ جب وہ جنیوا پہنچیں گے تو کیا وہ کوئی ہوٹل تلاش کرنے میں اس کی مدد کرے گی؟

ہائیڈی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ایک جہاز چھوٹ جانے اور ٹرین سٹیشن پر کئی گھنٹے انتظار کرنے پر کوئی اتنا ہشاش بشاش کیسے ہو سکتا تھا؟

وہ شخص اس کے ساتھ ایسے گفتگو کرنے لگا تھا کہ جیسے وہ پرانے دوست تھے۔ اس نے اسے

اپنی سیاحتوں، ادبی تخلیق کی پُر اسراریت اور ان تمام خواتین کے بارے میں بتایا جنہیں وہ جانتا تھا اور جن کے ساتھ اس نے محبت کی تھی، جو کہ ہائیڈی کے لئے ایک خوفناک بات تھی۔

ہائیڈی نے محض اثبات میں سر ہلایا اور اسے بولنے دیا۔ وہ کبھی کبھار وہ بہت زیادہ بولنے پر اس سے معذرت کرے گا اور اسے اپنے بارے میں بتانے کو کہے گا، مگر وہ بس اتنا ہی کہہ سکتی تھی کہ: ''اوہ، میں محض ایک معمولی سی فرد ہوں، مجھ میں ایسی کوئی خاص بات نہیں۔''

اچانک، وہ یہ امید کرنے لگی کہ ٹرین کبھی نہ آئے۔ ان کے بیچ ہونے والی گفتگو نہایت دلچسپ تھی۔ وہ ایسی چیزوں سے واقف ہو رہی تھی جن سے اس کا سامنا افسانوں میں ہوا تھا، اور چونکہ وہ اس سے دوبارہ کبھی نہیں ملے گی، اس نے ہمت سے کام لیا اور اس سے ان موضوعات کے متعلق پوچھنے لگی جو اس کے لئے خاص دلچسپی کے حامل تھے۔ ہائیڈی کی شادی ایک مشکل دور سے گزر رہی تھی، اور ہائیڈ یہ جاننا چاہتی تھی کہ وہ اپنے خاوند کو خوش رکھنے کے لئے کیا کر سکتی تھی۔ اس شخص نے اسے چند دلچسپ توضیحات پیش کیں اور اسے ایک کہانی سنائی لیکن وہ اس کے خاوند کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے زیادہ پُر اطمینان دکھائی نہیں دیتا تھا۔

''تم بہت دلچسپ عورت ہو''، اس نے کہا، ایسا اسے کئی سالوں سے کسی نے بھی نہیں کہا تھا۔

ہائیڈی نہیں جانتی تھی کہ وہ اپنے ردِ عمل کا اظہار کیسے کرے۔ اس شخص نے اس کی اُلجھن کو بھانپ لیا اور فوری طور پر صحراؤں، پہاڑوں، گمشدہ شہروں، نقاب پوش چہروں والی خواتین یا برہنہ پیٹ والی خواتین، جنگجوؤں، سمندری قزاقوں اور عقلمند مردوں کے بارے میں گفتگو شروع کر دی۔

ٹرین آ گئی۔ وہ ساتھ ساتھ بیٹھ گئے، اور اب وہ ایک شادی شدہ عورت نہیں تھی جو ایک پہاڑی بنگلے میں رہتی تھی اور جھیل کو دیکھتی رہتی تھی اور جس کے تین بچے تھے جن کی اسے پرورش کرنا تھی، وہ ایک مہم جو تھی جو پہلی مرتبہ جنیوا جا رہی تھی۔ اس نے پہاڑوں اور دریا کی طرف دیکھا اور اس شخص کے ساتھ بیٹھنے پر خود کو خوش محسوس کیا جو اس کے ساتھ ہم بستری کرنا چاہتا تھا (کیونکہ سب مرد ایسا ہی سوچتے ہیں) اور جو اسے متاثر کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ کتنے مرد ایسا ہی محسوس کرتے تھے لیکن اس نے کبھی بھی ان کی ذرا سی بھی حوصلہ افزائی نہیں کی تھی۔ اگرچہ اس صبح دنیا بدل چکی تھی اور وہ اچانک ایک اڑتیس سالہ بالغ بن گئی تھی، جو اس شخص کی اسے ورغلانے کی کوششوں سے چندھیا گئی تھی، یہ دنیا کا خوبصورت ترین احساس تھا۔

اپنی زندگی کی قبل از وقت خزاں میں، جب وہ سوچتی تھی کہ اس کے پاس وہ سب کچھ تھا جس کی اسے خواہش تھی، یہ شخص ٹرین سٹیشن پر نمودار ہوا تھا اور بلا اجازت اس کی زندگی میں داخل ہو گیا تھا۔ وہ جنیوا پہنچے اور ہائیڈی نے اسے ایک ہوٹل دکھایا (کوئی سستا ہوٹل، اس نے کہا تھا کیونکہ اس نے اگلی صبح چلے جانا تھا اور اس کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ وہ انتہائی مہنگے سوئٹزرلینڈ میں ایک اور رات گزار سکے)۔

اس نے ہائیڈی کو اپنے ساتھ کمرے میں چلنے کو کہا تاکہ وہ یہ دیکھ سکے کہ سب کچھ ٹھیک تھا۔ ہائیڈی جانتی تھی کہ اسے کیا توقع کرنی چاہئے، اور اس کے باوجود اس نے اس شخص کی دعوت قبول کر لی۔ انہوں نے دروازہ بند کیا اور انتہائی جذباتی انداز سے ایک دوسرے کے بوسے لئے، اس نے ہائیڈی کے کپڑے پھاڑ دیئے اور ___ خدایا ___ وہ عورت کے جسم کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا، کیونکہ وہ متعدد خواتین کی تکالیف اور مایوسیوں سے واقف تھا۔ وہ تمام دوپہر ہم بستری کرتے رہے اور یہ سحر شام کے وقت ختم ہو گیا اور ہائیڈی نے وہ الفاظ کہے جو اسے نہیں کہنے چاہئے تھے:

''مجھے گھر جانا ہے، میرا خاوند میرا انتظار کر رہا ہوگا۔''

اس نے ایک سگریٹ سلگایا اور کچھ دیر تک خاموشی سے لیٹے رہے اور ان دونوں میں سے کسی نے بھی ''خدا حافظ'' نہ کہا۔ ہائیڈی اُٹھی اور پیچھے دیکھے بغیر اور یہ جانتے ہوئے وہاں سے چلی گئی کہ ان دونوں کے کسی بھی لفظ اور کسی بھی جملے کا کوئی جواز نہیں ہوگا۔

وہ اس سے دوبارہ کبھی نہیں ملے گی۔ لیکن اپنی مایوسی کی خزاں میں اس نے چند گھنٹوں کے لئے ایک وفادار بیوی، گھریلو عورت، محبت کرنے والی ماں، ایک مثالی سرکاری ملازم اور ایک دائمی دوست ہونا ترک کر دیا تھا، اور وہ محض ایک عام عورت بن گئی تھی۔

چند دن تک، اس کا خاوند اس سے یہ کہتا رہا کہ وہ مختلف دکھائی دیتی تھی، لیکن وہ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ اداس تھی یا خوش۔

ایک ہفتے کے بعد حالات معمول پر آ گئے۔

'' کتنے شرم کی بات ہے کہ میں نے یہ سب اس نوجوان عورت کو نہیں بتایا تھا''، اس نے سوچا۔

ماریا کی ڈائری سے:

میں نہیں جانتی کہ جب اس رات اس نے دروازہ کھولا تھا اور مجھے وہاں دو سوٹ کیس کے ساتھ کھڑے دیکھا تھا تو اس نے کیا سوچا ہوگا۔

''پریشان مت ہو''، میں نے کہا، ''میں اندر نہیں آؤں گی۔'' ''کیا ہم شام کے کھانے کے لئے جائیں گے؟''

اس نے کچھ نہیں کہا تھا، محض میرا سامان اٹھانے میں میری مدد کی تھی۔

پھر ''کیا ہو رہا ہے؟'' یا ''تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی'' کہے بغیر اس نے محض مجھے بانہوں میں لے لیا اور میرے بوسے لینا شروع کر دیئے اور میرے جسم، میری چھاتیوں اور میری اندام نہانی کو چھونا شروع کر دیا۔ جیسے کہ وہ کافی عرصے سے اسی موقعے کا انتظار کر رہا تھا اور اب خوفزدہ تھا کہ یہ لمحہ دوبارہ کبھی نہیں آئے گا۔

اس نے میری جیکٹ اور میرے کپڑے اُتارے اور مجھے برہنہ کر دیا اور وہاں اس حال میں جہاں مرکزی دروازے کے نیچے سے سرد ہوا آ رہی تھی، کسی رواج یا تیاری کے بغیر، یہ کہنے کا موقع دیئے بغیر کہ کیا اچھا تھا اور کیا برا، ہم نے پہلی مرتبہ مباشرت کی۔ میں نے سوچا کہ شاید میں اسے رکنے کو کہوں گی تا کہ ہم کوئی آرام دہ جگہ تلاش کر سکیں، تا کہ ہمیں اپنی شہوت پرستی کی بے پایاں دنیا کی کھوج لگانے کا وقت مل سکے، لیکن عین اسی وقت میں چاہتی تھی کہ وہ میرے اندر سرائیت کرے، کیونکہ وہ وہی شخص تھا جو کبھی بھی میری ملکیت نہیں تھا اور وہ دوبارہ کبھی میری ملکیت نہیں ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ میں اپنی پوری قوت سے کم از کم ایک رات کے لئے اس کے ساتھ مباشرت کر سکتی تھی، جو کہ میں نے پہلے کبھی نہیں کیا تھا اور نہ ہی میں دوبارہ کبھی ایسا کر سکوں گی۔

اس نے مجھے فرش پر لٹا لیا اور اس سے پہلے کہ میری جنسی خواہش بیدار ہوتی اور میں تیار ہوتی وہ مجھ میں سرائیت کر گیا، لیکن اس درد کی وجہ سے مجھے کوئی پریشانی نہیں ہوئی تھی، اس کے برعکس مجھے یہ اچھا لگا، کیونکہ وہ یقیناً یہ سمجھتا تھا کہ میں اس کی تھی اور یہ کہ اسے اجازت لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں اسے کچھ سکھانا نہیں چاہتی تھی یا یہ ثابت کرنا نہیں چاہتی تھی کہ میں دوسری عورتوں کی نسبت زیادہ حساس یا زیادہ پُرجوش تھی۔ مجھے بس یہ کہنا تھا کہ ہاں، جیسا تم چاہو، کیونکہ میں بھی اسی

لمحے کا انتظار کرتی رہی تھی، اور یہ کہ میں خوش تھی کہ اس نے ان اصولوں کو نظر انداز کیا تھا جو ہم نے اپنے لئے تشکیل دیئے تھے اور یہ کہ اب وہ یہ مطالبہ کر رہا تھا ہمیں محض اپنی جبلت سے رہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔

ہم نے انتہائی غیر رسمی انداز اختیار کئے تھے۔ میں اس کے نیچے تھی اور میری ٹانگیں پھیلی ہوئی تھیں اور وہ میرے اوپر آگے پیچھے حرکت کر رہا تھا۔ اس دوران میں کوئی بہانہ کرنے یا آہ و زاری کرنے یا کچھ کرنے کی خواہش کئے بغیر اسے دیکھتی رہی، میں محض اپنی آنکھیں کھلی رکھنا چاہتی تھی تا کہ میں ہر سیکنڈ کو یاد رکھ سکوں کہ کیسے اس کی شکل تبدیل ہو رہی تھی اس کے ہاتھوں نے میرے بال دبوچے ہوئے تھے، وہ مجھے کاٹ رہا تھا اور میرے بوسے لے رہا تھا۔ نہ کوئی تمہیدیں، نہ بوس و کنار، نہ کوئی تیاری، نہ کوئی بناوٹ۔ اس وقت محض وہ میرے اندر تھا اور میں اس کی روح کے اندر تھی۔

وہ اپنی رفتار کم اور تیز کرتے ہوئے آگے پیچھے حرکت کرتا رہا اور اس دوران وہ کئی مرتبہ مجھے دیکھنے کے لئے رکتا رہا مگر اس نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ کیا میں لطف اندوز ہو رہی تھی، کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ یہ واحد طریقہ تھا کہ ہماری روحیں اس لمحے ایک دوسرے سے رابطہ قائم کر سکتی تھیں۔ اس کی رفتار میں اضافہ ہو گیا اور میں جانتی تھی کہ گیارہ منٹ ختم ہونے والے تھے اور میں چاہتی تھی کہ وہ کبھی ختم نہ ہوں کیونکہ کسی کی ملکیت ہونا اور کسی ملکیت کا نہ ہونا بہت اچھا تھا (اوہ خدایا اچھا تھا)، اور ہماری آنکھیں پوری طرح کھلی ہوئی تھیں تاوقتیکہ میں نے اس بات پر غور کیا کہ ایک موقع پر ہم ایک دوسرے کو دیکھ نہیں رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم ایسی دنیا میں پہنچ چکے تھے جس میں میں ایک عظیم ماں، ایک کائنات، ایک من موہنی اور قدیم رواجات سے تعلق رکھنے والی وہ مقدس بیسوا تھی جس کے متعلق اس نے مجھے اس وقت بتایا تھا جب ہم آتش دان کے سامنے بیٹھے وائن پی رہے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ انتہائے لذت کے مقام تک پہنچنے والا تھا، اور اس نے میرے بازوؤں پر اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی، شدت کے باعث اس کی رفتار میں اضافہ ہو گیا تھا اور پھر وہ چلانے لگا تھا۔ اس نے آہ و زاری نہیں کی تھی، اس نے اپنے دانت نہیں پیسے تھے، وہ چلانے لگا تھا۔ وہ چیخنے لگا تھا۔ وہ کسی جانور کی طرح دھاڑنے لگا تھا! میرے ذہن میں ایک خیال آیا کہ کہیں ہمسائے پولیس کو اطلاع نہ دے دیں، لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا اور مجھے بے پناہ لذت کا

احساس ہوا کیونکہ ایسا تب سے ہوتا رہا تھا جب یہ دنیا بنی تھی، جب پہلا مرد پہلی عورت سے ملا تھا اور انہوں نے پہلی مرتبہ مباشرت کی تھی اور وہ چلانے لگے تھے۔

پھر اس کا جسم میرے اوپر گر گیا اور میں نہیں جانتی کہ ہم کتنی دیر وہیں پڑے رہے۔ ہم ایک دوسرے سے بغل گیر تھے۔ میں اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی، جو کہ اس سے پہلے میں نے محض اس رات کیا تھا جب ہم نے خود کو ہوٹل کے کمرے کی تاریکی میں قید کر لیا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ اس کے دل کی دھڑکن کی رفتار اب بتدریج کم ہو رہی تھی۔ اس کے ہاتھ بڑی نفاست سے میرے بازوؤں پر اوپر نیچے حرکت کر رہے تھے جس کی وجہ سے میرے جسم کے بال کانٹوں کی مانند کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ ضرور کسی عملی چیز (میرے جسم پر اس کے جسم کا بوجھ) کے بارے میں سوچ رہا تھا، کیونکہ وہ گھوم کر میرے پہلو میں لیٹ گیا اور میرا ہاتھ تھام لیا اور ہم وہاں لیٹ کر پنکھے اور فانوس کو دیکھتے رہے جس کے تین بلب روشن تھے۔

''شام بخیر'' میں نے کہا۔

اس نے مجھے کچھ اس طرح سے اپنی جانب کھینچ لیا کہ میرا سر اس کے سینے پر استراحت کرنے لگا۔ وہ کافی دیر تک محض میرے جسم پر ہاتھ پھیرتا رہا اور پھر اس نے بھی ''شام بخیر'' کہا۔

''ہمسائیوں نے ضرور سب کچھ سن لیا ہو گا'' میں نے کہا، یہ نہ جانتے ہوئے کہ اب میں کیا کہوں، کیونکہ اس موقعے پر ''مجھے تم سے محبت ہے'' کہنے کا کوئی خاص جواز نہیں تھا۔ وہ پہلے سے ہی جانتا تھا، اور میں بھی۔

''آؤ کچن میں چلتے ہیں۔''

ہم اٹھ بیٹھے اور میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی پتلون بھی نہیں اُتاری تھی، وہ انہی کپڑوں میں ملبوس تھا جیسا کہ میں نے اسے پایا تھا، محض اس کا لنگم دکھائی دے رہا تھا۔ میں نے اپنے برہنہ شانوں پر جیکٹ رکھ لی۔ ہم کچن میں گئے، اس نے کافی بنائی، اس نے دو سگریٹ پیئے اور میں نے ایک۔ میز پر بیٹھتے ہوئے اس نے اپنی آنکھوں کے ذریعے مجھے ''شکریہ'' کہا اور میں نے جواب دیا ''تمہارا بھی شکریہ'' لیکن ہمارے منہ بند ہی رہے۔

بالآخر اس نے سوٹ کیس کے بارے میں پوچھنے کی ہمت کر ہی لی۔

''میں کل دوپہر برازیل واپس جا رہی ہوں۔''

ایک عورت جانتی ہے کہ کوئی مرد اس کے لئے کب اہم ہوتا ہے۔ کیا مرد بھی ایسا محسوس کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں؟ یا مجھے ہی کہنا پڑے گا کہ ''مجھے تم سے محبت ہے''، ''میں یہاں تمہارے ساتھ رہنا چاہوں گی''، ''مجھے رکنے کو کہو۔''

''مت جاؤ''، ہاں، وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ مجھے یہ کہہ سکتا تھا۔

''مجھے جانا ہے۔ میں نے خود سے ایک وعدہ کیا ہے۔''

کیونکہ اگر میں یہ نہ کہتی تو شاید وہ سوچتا کہ یہ سب کبھی ختم نہیں ہوگا، اور ایسا نہیں تھا۔ یہ ایک دور افتادہ ملک کی رہنے والی نوجوان لڑکی کے خواب کا حصہ تھا، جو کہ بڑے شہر میں جاتی ہے (خیر یہ اتنا بڑا نہیں تھا) تمام مشکلات کا مقابلہ کرتی ہے، لیکن وہ اس شخص کو پالیتی ہے جو اس سے محبت کرتا ہے۔ لہٰذا یہ ان تمام مشکل لمحات کا ایک خوشگوار اختتام تھا جن سے میں گزر چکی تھی، اور جب بھی میں نے یورپ میں اپنی زندگی کو یاد کیا تو میں اس کہانی کا اختتام اس شخص کے نام سے کروں گی جو شدید طور پر میری محبت میں مبتلا تھا اور جو ہمیشہ میرا رہے گا کیونکہ میں اس کی روح میں داخل ہو چکی تھی۔

آہ، رالف تمہیں اندازہ نہیں کہ میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ جب ہم پہلی مرتبہ اپنے خوابوں کے شہزادے کو دیکھتے ہیں تو ہم اسی لمحے اس کی محبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ عقل اس وقت کسی اور چیز کا تقاضہ کر رہی ہوتی ہے اور ہم جبلت کے خلاف لڑ سکتے ہیں، یہ امید کر سکتے ہیں کہ ہم جیت سکتے ہیں، تاوقتیکہ ایک وقت آتا ہے کہ ہم اپنے احساسات کو خود پر غالب آنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ ایسا میرے ساتھ تب ہوا تھا جب میں نے پارک میں سردی اور درد کو برداشت کرتے ہوئے ننگے پاؤں چہل قدمی کی تھی لیکن میں یہ جانتی تھی کہ تم مجھ سے کتنی محبت کرتے تھے۔

ہاں، میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں، جیسی میں نے کبھی کسی دوسرے مرد کے ساتھ نہیں کی، اور یہی وجہ ہے کہ میں جا رہی ہوں، کیونکہ اگر میں ٹھہر گئی تو یہ خواب، ایک دوسرے کا مالک بننے کی خواہش، .......... مختصراً، وہ تمام چیزیں جو محبت کو غلامی میں تبدیل کر دیتی ہیں، ایک حقیقت بن جائیں گی۔ اس خواب کو ادھورا چھوڑ دینا ہی سب سے بہتر ہے۔ ہم کسی ملک یا زندگی سے جو کچھ لیتے ہیں ہمیں اس میں احتیاط برتنی چاہئے۔

''تم انتہائے لذت کے مقام تک نہیں پہنچی تھی''، اس نے موضوع تبدیل کرنے، محتاط رہنے اور ناموافق حالات پیدا نہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

وہ مجھے کھونے سے ڈرتا تھا اور سوچ رہا تھا کہ میرا ذہن تبدیل کرنے کے لئے ابھی بھی پوری رات باقی تھی۔

''نہیں، لیکن مجھے بے پناہ لذت کا احساس ہوا تھا۔''

''لیکن اگر ایسا ہوتا تو یہ بہتر ہوتا۔''

''میں تمہیں خوش کرنے کے لئے اس کا بہانہ کر سکتی تھی لیکن تم اس کے مستحق نہیں۔''

رالف ہارٹ، تم ایک اچھے انسان ہو۔ تم نے میرا ساتھ دیا ہے اور میری مدد کی ہے۔ تم نے مجھے تمہارا ساتھ دینے اور تمہاری مدد کرنے کا موقع دیا ہے اور ہم نے ایسا ایک دوسرے کو رسوا کئے بغیر کیا ہے۔ ہاں اگر میں انتہائے لذت کے مقام پر پہنچتی تو یہ اچھا ہوتا لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ لیکن میں سرد فرش، تمہارے گرم جسم اور اس طاقت سے لطف اندوز ہوئی تھی جس سے تم میرے اندر داخل ہوئے تھے۔

'' میں آج اپنی لائبریری کی کتابیں واپس کرنے گئی تھی اور لائبریری کی منتظم نے پوچھا کہ کیا میں نے اپنے ساتھی سے سیکس کے بارے میں گفتگو کی تھی؟ میں کہنا چاہتی تھی کہ: کونسا ساتھی؟ تم کس قسم کے سیکس کی بات کر رہی ہو؟ لیکن وہ اس کی مستحق نہیں تھی، وہ میرے ساتھ ہمیشہ نہایت احسن طریقے سے پیش آئی تھی۔

''جب سے میں جنیوا آئی ہوں، میرا محض دو ساتھیوں سے تعلق رہا ہے: ایک وہ جس نے میرے اندر ایک بدترین احساس اجاگر کیا تھا کیونکہ میں نے اسے ایسا کرنے دیا تھا اور حتیٰ کہ میں نے اس سے التجا بھی کی تھی۔ دوسرے تم ہو جس کی بدولت میں ایک مرتبہ پھر خود کو اس دنیا کا حصہ محسوس کرتی ہوں۔ میں تمہیں یہ سکھانا چاہوں گی تمہیں میرے جسم کے کس حصے کو چھونا چاہئے، کتنی دیر تک کتنا دباؤ ڈالنا چاہئے، اور میں جانتی ہوں کہ تم اسے تنقید کے طور پر نہیں لوگے بلکہ اسے ہماری روحوں کے درمیان رابطے کو بہتر کرنے کا ایک دوسرا ذریعہ سمجھو گے۔ محبت کا فن تمہاری مصوری جیسا ہے، اس کے لئے مہارت، تحمل اور سب سے بڑھ کر عورت اور مرد کی جانب سے عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لئے دلیری اور اس چیز سے تجاوز کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جسے

لوگ رسمی طور پر ''ہم بستری'' کے نام سے پکارتے ہیں۔

میرے اندر کی معلم ایک مرتبہ پھر واپس لوٹ آئی تھی اور میں یہ نہیں چاہتی تھی، لیکن رالف صورتحال کو قابو میں رکھنا جانتا تھا۔ اس نے میری بات سے اتفاق کرنے کی بجائے آدھے گھنٹے سے کم وقت میں اپنا تیسرا سگریٹ سلگالیا اور کہا:

''پہلی بات یہ کہ تم آج رات یہاں ٹھہرو گی۔''

یہ کوئی درخواست نہیں تھی۔ یہ حکم تھا۔

''دوسری بات یہ کہ ہم ایک مرتبہ پھر مباشرت کریں گے، مگر اس بار کم پریشانی اور زیادہ خواہش کے ساتھ، اور آخر میں میں یہ چاہوں گا کہ تم بھی مردوں کو بہتر طور پر سمجھ سکو۔''

مردوں کو بہتر طور پر سمجھ سکوں؟ میں نے اپنی ہر رات ان کے ساتھ گزاری تھی، گورے، کالے، ایشیائی، یہودی، مسلمان، کیتھولک، بدھ مت۔ کیا رالف اس بات سے واقف نہیں تھا؟

میں خود کو ہلکا محسوس کر رہی تھی، میں بہت خوش تھی کہ ہماری گفتگو ایک بحث میں تبدیل ہوگئی تھی۔ ایک موقع پر میں نے خدا سے معافی مانگنے اور اپنا وعدہ توڑنے کے بارے میں بھی سوچا تھا۔ مگر حقیقت واپس لوٹ آئی اور اس نے مجھے یاددہانی کرائی کہ مجھے اپنے خواب کو زندہ رکھنا چاہیے اور تقدیر کے جال میں نہیں پھنسنا چاہیے۔

''ہاں، مردوں کو بہتر طور پر سمجھ سکو، رالف نے میرے چہرے پر ایک مشتبہ تاثر دیکھتے ہوئے کہا۔ تم اپنی زنانہ جنسیت، اپنے جسم کو سمجھنے، تحمل سے کام لینے اور وقت لینے کے متعلق بات کرتی ہو۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں مگر کیا تمہیں کبھی یہ احساس ہوا ہے کہ ہم مختلف ہیں، کم از کم وقت کے حوالے سے؟ تمہیں اس کے متعلق خدا سے شکایت کرنی چاہیے۔''

''جب ہم ملے تھے تو میں نے تم سے درخواست کی تھی کہ مجھے سیکس کے بارے میں بتاؤ، کیونکہ میں اپنی تمام تر جنسی خواہش سے محروم ہو چکا تھا۔ تم جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ ایک مخصوص عمر کے بعد میرے ہر جنسی تعلق کا اختتام اکتاہٹ اور مایوسی کی صورت میں ہوا تھا، کیونکہ مجھے احساس ہو گیا تھا کہ وہ خواتین جن سے میں محبت کرتا تھا، کو بھی ویسی ہی لذت مہیا کرنا کتنا مشکل تھا جو وہ مجھے مہیا کرتی تھیں۔''

مجھے وہ آواز ''جن خواتین سے میں محبت کرتا تھا'' پسند نہیں آئی تھی، مگر میں نے بے توجہی

کا بہانہ کیا۔

''مجھ میں یہ پوچھنے کی جرات نہیں تھی کہ مجھے اپنا جسم دکھاؤ۔ لیکن جب میں تم سے ملا تو میں نے تمہاری روشنی دیکھی اور میں تم سے محبت کرنے لگا اور میں نے سوچا کہ اپنی زندگی کے اس مقام پر اگر میں اپنے ساتھ اور اس عورت کے ساتھ دیانتداری سے پیش آؤں جسے میں اپنانا چاہتا تھا، تو میرے پاس کھونے کے لئے کچھ نہیں تھا۔''

میرے سگریٹ کا ذائقہ انتہائی لذیذ تھا، اور میں چاہتی تھی کہ وہ مجھے وائن کی پیش کش کرے، لیکن میں گفتگو کا ربط توڑنا نہیں چاہتی تھی۔

''ایسا کیوں ہے کہ مرد صرف سیکس کے بارے میں ہی سوچتے ہیں، بجائے وہ کرنے کے جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا، اور یہ بات دریافت کرنے کے کہ میں کیسا محسوس کرتی ہوں؟''

''یہ کس نے کہا ہے کہ ہم صرف سیکس کے بارے میں ہی سوچتے ہیں؟ اس کے برعکس ہم کئی سال خود کو اس بات پر قائل کرنے کی کوشش میں گزار دیتے ہیں کہ دراصل سیکس ہمارے لئے بہت اہم ہے۔ ہم محبت کے بارے میں بیسواؤں اور کنواریوں کے ذریعے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔ ہم اپنی کہانیاں انہیں سناتے ہیں جو انہیں سنیں گے۔ جب ہم ادھیڑ عمر ہو جاتے ہیں تو ہم دوسروں پر محض یہ ثابت کرنے کے لئے کم عمر لڑکیوں کے ساتھ پھرتے ہیں کہ ہم واقعی وہ ہیں جس کی خواتین ہم سے توقع کرتی ہیں۔

''کیا تم ایک بات جانتی ہو؟ یہ سچ نہیں ہے، ہم کچھ نہیں سمجھتے۔ ہم سوچتے ہیں کہ سیکس اور انتہائے لذت ایک چیز ہیں، اور جیسا کہ تم نے ابھی کہا، ایسا نہیں ہے۔ ہم کچھ نہیں سیکھتے کیونکہ ہمارے اندر عورت کو یہ کہنے کی ہمت نہیں کہ مجھے اپنا جسم دکھاؤ۔ ہم کچھ نہیں سیکھتے کیونکہ عورت میں یہ کہنے کی جرات نہیں کہ میں یہی چاہتی ہوں۔ ہم اپنی قدیم دور کی بقاء وجود کی جبلتوں میں پھنسے ہوئے ہیں، اور یہی سب کچھ ہے۔ اگرچہ یہ بات بے معنی معلوم ہوتی ہے تاہم کیا تم جانتی ہو کہ مرد کے لئے سیکس سے زیادہ اہم چیز کونسی ہے؟''

میں نے سوچا کہ یہ چیز پیسہ یا طاقت ہوگی، مگر میں کچھ نہ بولی۔

''کھیل۔ کیونکہ ایک مرد ہی دوسرے مرد کے جسم کو سمجھ سکتا ہے۔ ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ کھیل ان دو جسموں کے درمیان ایک مکالمہ ہے جو ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں۔''

''تم پاگل ہو۔''

''شاید۔لیکن یہ بات باجواز ہے۔کیا تم نے کبھی ان مردوں کے احساسات کے بارے میں سوچا ہے جن کے ساتھ تم ہم بستری کر چکی ہو؟''

''ہاں، میں نے سوچا ہے۔وہ سب عدم تحفظ کا شکار تھے۔وہ سب خوفزدہ تھے۔''

''خوف سے زیادہ بدتر۔وہ غیر محفوظ تھے۔وہ ٹھیک طور پر نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا کر رہے تھے، وہ بس یہ جانتے تھے کہ سماج، ان کے دوستوں اور خود خواتین نے انہیں جو کچھ بتایا تھا وہ اہم تھا۔سیکس، سیکس، سیکس، یہ ہی زندگی کی بنیاد ہے، جو اشتہارات، دیگر لوگ فلمیں اور کتابیں چیخ چیخ کر کہتی تھیں۔یہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس چیز کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ چونکہ جبلت ہم سب سے زیادہ مضبوط ہے اس لئے وہ محض اتنا جانتے ہیں کہ یہ کرنا چاہئے اور محض یہ ہی سب کچھ ہے۔''

''بس! میں اپنے تحفظ کی خاطر اسے سیکس کے بارے میں سبق پڑھا پڑھا کر اکتا چکی تھی، اب وہ بھی ایسا ہی کر رہا تھا، اور اگرچہ ہمارے الفاظ علم وعقل سے تعلق رکھتے تھے (کیونکہ ہم دونوں ہر وقت ایک دوسرے کو متاثر کرنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے) تاہم یہ بحث نہایت ہی احمقانہ تھی اور یہ ہمارے تعلق کے شایانِ شان نہیں تھی۔میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔اس بات سے قطع نظر کہ وہ کیا کہنا چاہتا تھا یا میں اپنے بارے میں کیا سوچتی تھی ____ کیونکہ زندگی نے مجھے بہت سی چیزیں سکھائی تھیں۔شروع میں محبت اور دستبرداری ہی سب کچھ تھا۔مگر پھر ایک سانپ نمودار ہوا اور حوا سے کہنے لگا: تم نے جس کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں تم اسے گنوا دوگی۔میرے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا۔جب میں ابھی سکول میں ہی تھی تو مجھے جنت سے بے دخل کر دیا گیا تھا اور تب سے میں اس سانپ کو یہ بتانے کا راستہ ڈھونڈ رہی ہوں کہ وہ غلطی پر تھا، کہ چیزوں کو خود تک محدود رکھنے کی نسبت زندہ رہنا زیادہ اہم تھا۔لیکن وہ سانپ ٹھیک کہتا تھا اور میں غلط۔

میں نیچے جھکی اور آہستگی کے ساتھ اس کے کپڑے اُتارے، اور میں نے اس کے لنگم پر نظر ڈالی جو خوابیدہ اور بے حس تھا۔اس سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا، اور میں نے اس کے پاؤں سے شروع ہوتے ہوئے اس کی ٹانگوں کے اندرونی حصے کے بوسے لئے۔اس کا لنگم آہستہ

آہستہ حرکت کرنے لگا، اور میں نے اسے چھوا اور اسے اپنے منہ میں ڈال لیا اور بغیر کسی جلدی کے کہ کہیں وہ اس کا مطلب یہ نہ سمجھے کہ "ٹھیک ہے۔ ایکشن کے لیئے تیار ہو جاؤ"۔ کسی ایسے شخص کے طور پر نرم دلی سے اس کے بوسے لئے جو بدلے میں کسی چیز کا توقع نہیں رکھتا، اور اسی وجہ سے میں نے وہ سب حاصل کر لیا جو میں چاہتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ خوش ہو رہا تھا اور اس نے میرے نپل کو چھونا شروع کر دیا اور اپنی انگلیاں ان کے ارد گرد پھیرنے لگا جیسا اُس نے اس رات تاریکی میں کیا تھا۔

اس نے میری جیکٹ نہیں اتاری تھی، اس نے مجھے آگے کی جانب جھکا دیا تھا۔ میرے جسم کا بالائی حصہ میز پر جھکا ہوا تھا اور میرے پاؤں اب بھی فرش پر تھے۔ اس نے آہستگی سے اپنا لنگم میری اندام نہانی میں داخل کیا۔ اب اسے مجھے کھو دینے کا ڈر نہیں تھا، کیونکہ درحقیقت اسے بھی احساس ہو چکا تھا کہ یہ ایک خواب تھا اور یہ ہمیشہ ایک خواب ہی رہے گا اور کبھی حقیقت نہیں بن سکے گا۔

عین اسی وقت میں نے اسے اپنے اندر محسوس کیا، میں اس کے ہاتھوں کو اپنی چھاتیوں پر محسوس کر رہی تھی۔ وہ مجھے ایسے چھو رہا تھا جو صرف ایک عورت ہی جانتی ہے۔ پھر میں یہ جانتی تھی کہ ہم ایک دوسرے کے لئے بنے تھے کیونکہ وہ ایک عورت ہو سکتا تھا اور میں ایک مرد ہو سکتی تھی کیونکہ جب ہم گفتگو کرتے تھے یا جب ہم دو گمشدہ روحوں کی مشترکہ تلاش کا آغاز کرتے تھے تو دو گمشدہ ریزوں کو اس کائنات کو مکمل کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔

جب اس نے بیک وقت مجھے چھوا اور میرے ساتھ مباشرت کی تو میں نے محسوس کیا وہ یہ صرف میرے ساتھ نہیں کر رہا تھا بلکہ پوری کائنات کے ساتھ کر رہا تھا۔ اس کے پاس وقت، نزاکت اور دو طرفہ شعور تھا۔ ہاں دو سوٹ کیس لے کر یہاں پہنچنا اور فوری طور پر فرش پر پھینکے جانا اور ایک ہولناک عجلت کے ساتھ مباشرت کرنا ایک اچھا تجربہ رہا تھا، لیکن اس بات سے آگاہ ہونا بھی اچھا تھا کہ یہ رات کبھی ختم نہیں ہوگی اور وہاں کچن میں اس میز پر انتہائے لذت کے مقام تک پہنچنا ہی مقصد نہیں تھا بلکہ اصل مقصد اس مڈھ بھیڑ کا آغاز تھا۔

اس نے حرکت کرنا بند کر دی جبکہ اس کی انگلیاں تیزی سے اپنا کام کر رہی تھیں اور میں لگاتار پہلی، دوسری اور تیسری مرتبہ انتہائے لذت کے مقام تک پہنچی۔ میں اسے پیچھے دھکیلنا چاہتی

تھی کیونکہ لذت کا درد اتنا شدید ہوتا ہے کہ یہ تکلیف کا باعث بنتا ہے، لیکن میں نے اس کی مزاحمت کی۔ میں نے یہ تسلیم کرلیا تھا کہ یہ ایسا ہی تھا، اور یہ کہ میں ایک یا دو مرتبہ پھر انتہائے لذت کی متحمل ہوسکتی تھی۔

اور اچانک میرے اندر ایک قسم کی روشنی پھوٹ پڑی۔ میں اب میں نہیں رہی تھی، بلکہ میں ایسی ہستی تھی جو ہر اس چیز سے افضل تھی جس سے میں واقف تھی۔ جب اس کے ہاتھ نے مجھے چوتھی مرتبہ انتہائے لذت کے مقام پر پہنچایا تو میں ایسی جگہ داخل ہوگئی جہاں ہر شے پُر سکون دکھائی دیتی تھی اور پانچویں مرتبہ انتہائے لذت کے مقام پر پہنچنے کے بعد میں خدا کو جاننے لگی تھی۔ پھر مجھے محسوس ہوا کہ وہ ایک مرتبہ پھر میرے اندر سرائیت کررہا تھا تاہم اس کا ہاتھ ابھی بھی حرکت میں تھا اور میں نے کہا تھا ''اوہ خدا''، اور آگے جو کچھ بھی تھا ___ جنت یا دوزخ۔ میں نے اس کے آگے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔

یہ ایک جنت تھی۔ میں زمین، پہاڑ، دریا تھی جو جھیل میں گرتا ہے اور میں وہ جھیل تھی جو سمندر بن گئی تھی۔ اب وہ مجھے اور زیادہ تیزی سے دھکیل رہا تھا اور درد اور لذت آپس میں گڈمڈ ہوگئے تھے اور میں کہہ سکتی تھی کہ ''اب میں اسے جاری نہیں رکھ سکتی''، لیکن یہ نامناسب ہوتا، کیونکہ اس وقت میں اور وہ ایک ہی شخص تھے۔

میں نے اسے اس وقت تک اپنے اندر سرائیت کرنے دیا جب تک یہ سلسلہ جاری رہا، اس کے ناخن اب میرے چوتڑوں میں پیوست ہورہے تھے اور میں کچن کے اس ٹیبل پر جھکی ہوئی یہ سوچ رہی تھی کہ دنیا میں مباشرت کے لئے کوئی بہتر جگہ نہیں تھی۔ ایک مرتبہ پھر میز چرچرانے لگا اس کی سانسیں پہلے سے کہیں زیادہ تیز ہوگئیں، اس کے ناخن میرے جسم پر خراشیں ڈال رہے تھے میرے جنسی اعضاء اور ہڈیاں اس کے جنسی اعضاء اور ہڈیوں کو چھو رہی تھیں۔ میں انتہائے لذت کے مقام تک پہنچنے والی تھی اور وہ بھی، اور اس میں کچھ بھی جھوٹ نہیں تھا۔

''آجاؤ!''

وہ جانتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا اور میں جانتی تھی کہ یہ ہی وہ لمحہ تھا، میں نے محسوس کیا کہ میرا پورا جسم ڈھیلا پڑ چکا تھا، میرا خود پر اختیار نہیں رہا تھا۔ میں سننے، دیکھنے اور کچھ بھی چکھنے کی صلاحیت

سے محروم ہو چکی تھی۔ میں محض محسوس کر رہی تھی۔

''آ جاؤ!''

اور ہم دونوں ایک ساتھ انتہائے لذت کے تجربے سے گزرے۔ یہ گیارہ منٹ نہیں تھے، یہ ایک لامحدودیت تھی، یہ ایسا ہی تھا کہ جیسے ہماری روحیں جسم میں سے نکل گئی تھیں اور جنت کے باغات میں خوشی سے چہل قدمی کر رہی تھیں۔ میں ایک مرد اور عورت تھی، وہ ایک عورت اور مرد تھا۔ میں نہیں جانتی کہ یہ سلسلہ کب تک جاری رہا تھا، لیکن ہر چیز پر سکوت لگتی تھی، جیسے کہ کائنات اور زندگی کا وجود ختم ہو چکا تھا اور وہ ایک ایسی چیز میں تبدیل ہو چکے تھے جو مقدس، بے نام اور لازمان تھی۔

لیکن وقت واپس لوٹ آیا، میں نے اسے چلاتے ہوئے سنا اور میں بھی اس کے ساتھ چلانے لگی، میز کی ٹانگیں زمین کو زدوکوب کر رہی تھیں اور ہم دونوں میں سے کسی کو بھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ دنیا کیا سوچ رہی ہوگی۔

اور اچانک وہ مجھ سے پیچھے ہٹ گیا اور ہنسنے لگا، میں نے اپنی اندام نہانی کو سکڑتا ہوا محسوس کیا اور میں اس کی طرف پلٹی اور میں بھی ہنسنے لگی اور ہم اس طرح ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئے کہ جیسے ہم نے زندگی میں پہلی مرتبہ مباشرت کی تھی۔

''مجھے دعا دو'' اس نے کہا۔

میں نے اسے دعا دی، یہ نہ جانتے ہوئے کہ میں کیا کر رہی تھی۔ میں نے بھی اسے ایسا کرنے کو کہا اور اس نے بھی ایسا ہی کیا، یہ کہتے ہوئے کہ ''خدا اس عورت کو اپنی رحمتوں سے نوازے، جس نے مجھ سے بے پناہ محبت کی ہے۔'' وہ انتہائی خوبصورت الفاظ تھے اور ہم ایک مرتبہ پھر ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئے اور وہیں کھڑے رہے، ہم یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ گیارہ منٹ ایک مرد اور عورت کو اتنی دور کیسے لے جا سکتے تھے۔

ہم دونوں تھکے ہوئے نہیں تھے۔ ہم بیٹھک میں گئے، اس نے موسیقی چلا دی اور وہی کیا جس کی مجھے توقع تھی، اس نے آتش دان میں آگ جلائی اور میرے لئے تھوڑی سی وائن انڈیلی۔ پھر اس نے ایک کتاب کھولی اور اسے پڑھنے لگا:

یہ جنم لینے کا وقت ہے، اور یہ مرنے کا وقت ہے۔

یہ بونے کا وقت ہے، اور جو بویا گیا ہے اسے کاٹنے کا وقت ہے۔

یہ مارنے کا وقت ہے، اور شفا دینے کا وقت ہے۔

یہ رونے کا وقت ہے، اور ہنسنے کا وقت ہے۔

یہ مسمار کرنے کا وقت ہے، اور تعمیر کرنے کا وقت ہے۔

یہ آہ و زار کا وقت ہے، اور رقص کرنے کا وقت ہے۔

یہ پتھر پھینکنے کا وقت ہے، اور مل کر پتھر اکٹھے کرنے کا وقت ہے۔

یہ بغل گیر ہونے کا وقت ہے، اور بغل گیر ہونے سے اجتناب کرنے کا وقت ہے۔

یہ کچھ حاصل کرنے کا وقت ہے، اور کچھ کھو دینے کا وقت ہے۔

یہ کچھ سنبھالنے کا وقت ہے، اور کچھ پھینکنے کا وقت ہے۔

یہ پھاڑنے کا وقت ہے، اور سینے کا وقت ہے۔

یہ خاموش رہنے کا وقت ہے، اور بولنے کا وقت ہے۔

یہ محبت کرنے کا وقت ہے، اور نفرت کرنے کا وقت ہے۔

یہ جنگ کا وقت ہے، اور امن کا وقت ہے۔

یہ ایک الوداعی نظم معلوم ہوتی تھی لیکن یہ ایک خوبصورت الوداعی نظم تھی جو میں نے اپنی زندگی میں پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔

میں نے اسے گلے لگا لیا اور اس نے مجھے، اور ہم آگ کے قریب قالین پر لیٹ گئے۔ میں ابھی تک فراوانی کے احساس سے بھری ہوئی تھی، جیسے کہ میں ہمیشہ سے ایک عقلمند، خوش اور مطمئن عورت تھی۔

''وہ کیا وجہ تھی جس نے تمہیں ایک بیسوا کی محبت میں مبتلا ہونے پر مجبور کیا تھا۔''

''یہ بات میں اُس وقت خود بھی نہیں سمجھ سکا تھا۔ لیکن تب سے میں اس کے بارے میں سوچتا رہا تھا، اور میرا خیال ہے کہ ایسا اس لئے تھا کہ میں جانتا تھا کہ تمہارا جسم کبھی بھی صرف میرا نہیں ہوگا اس لئے مجھے تمہاری روح پر غلبہ حاصل کرنے کی ضرورت تھی۔''

کیا تم حسد نہیں کرتے تھے؟''

''آپ بہار سے یہ نہیں کہہ سکتے: ''آؤ اور اس وقت تک قائم رہو جب تک ممکن ہو''،

آپ صرف یہ کہہ سکتے ہیں" آؤ اور مجھے اپنی اُمید سے نوازو"، اور اس وقت تک ٹھہرو جب تک ممکن ہو۔"

الفاظ ہواؤں میں گم ہو گئے تھے۔ لیکن مجھے انہیں سننے کی ضرورت تھی اور اسے وہ کہنے کی ضرورت تھی۔ مجھے اونگھ آ گئی۔ تاہم میں یہ نہیں جانتی کہ کب میں نے خواب دیکھا، جو کسی صورتحال یا کسی شخص کے بارے میں نہیں تھا بلکہ اس خوشبو کے بارے میں تھا جو ہوا میں رچ بس گئی تھی۔

# (32)

جب ماریا نے اپنی آنکھیں کھولیں تو پردے کی آڑ سے سورج کی چند کرنیں اندر آ رہی تھیں۔

''میں نے اس کے ساتھ دو مرتبہ مباشرت کی ہے''، اس نے اپنے پہلو میں سوئے ہوئے شخص کی جانب دیکھتے ہوئے سوچا۔ ''اور اس کے باوجود یہ ایسا ہی تھا کہ جیسے ہم ہمیشہ اکٹھے رہے تھے اور وہ ہمیشہ سے میری زندگی، میری روح، میرے جسم، میری روشنی اور میرے درد سے واقف تھا۔

وہ اُٹھ کر کچن میں گئی اور کافی بنائی۔ اس دوران اس نے ہال میں اپنے دو سوٹ کیس پڑے ہوئے دیکھے اور اسے سب کچھ یاد آ گیا: اس کا وعدہ، اس کی دعا جو اس نے چرچ میں مانگی تھی، اس کی زندگی، وہ خواب جو حقیقت بننے پر بضد تھا اور وہ اپنی کشش کھو رہا تھا، مکمل مرد، وہ محبت جس میں جسم اور روح ایک ہی تھے اور جس میں لذت اور انتہائے لذت دو مختلف چیزیں تھیں۔

وہ ٹھہر سکتی تھی، اس کے پاس کھونے کے لئے مزید کچھ نہیں تھا، سوائے ایک گمان کے۔ اسے وہ نظم: یہ رونے کا وقت ہے، اور ہنسنے کا وقت ہے۔ یاد آئی۔

لیکن اس میں ایک اور سطر بھی تھی، ''یہ بغل گیر ہونے کا وقت ہے، اور بغل گیر ہونے سے اجتناب کرنے کا وقت ہے۔'' اس نے کافی بنائی، کچن کا دروازہ بند کیا اور ٹیکسی کے لئے فون کیا۔ اس نے اپنی تمام تر قوت ارادی اکٹھی کر لی، جو اسے اس مقام تک لے کر آئی تھی اور جو اس کی ''روشنی'' کی توانائی کا ماخذ تھا، جس نے اسے بتایا تھا کہ واپسی کا صحیح وقت کونسا تھا، جو اسے تحفظ فراہم کر رہی تھی اور جو اس رات کی یاد کو ہمیشہ کے لئے ایک خزانہ بنا رہی تھی۔ اس نے کپڑے پہنے، اپنا سوٹ کیس اٹھایا اور چلی گئی، اسے ڈر تھا کہ وہ جاگ جائے گا اور اسے رکنے کو کہے گا۔

مگر وہ جاگا نہیں تھا۔ جب وہ باہر ٹیکسی کا انتظار کر رہی تھی تو وہاں سے ایک خانہ بدوش پھولوں کے گلدستے اُٹھائے گزر رہا تھا۔

''کیا آپ گلدستہ خریدنا چاہیں گی۔''

ماریا نے ایک گلدستہ خرید لیا، یہ ایک نشانی تھی کہ خزاں آ چکی تھی اور گرمیاں رخصت ہو چکی تھیں۔ اب ایک طویل عرصے کے لئے کیفے کے میز جنیوا کے فٹ پاتھوں پر نہیں رکھے جائیں گے اور باغات خالی رہیں گے جو کہ گرمیوں میں دھوپ سینکنے اور چہل قدمی کرنے والے لوگوں سے بھرے رہتے تھے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا، وہ جا رہی تھی کیونکہ یہ اس کا اپنا فیصلہ تھا، اور وہاں پچھتانے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

وہ ایئر پورٹ پہنچی، کافی کی ایک اور پیالی پی اور اپنی پیرس تک کی پرواز کا گھنٹوں انتظار کیا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ وہ کسی بھی وقت پہنچ جائے گا کیونکہ سونے سے پہلے اس نے اسے اپنی فلائٹ کا وقت بتایا تھا۔ فلموں میں ہمیشہ ایسا ہوتا تھا۔ آخری لمحے جب لڑکی جہاز پر چڑھنے لگتی ہے تو کوئی مرد بھاگتا ہوا وہاں پہنچ جاتا ہے اسے بانہوں میں لے لیتا ہے اور اس کے بوسے لیتا ہے اور اسے اپنی دنیا میں واپس لے جاتا ہے اور جہاز کا عملہ رحم دلی سے مسکراتا ہے۔ سکرین پر الفاظ ''ختم شد'' نمودار ہوتے ہیں اور حاضرین یہ سمجھتے ہیں کہ آج کے بعد وہ ہمیشہ خوشی خوشی زندگی بسر کریں گے۔

''فلموں میں کبھی بھی یہ نہیں بتایا جاتا کہ اس کے بعد کیا ہوتا ہے''، اس نے خود کو دلاسا دیتے ہوئے سوچا۔ شادی، کھانا پکانا، بچے، پہلے سے کہیں قلیل الوقوع سیکس، اس کی بیگم کی جانب سے پہلا نوٹس، اس کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ، اس کا وعدہ کہ ایسا دوبارہ کبھی نہیں ہوگا، ایک دوسری بیگم کی جانب سے دوسرا نوٹس، ایک اور محاذ آرائی اور اس مرتبہ اسے چھوڑ دینے کی دھمکی، اس مرتبہ مرد کم شدت سے اپنا ردِعمل ظاہر کرتا ہے اور محض اسے یہ بتاتا ہے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ تیسری بیگم کی جانب سے تیسرا نوٹس اور کچھ نہ کہنے اور یہ ظاہر کرنے کا فیصلہ کہ وہ کچھ نہیں جانتی، کیونکہ وہ شاید اسے یہ کہہ دے گی کہ اب وہ اس سے محبت نہیں کرتا اور یہ کہ وہ اسے چھوڑ کر جانے میں آزاد ہے۔

نہیں، فلموں میں کبھی بھی یہ سب نہیں بتایا جاتا۔ وہ اصل زندگی شروع ہونے سے پہلے ہی

ختم ہو جاتی ہیں۔اس کے بارے میں زیادہ نہ سوچنا ہی بہتر ہے۔

اس نے ایک، دو اور تین رسالے پڑھے۔ بالآخر ایک طویل مدت کے بعد ہال میں پرواز کا اعلان ہوا اور وہ جہاز پر سوار ہو گئی۔ جب وہ اپنی سیٹ بیلٹ باندھتی ہے تو اسے وہی فلمی منظر یاد آتا ہے، وہ اس کا ہاتھ اپنے کندھے پر محسوس کرتی ہے، پیچھے مڑ کر دیکھتی ہے اور وہ وہاں اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا ہوتا ہے۔ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔

وہ جنیوا سے پیرس تک کی مختصر پرواز کے دوران اونگھنے لگی۔اسے یہ سوچنے کا وقت نہیں ملا تھا کہ وہ اپنے والدین سے کیا کہے گی، وہ کون سی کہانی گھڑے گی، لیکن اس کے والدین غالباً محض اپنی بیٹی کی واپسی، ایک فارم کے مالک بننے، اور ایک آرام دہ مستقبل کے بارے میں جان کر خوش ہو جائیں گے۔

وہ جہاز کے اترنے کے دوران لگنے والے جھٹکوں کی وجہ سے جاگ گئی۔ جہاز کافی دیر تک انتہائی کم رفتار سے چلتا رہا، اور پھر جہاز کا خدمت گار اسے یہ بتانے کے لئے آیا کہ اسے دوسرے ٹرمینل میں جانا ہوگا کیونکہ برازیل کی فلائیٹ ٹرمینل ایف سے جاتی تھی اور وہ اس وقت ٹرمینل ''سی'' میں تھی۔لیکن اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں تھی کیونکہ پرواز تاخیر کا شکار نہیں تھی، اور اس کے پاس بہت سارا وقت تھا، اور اگر اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کہاں جائے تو زمینی عملہ اس کی مدد کرے گا۔

جب لوگ پل پر چڑھ رہے تھے، تو اس نے سوچا کہ کیا محض چند تصاویر کھینچنے کے لئے اور لوگوں کو یہ بتانے کے لئے کہ وہ وہاں گئی تھی، پیرس میں ایک دن گزارنا مناسب ہوگا۔اسے سوچنے کے لئے اپنے ساتھ اکیلے رہنے کے لئے اور پچھلی رات کی یادوں کو دفن کرنے کے لئے وقت درکار تھا، تاکہ اسے جب خود کو زندہ محسوس کرنے کی ضرورت پیش آئے تو وہ ان کا سہارا لے سکے۔ ہاں، پیرس میں ایک دن گزارنے کا تصور نہایت عمدہ تھا۔اس نے جہاز کے خدمت گار سے پوچھا کہ اگر وہ اس دن برازیل نہ جانے کا فیصلہ کرے تو اگلی پرواز کا وقت کیا تھا۔

جہاز کے خدمت گار نے اسے اپنا ٹکٹ دکھانے کو کہا اور کہا کہ یہ ٹکٹ اس قسم کے عارضی قیام کی اجازت نہیں دیتا۔ ماریا نے یہ سوچتے ہوئے خود کو دلاسا دیا کہ یہ شہر جو اس کے خیال میں بہت خوبصورت تھا، اس کے لئے محض مایوسی کا باعث بنے گا۔ وہ اب بھی اپنے ضبطِ نفس اور

اپنی قوتِ ارادی پر قائم رہنے میں کامیاب ہو رہی تھی اور وہ ایک خوبصورت منظر دیکھتے ہوئے اور کسی کو شدت سے یاد کرتے ہوئے یہ سب کچھ برباد کر دینا نہیں چاہتی تھی۔

وہ جہاز سے اُتری اور حفاظتی مقامات سے گزری، اس کا سامان سیدھا دوسرے جہاز پر جائے گا لہٰذا اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ دروازے کھلے، لوگ نکلنا شروع ہوئے اور اپنی بیوی، ماں اور بچوں سے بغل گیر ہو گئے جو کہ ان کا انتظار کر رہے تھے۔ ماریا نے یہ ظاہر کیا کہ وہ ان پر کوئی توجہ نہیں دے رہی تھی، اور عین اسی وقت وہ اپنی تنہائی کے بارے میں سوچنے لگی، ماسوائے اس کے کہ اس بار اس کا ایک راز اور ایک خواب تھا جو اس کی تنہائی کی تلخی کو کم کرے گا اور زندگی پہلے سے آسان ہو جائے گی۔

''پیرس ہمیں ہمیشہ یاد رہے گا۔''

اس آواز کا تعلق کسی ٹور گائیڈ یا کسی ٹیکسی ڈرائیور سے نہیں تھا۔

جب اس نے یہ آواز سنی تو اس کی ٹانگیں کانپنے لگیں۔

''پیرس ہمیں ہمیشہ یاد رہے گا؟''

''یہ میری پسندیدہ ترین فلموں میں سے ایک کا قول ہے۔ کیا تم آئفل ٹاور دیکھنا پسند کرو گی؟''

اوہ، ہاں، وہ ضرور اسے دیکھنا چاہے گا، رالف پھولوں کا ایک گلدستہ تھامے ہوئے تھا اور اس کی آنکھیں روشنی سے بھرپور تھیں، وہ روشنی جو ماریا نے پہلے دن دیکھی تھی جب وہ اس کی تصویر بنا رہا تھا جب باہر چلنے والی سرد ہوا کے باعث ماریا کے لئے وہاں بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا۔

''تم مجھ سے پہلے یہاں کیسے پہنچ گئے؟'' اس نے محض اپنی حیرت چھپانے کے لئے کہا۔ وہ اس سوال کے جواب میں ذرا سی بھی دلچسپی نہیں رکھتی تھی۔ لیکن اسے ایک وقفہ درکار تھا۔

''میں نے تمہیں جنیوا ائیر پورٹ پر رسالہ پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں تمہارے قریب آ سکتا تھا، لیکن میں ایسا ناقابل علاج رومانوی شخص ہوں کہ میں نے سوچا کہ پیرس کے لئے اگلے جہاز پر سوار ہونا سب سے بہتر ہو گا۔ میں تین گھنٹے تک یہاں ائیر پورٹ پر بھٹکتا رہا، آنے والی پروازوں کے اوقات کار دیکھتا رہا، کچھ پھول خریدے، وہ الفاظ دوہرائے جو کہ فلم کاسابلانکا میں رک اپنی محبوبہ سے کہتا ہے، اور تمہارے چہرے پر حیرت کے تاثرات دیکھے، اور مجھے اس بات کا

یقین تھا کہ تم یہی چاہتی تھی اور یہ کہ تم میرا انتظار کر رہی تھی کہ محبت کو اس کھیل کے ضوابط تبدیل کرنے سے باز رکھنے کے لئے دنیا بھر کے ارادے اور قوتِ ارادی ناکافی ثابت ہوگی۔ رومانوی ہونا نہایت ہی آسان ہے جیسا کہ لوگ فلموں میں ہوتے ہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے؟''

اسے کچھ اندازہ نہیں تھا کہ یہ آسان تھا یا مشکل، اور اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی، اگرچہ وہ اس شخص کو کچھ عرصہ پہلے ہی ملی تھی، حالانکہ انہوں نے صرف چند گھنٹے پہلے پہلی مرتبہ مباشرت کی تھی، اگرچہ اس نے ایک ہی دن پہلے اپنے دوستوں سے اس کا تعارف کروایا تھا، اگرچہ وہ باقاعدگی سے اس کلب میں جاتا رہتا تھا جہاں وہ کام کرتی تھی، یہ پوری طرح سے بے عیب تصدیق نامے نہیں تھے۔ دوسری طرف اب ماریا کے پاس اتنی رقم تھی کہ اس سے وہ ایک فارم خرید سکتی تھی، اس کے پاس جوانی کے دن باقی تھے، اسے زندگی کا خاصا تجربہ ہو چکا تھا اور اسے روحانی آزادی حاصل تھی۔ اس کے باوجود، جیسا کہ ہمیشہ ہوتا رہا تھا، تقدیر نے اس کے لئے ایک مرتبہ پھر یہ انتخاب کیا تھا، کہ وہ یہ خطرہ مول لے گی۔

اس نے رالف کا بوسہ لیا جو کہ اس سے قطعی طور پر مختلف تھا جو کہ سکرین پر ''ختم شد'' کے الفاظ نمودار ہونے کے بعد ہوتا تھا۔

لیکن اگر کسی دن کسی نے اس کی کہانی سنانے کا فیصلہ کیا تو وہ چاہے گی کہ اس کی شروعات اسی طرح سے کی جائے جیسے تمام فرضی داستانیں شروع ہوتی ہیں:

ایک دفعہ کا ذکر ہے............!